تجارتی دنیا

از خواجہ حسن نظامی

(۱) شمارہ (۷) || رجسٹرڈ اصفیہ نمبر ۲۷۵

شمس العلماء حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا

روزنامچہ اس کے اندر ہے

[illegible]

مدیر [illegible]

معاشی ترقی وتجارت کا واحد علمبردار کثیر الاشاعت ماہنامہ

مقام اشاعت
محبوب بلڈنگ
افضل گنج
حیدرآباد دکن

تجارتی دنیا

قیمت فی پرچہ (۸/)

بدل اشتراک
حیدرآباد دکن سے ۔ ۳ سالانہ
اضلاع سے ۔ ۳/۸ ؍
انڈیا اور پاکستان سے ۔ ۵ ؍
حکومتوں سے ۔ ۱۲ ؍

جلد (۱) ۱۸ر صفر المظفر ۱۳۶۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۴۸ء نمبر (۷)

تجارتی دنیا

۱۸ صفر المظفر ۱۳۶۶ھ م یکم جنوری ۱۹۴۷ء

صدارت عظمیٰ

جلالتہ الملک اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی نظر انتخاب نے مولوی میر لائق علی صاحب کو صدارت عظمیٰ کے لئے منتخب فرمایا۔ اس عہدہ جلیلہ کیلئے ایک ایسے ہردلعزیز ماہر صنعت و تجارت کا انتخاب جو نہ صرف بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں بلکہ ملک و مالک کے وفادار وسیع النظر اور سیاسی حالات سے باخبر ہیں "تجارتی دنیا" کے لئے باعث افتخار ہے۔

ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر نے اپنی مدبرانہ پہلی نشری تقریر میں فرمایا کہ۔

"میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے ابنائے وطن کے معیار زندگی کو بہتر بنانے میں گذارا ہے مجھے جب کبھی اور جہاں کہیں موقع ملا میں نے اپنے محدود ذرائع سے اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ اب خدا کے فضل و کرم سے اہل وطن کی خدمت کے بہت وسیع ذرائع میرے آگے ہیں اور اس لحاظ سے میرا مقصد بھی وسیع ہے"

اور فرمایا کہ

"میں صحت بخش سیاسی تصفیہ کے لئے بہترین معاشی حالات کو سازگار اور بنیادی سمجھتا ہوں اس مقصد کے پیش نظر میں ایسے تمام صنعتی امور کی ممکنہ حوصلہ افزائی و اعانت کروں گا جو عوام کی قوت پیداوار میں اضافہ کرنے اور بھوک اور فاقہ اور افلاس کو دور کرنے میں مدد دیتے ہیں"

ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر نے اپنی تقریر میں اپنے نصب العین کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن عزائم کا اظہار فرمایا ہے وہ ملک کے ہر طبقہ کے لئے قابل طمانیت ہے وقت کے تقاضے اور زمانہ کی ضروریات آپکی نظر سے مخفی نہیں ہیں ہم ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کے عزائم کی قدر کرتے ہیں اور ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں اور

دعا کرتے ہیں کہ خدائے پاک انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے ۔

موکب ہمایونی پر ناپاک حملہ کی کوشش

۴ر بہمن ۱۳۵۷ف کی شام کو کسی شقی القلب نے موکب ہمایونی پر حملہ کرنے کی گستاخی کا مرتکب ہوا اور گرفتار ہوا ۔ اس خبر کو سنکر نہ صرف حیدرآباد کے ایک کروڑ ترسٹھ لاکھ قلوب مضطرب ہوئے بلکہ تمام عالم اسلام کو صدمہ پہونچا ۔ ایک ایسے بادشاہ پر حملہ کا ارادہ کرنا جن کا مسلک صلح کل ہے جو اپنی رعایا کے دونوں فرقوں کو اپنی دو آنکھیں سمجھتے ہیں ۔ کمینہ پن ہے ۔ جس کی مذمت بلا تخصیص مذہب ہر عقل سلیم رکھنے والا کرے گا ۔

صد ہا سلامت رہیں اعلحضرت
تا ابد قائم و آزاد رہے ملک دکن

کنٹرول برخاست کردیا جائیگا

گاندھی جی کی تجویز [illegible] کنٹرول برخاست کر دیا جا رہا ہے ۔ [illegible] بہت بڑی [illegible] کنٹرول کی [illegible] حیدرآباد [illegible] گیا ہے ۔ کنٹرول کی برخاستگی [illegible] کا ادھر بازار [illegible] کا اندازہ ہو جائے [illegible] نے کنٹرول

برخاست کرنے کے خلاف بھی آوازیں بلند کی تھیں ۔ بالآخر حکومت ہند نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اجناس پر سے کنٹرول برخاست کر دیا جائے ۔

کنٹرول کی برخاستگی سے نفع اندوز تاجر اور سرمایہ دار مطمئن ہیں ۔ اور صارفین پریشان ہیں کیونکہ انہیں پھر ایک بار اس گروہ کے رحم و کرم پر رہنا پڑے گا ۔ جن کی زبردست وطلب منفعت کا شکار وہ آغاز جنگ سے ہوتے آئے ہیں ۔

تاوقتیکہ پیداوار میں اضافہ نہ ہو کنٹرول کی برخاستگی صارفین کے لئے ایک نئی مصیبت لائے گی ۔ ابھی ہماری حکومت کنٹرول برخاست کرنا نہیں چاہتی ۔ ہماری حکومت بھی اگر آئندہ کنٹرول برخاست کرنا چاہتی ہے تو تاوقتیکہ پیداوار میں اضافہ نہ ہو جائے کنٹرول ہرگز برخاست نہ کرے کنٹرول اسی وقت برخاست کیا جا سکتا ہے جبکہ ملک میں طلب و رسد کا توازن قائم ہو جائے ۔

حیدرآباد کی نئی عارضی کابینہ

صدر اعظم بہادر مولوی میر لائق علی صاحب نے مورخہ ۷ ار بہمن ۵۷ ف کو عارضی حکومت تشکیل دیدی ہے۔ جس کو اعلیٰحضرت بندگان اقدس نے شرف منظوری بھی بخش دیا ہے۔ اور عارضی کابینہ نے ۱۸ ار بہمن ۵۷ ف کو جائزہ بھی حاصل کر لیا

عارضی کابینہ کے وزراء کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ مولوی میر لائق علی صاحب	صدر اعظم
۲۔ مسٹر پنگل ونکٹ راما ریڈی	نائب صدر اعظم
۳۔ معین نواز جنگ بہادر	مالیات و امور خارجہ
۴۔ فضل نواز جنگ بہادر	مال
۵۔ مسٹر راج موہن لال	قانون و عدالت
۶۔ مولوی عبد الحمید خان صاحب	کوتوالی و کروڑ گیری
۷۔ مولوی عبد الرحیم صاحب	ریلوے اور رسل و رسائل
۸۔ مولوی اکرام اللہ صاحب	تنظیم و ترقیات
۹۔ مولوی عبد الرؤف صاحب	تعمیرات عامہ
۱۰۔ مولوی یامین زبیری صاحب	حکومت مقامی و لیبر
۱۱۔ مسٹر جے وی جوشی	صنعت و حرفت
۱۲۔ مسٹر راما چاری	زراعت و تنظیم دیہی
۱۳۔ مسٹر پی ایس وینکٹ راؤ	تعلیمات
۱۴۔ مسٹر ملک ارجن اپا	طبابت و صحت عامہ

صدر اعظم بہادر نے ۱۷ بہمن کی نشری تقریر میں اپنی کابینہ کے عزائم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "حکومت داخلی انتشار اور گڑبڑ کا سختی سے انسداد کریگی ــــ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے سارے ذرائع اور وسائل استعمال کئے جائیں گے ــــ تمام ملکوں سے دوستانہ تعلقات برقرار رہیں گے ــــ معاشی وسائل کو ترقی دی جائے گی ــــ غلہ اور دیگر اشیائے مائحتاج کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے گا اور مساویانہ تقسیم کی کوشش کی جائے گی ــــ صنعتی پروگرام کو وسعت دی جائے گی ــــ زراعت، تجارت اور صنعت کو ہر ممکن طریقہ سے ترقی دی جائے گی ــــ خانگی صنعت اور تجارت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ــــ مفاد عامہ کے تحت اشیائے مائحتاج پر سے تحدیدات رفتہ رفتہ برخاست کی جائے گی"

معذرت

ہم نے گزشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا کہ آئندہ سے عورتوں اور بچوں کے لئے بھی چند صفحات محفوظ رکھیں گے فلمی خبریں اور فلموں پر تنقیدیں بھی شائع کی جائیں گی۔ اور کچھ حصہ علمی ادبی مضامین کے لئے رکھا جائے گا۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہم اس اشاعت میں شمس العلماء حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا چار ماہ کا روزنامچہ شائع کر رہے ہیں۔ دہلی کی تباہی کی وجہ ہفتہ وار منادی بند ہوگیا اور روزنامچہ کا سلسلہ رک گیا۔ قارئین کی افادیت اور دلچسپی کے لئے روزنامچہ درج کیا جا رہا ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے روزنامچہ کو "تجارتی دنیا" میں شائع کرنے کی اجازت دیدی ہے، اس لئے منادی کی اجرائی کے بعد "تجارتی دنیا" میں بھی شائع ہوا کرے گا۔ آئندہ اشاعت سے حسب اعلان "تجارتی دنیا" اپنے پروگرام پر شائع کیا جائے گا۔ ہم ان ادیبوں سے معافی کے خواستگار ہیں جن کے مضامین، افسانے اور غزلیں اشاعت کے لئے حاصل کی گئیں تھیں۔ آئندہ اشاعت میں ہم ان کو ضرور شائع کریں گے۔

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

میری دہلی سے ہجرت

سات سو برس گذر گئے میرے بڑے دادا حضرت سید علیؒ غزنی افغانستان میں آباد تھے۔ ان کے ایک فرزند سید بدرالدین اسحٰقؒ نے غزنی سے ہجرت کی تھی کیونکہ ہلاکو خانی اور چنگیز خانی قتل عام اسلامی ملکوں میں ہو رہا تھا اس لئے میرے دادا غزنی سے ہجرت کر کے دہلی میں آئے تھے اور ہمیشہ اپنی تصنیف کردہ کتابوں میں اپنا نام بدرالدین اسحٰق دہلوی تحریر فرماتے تھے۔

دہلی میں ان کی دھاک بہت بڑی تھی۔ اور اجودھن (پاکپٹن) پنجاب میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی روحانی شہرت بھی تمام ہندوستان میں تھی۔ اس لئے وہ دہلی سے پاکپٹن میں گئے اور حضرت باباصاحب سے بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی اور حضرت باباصاحب نے اپنی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ کا عقد بھی حضرت مولانا سید بدرالدین اسحٰق سے کر دیا۔ اور اپنی مجلس کے انتظامات بھی ان کے سپرد کر دیئے۔ اور حضرت نے پوری زندگی پاکپٹن میں گزار دی۔

اسی زمانے میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی سے پاکپٹن میں حضرت باباصاحب کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت کی عمر بیس سال کی تھی۔

حضرت باباصاحب نے ان کو مرید کرنے کے بعد فرمایا۔ مولانا نظام الدین دہلی سے آئے ہیں ان کو دہلی والے مولانا بدرالدین کے مکان میں ٹھیراؤ۔ اور کیونکہ مولانا بدرالدین ان کو آداب شیخ سکھائیں

چار سال کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو حضرت باباصاحب نے دہلی کی خلافت عطا فرمائی۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت باباصاحب نے وفات پائی اور اس کے بعد حضرت مولانا سید بدرالدین اسحٰق نے بھی میں رحلت کی تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے رفیق حضرت مولانا سید محمد کرمانیؒ کو شریف بھیجا کہ مولانا سید بدرالدین اسحٰق کی بیوہ اور دونوں یتیم بچوں کو دہلی میں لے آئیں۔ چنانچہ سید کرمانیؒ صاحب ان تینوں کو دہلی میں لے آئے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے پیر کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ اور ان کے بچوں سید محمد اور سید موسیٰ کو بہت آسائش کی جگہ دی اور دونوں بچوں کو اپنا بیٹا بنا کر پالا اور ہر قسم کی تعلیم و تربیت دی۔ اور جب وہ حافظ قرآن ہو گئے۔ علمیت میں کمالات حاصل کر لئے طب اور جفر میں بھی کامل ہو گئے تو حضرتؒ نے اپنی نمازوں کا امام بھی ان کو بنا لیا۔ اور اس وقت سے حضرت کا نام خواجہ سید محمد امام مشہور ہو گیا۔ میں حضرت ہی کی اولاد ہوں اور اس طرح سات سو برس سے دہلی والا ہوں۔

۲ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جبکہ میری عمر ۷۱ سال کی تھی جسم بیمار تھا۔ آنکھیں بینائی سے محروم تھیں۔ مجھ پر وہی مصیبت آئی جو سات سو برس پہلے میرے جد اعلیٰ حضرت مولانا بدرالدین اسحٰقؒ کو غزنی افغانستان میں ہلاکو خانی منگولوں کے قتل عام سے پیش آئی تھی اور میں سات سو برس کے قدیمی وطن پیاری دہلی سے جدا ہو کر ہوائی جہاز میں سوار ہو کر اسلامی ملک اور مسلمانوں کی پناہ گاہ حیدرآباد میں آگیا۔

یہ ہجرت عارضی ہے

میں نے اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر میں جو راحت اور آسائش اس دارالسلام میں حاصل کی اور جو محبت اور مہربانی یہاں کے سلطان بادشاہ اور ان کے

وزیروں اور امیروں اور ہندو مسلمان مریدوں نے ظاہر کی وہ اتنی زیادہ اور ایسی سچی ہے کہ میں اسی سرزمین میں مرنا اور دب جانا چاہتا ہوں۔

چنانچہ میں نے اپنے ہندو مرید خواجہ راجہ پچھار ریڈی نظامی سے کہدیا کہ راجہ اگر ہم یہاں مرجائیں تو تیری زمین امیر پیٹھ میں دفن ہوں گے۔ کیونکہ تو نے ہم کو اپنا بنالیا ہے اور ہم نے تجھ کو اپنا بنالیا ہے۔ تو ہمارا ہم عمر ہے تو بھی بڑھا ہم بھی بڈھے ہم تیری زمین میں دفن ہوں گے تو گویا اپنی زمین میں دفن ہوں گے۔

تاہم میرا دل دہلی کے لئے بے قرار ہے اور اپنے آقا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی پاک کی درگاہ سے جدا ہونا اپنی مصیبت اور بدقسمتی سمجھتا ہے۔ اور میرا دل گوارا نہیں کرسکتا کہ جہاں سات سو برس سے میرے باپ دادا دفن ہوتے آئے ہیں اس سرزمین سے ایک ہزار میل دور دفن کیا جاؤں۔

آج اگر دہلی میں امن نہیں ہے آج اب بھی دہلی میں روزانہ قتل عام ہوتا رہتا ہے۔ آج بھی وہاں وہی حال ہے جو ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء میں مجھے پیش آیا تھا۔ پھر بھی میری بیوی خواجہ بانو میرے اس خیال کی اور اس تمنا کی ساتھی ہیں کہ ہم دونو دہلی میں جائیں اور وہاں جاکر قتل ہوجائیں۔ بچوں کو یہاں چھوڑ دیں تاکہ وہ ہماری نسل کی حفاظت کرسکیں

اور ہم دونو اپنے بزرگوں کی ہڈیوں کی حفاظت کے لئے دہلی پہونچ جائیں۔

لہذا میری یہ ہجرت عارضی ہجرت ہے اور کچھ عجب نہیں کہ جنوری ۱۹۴۸ء میں حیدرآباد سے دہلی چلا جاؤں۔ اور اپنے سب چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں کے پاس چھوڑ دوں۔

بہر حال میں نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے مگر جو ارادہ اللہ کا ہوگا وہی پورا ہوگا۔ کہ مشیت الہی کے سامنے انسانی ارادے کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔

منادی چار مہینے سے بند ہے

میرا ہفت روزہ اخبار منادی چار مہینے سے بند ہے اور میرا روزنامچہ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء سے شائع نہیں ہوا حالانکہ وہ میں نے لکھدیا تھا اور کاپی نویس نے چھاپنے کے لئے قلم بند بھی کردیا تھا۔ لیکن ستمبر سے دہلی میں قتل عام شروع ہوگیا اور لکھنے والے چھاپنے والے جان بچانے کے لئے در بدر بھاگ گئے اور میں مایوس ہوکر دہلی سے حیدرآباد میں آگیا۔

نوٹ (۳) بار لکھے گئے

ستمبر کے شروع میں اخبار منادی تیار تھا۔ نوٹ بھی لکھے گئے تھے۔ اور روزنامچہ بھی اور دوسرے مضامین اور خطوط اور عید کارڈوں کی فہرست بھی۔ مگر سیاسی حالات کے سبب ان سب کو ملتوی کرنا مناسب

معلوم ہوا۔

اس کے بعد حیدرآباد میں آکر دوسرے نوٹ لکھے اور کاپی نویس سے لکھوائے مگر ان کو بھی حیدرآباد کے سیاسی حالات کی تبدیلی کے سبب ملتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ جب میں حیدرآباد میں آیا تھا تو وزارت اور تھی۔ اور اب وزارت دوسری ہوگئی ہے۔ یعنی وزیر اعظم اور دوسرے ماتحت وزیر سب بدل گئے ہیں۔ یعنی سابقہ وزیروں میں صرف دو وزیر باقی رہے ہیں۔ باقی سب نئے آگئے ہیں۔ اس لئے دوسری دفعہ کے لکھے ہوئے نوٹوں کو بھی ترک کرنا ضروری معلوم ہوا۔ اب یہ تیسری بار کے نوٹ خدا نے چاہا قائم رہیں گے کیونکہ ان میں ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو دہلی کی ہندو حکومت اور حیدرآباد کی مسلمان حکومت میں طے ہوئے ہیں۔

منادی حیدرآباد سے جاری نہیں ہوگا

حیدرآباد میں آتے ہی میں نے حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کی اجازت کے لئے درخواست دیدی تھی لیکن اسی زمانے میں وزارت کا انقلاب ہوگیا اور حالات بہت زیادہ بدل گئے اس واسطے اجازت ملنے میں بہت دیر ہوگئی تاہم میں نے منادی کے لئے حیدرآباد کی کارخانہ کاغذسازی سرپور سے دو ہزار رنگ کا کاغذ ایک ہزار روپے کا خریدلیا اور چھاپے خانے اور کاپی نویسوں کا انتظام بھی

شروع کیا لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ دہلی کے رواج اور حیدرآباد کے رواج میں بہت زیادہ فرق ہے یعنی جس طرح دہلی میں چھپائی کی کاپی لکھی جاتی ہے اور جمائی جاتی ہے اور چھاپی جاتی ہے حیدرآباد میں لکھنے چھاپنے کے طریقے دوسرے ہیں جو میری سمجھ سے باہر ہیں۔ خاصکر لکھائی کا طریقہ بھی بالکل جدا گانہ ہے اور ایسا ہے کہ نہ میں اس کو پسند کر سکتا ہوں اور نہ منادی کے وہ ناظرین پسند کریں گے جو حیدرآباد کے باہر ہیں۔ سر دست دہلی میں منادی کا عملہ موجود ہے اور کاپی نویس بھی پھر دہلی میں واپس آنے کے لئے تیار ہیں۔ اور چھپائی کا انتظام بھی حسب منشا ہو سکتا ہے چنانچہ قرآن شریف کے ترتیلی ترجمے کے آخری پندرہ پارے ہمدرد پریس دہلی میں چھپنے شروع ہو گئے ہیں

۱۲ دسمبر کو میں نے جب یہ نئے نوٹ لکھنے شروع کئے تو پریس شنری سے اطلاع آئی کہ آپ خود کوتوال صاحب کے دفتر میں جا کر اقرارنامہ پر دستخط کر دیجئے تاکہ اخبار جاری کرنے کی اجازت آپ کو دیدی جائے۔

یہ خط آنے کے بعد مجھے پھر غور کرنے اور جلدی فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور میں نے اپنے بڑے لڑکوں سے مشورہ کیا آخر قرار پایا کہ منادی حیدرآباد سے جاری نہ کیا جائے۔ بلکہ دہلی سے حسب معمول جاری کرنے کا انتظام کر دیا۔ آپ یہاں سے مضامین دہلی بھیجا کیجئے وہاں سے اخبار چھپ کر سب جگہ تقسیم ہو جایا کریگا اور جس طرح پہلے دہلی سے حیدرآباد میں آیا کرتا تھا آئندہ بھی آجایا کرے گا اور جو کاغذ آپ نے خریدا ہے وہ کاغذ کتابوں کی چھپائی کے کام میں آجائے گا۔

قوت فیصلہ

میں جانتا ہوں کہ جب کسی قوم کا برا وقت آتا ہے تو اس کے چھوٹے بڑے افراد سے فیصلے کی قوت سلب ہو جاتی ہے یعنی جس طرح اچھے وقت میں قوموں کے افراد فوری فیصلہ کر کے کام شروع کر دیتے ہیں برے وقت میں وہ سوچتے رہ جاتے ہیں کہ یہ کام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

میری ساری زندگی ایسی گذری ہے کہ میں ایک رائے قائم کر کے فوراً فیصلہ کر لیتا ہوں بعض اوقات وہ فیصلہ درست ثابت ہوتا ہے اور بعض اوقات غلط ثابت ہوتا ہے پس حیدرآباد سے منادی جاری نہ کرنے کا فیصلہ بھی میں نے جلدی کر دیا۔ اور اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ منادی حیدرآباد سے جاری نہیں ہوگا۔

اتنا لکھنے کے بعد دہلی سے تار کہ وہاں کی حالت پھر بہت خراب ہو گئی ہے۔ اس لئے مجبوراً فیصلہ بدلنا پڑا۔ اب منادی حیدرآباد سے جاری ہوگا۔

تجارتی دنیا

میرے ایک لائق مرید روشن دل محمد فخرالدین خاں فخر نظامی نے کچھ عرصہ ہوا میرے مشورے سے ایک ماہوار رسالہ "تجارتی دنیا" حیدرآباد سے جاری کیا تھا جو بہت عمدہ اور شاندار پرچہ ہے اور اس کا سائز بھی منادی کے برابر ہے اس لئے قرار پایا کہ جو کاپیاں منادی کی لکھی ہوئی دہلی سے حیدرآباد میں آگئی ہیں وہ "تجارتی دنیا" میں چھاپ دی جائیں اور جنوری سے منادی حیدرآباد ہی سے شائع ہونے لگے۔

لیکن جتنا روزنامچہ لکھا ہوا آیا تھا وہ تو میں تجارتی دنیا میں چھپوا سکتا تھا مگر نوٹ نہیں چھپوا سکتا تھا کیونکہ وہ سب سیاسی تھے۔ اور حیدرآبادی قوانین مطابع کی پابندی کے لحاظ سے شک تھا کہ شاید ان میں کوئی چیز پابندی قوانین کے خلاف نہ ہو اور چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ شک و شبہ کی چیز کو ترک کر دینا چاہئے اور ایسا راستہ اختیار کرنا چاہئے جو شک و شبہ سے پاک ہو اس لئے میں نے حیدرآباد میں آنے کے بعد جو نئے نوٹ لکھے تھے ان کو بھی منسوخ کر دیا ہے صرف روزنامچہ درج کرایا جو محض ایک ذاتی چیز ہے یعنی اس میں ذاتی واقعات کا ذکر ہوتا ہے سیاسی باتیں نہیں ہوتیں۔

گھر گھر اردو مجلس

اس وقت میں اپنی مسلمان قوم کو صرف ایک مشورہ دیتا ہوں کہ وہ گھر میں ہوں یا پردیس میں ہوں راحت میں ہوں یا مصیبت میں ہوں اپنے اپنے گھر میں اردو مجلس قائم کر دیں۔ اردو مجلس قائم کرنیکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے گھروں میں میز کرسی بچھائیں اور اہل کلب کی طرح سوڈا پئیں چاء پئیں اور تاش کھیلیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان میں سے ہر عورت مرد پابندی کے ساتھ رات کو ایک دفعہ یہ سوچ لیا کرے کہ میری زبان اردو ہے اور اس زبان کی سلامتی پہ میری اپنی سلامتی منحصر ہے اور پوری قوم کی سلامتی منحصر ہے اس واسطے اگر میری زبان پشتو ہے تب بھی مجھے اردو کو اپنی زبان کہنا ہے اور اگر میری زبان پنجابی ہے یا بلوچی ہے یا سندھی ہے یا مالیالم ہے یا کنڑی ہے یا تلنگی ہے یا مرہٹی ہے یا گجراتی ہے یا ہندی ہے یا بنگالی ہے یا برمی ہے تب بھی میں روزانہ خدا سے دعا کروں گا کہ وہ میری قوم کی زبان اردو کو سلامت رکھے اور مجھے اپنی قومی زبان اردو کی خدمت اور مدد کی توفیق عطا فرمائے

بس یہ اردو مجلس ہے مسلمان امیر ہوں یا غریب پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ ہوں کسی حال میں بھی ہوں ان کو روزانہ سونے سے پہلے اردو زبان کے لئے آپس میں دو چار باتیں ضرور کر لینی چاہیئے

یہ تحریک ایسے وقت میں شروع کی گئی ہے جبکہ ہر مسلمان عورت مرد کو اپنی جان اور اپنے بچوں کی جان کی فکر دامنگیر ہے اور تقریباً سب ہی مسلمان بے گھر بے در ہو گئے ہیں پھر بھی میرے اوسان قائم ہیں اور میری ہمت بلند ہے۔ اور میرا یقین برقرار ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا نے قرآن شریف میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے ہراساں نہ ہو جاؤ مایوس نہ ہو جاؤ غمزدہ نہ ہو جاؤ تم ہی آخر کار اونچے رہو گے اگر تمہارے ایمان اور یقین کی قوت قائم رہے۔

پس مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا آخر کار اس قتل عام اور اس مصیبت سے نجات پائیگا اور اسکی راحت اور عزت اور حکومت اس پر آسمان سے نازل ہو گی بغیر کسی خون ریزی کے اور بغیر کسی جنگ و جدل کے۔

لہٰذا میرا اور میرے اخبار "منادی" کا آئندہ بس یہی ایک اصول رہے گا کہ میں مسلمانوں کی ٹوٹی ہوئی ہمتوں کو جوڑوں اور ان کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی دہشت کو دور کروں گھیرے ہوئے خوف کو دور کروں اور ان کو یاد دلاؤں کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان وہ قوم ہے جس کو تیرہ سو سڑسٹھ ۱۳۶۷ برس سے لیکر آج تک ہمیشہ بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس مصیبت سے نکلی ہے اور پھر خدا نے اس کو راحت اور عیش کی زندگانی مرحمت فرمائی ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا کہ جس طرح آندھی کے وقت روندی ہوئی پامال خاک ہوا کے بازوؤں پر سوار ہو کر اونچی ہو جاتی ہے اسی طرح ہندوستان کے مسلمان بھی اونچے ہو جائیں۔ اور جنہوں نے ان کو پامال اور ذلیل اور مغلوب کرنے کا گناہ کیا ہو گا وہ خود پامال اور ذلیل اور مغلوب کر دیئے جائیں گے یہ وہ بشارت ہے جو خود خدا نے بغیر کسی ذریعے اور واسطے کے مجھ سے ارشاد فرمائی ہے۔

اور جب میں نے خدا کی یہ آواز سنی تو آئینے میں اپنی صورت دیکھی اور باوجود نگاہ کی کمزوری کے کہ اس کے سبب میں آئینے میں اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مجھے اپنی صورت ایسی ہی نظر آئی جیسی بینائی کی سلامتی کے وقت نظر آیا کرتی تھی۔ اور میں نے اس عجیب بات کو خدا کی طرف سے سمجھا اور مجھے یقین آگیا کہ جو آواز میں نے سنی تھی وہ خدا کی آواز تھی۔ اور اردو زبان بھی سلامت رہے گی۔ اور ہندوستان میں مسلمان قوم بھی سلامت رہیگی۔

دعا کیجئے! تمام ناظرین سے درخواست ہے کہ روزانہ ہندوستان میں امن قائم ہونے اور مسلمانوں کی سلامتی جان و مال کی خدا سے دعا مانگا کریں۔ اور چشتیہ نظامیہ صابریہ سلسلے کے مرید و خلیفہ نواب افتخار علی خاں ولی شاہ رئیس ریاست جاورہ کی مغفرت کی دعا کریں جن کا ۸ / دسمبر کو انتقال ہو گیا اور ڈاکٹر فخر الدین نظامی صدر جماعت نظامیہ مشرقی افریقہ کی مغفرت کی دعا کریں جنہوں نے ابھی وفات پائی ہے اور مانا ودر اور مانگرول اور جوناگڈھ وغیرہ اسلامی ریاستوں کے لئے بھی روزانہ دعا خیر کی جائے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۴ رمضان ۱۳۶۶ھ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء منگل دہلی حیدرآباد کا سفر آج چونکہ حیدرآباد جانا ہے اس واسطے صبح کی نماز کے بعد سے دس بجے تک موتی محل میں ضروری کاغذات اور کتابیں محفوظ مقامات پر رکھوائیں اور کمروں کو مقفل کر دیا۔

پھر سید ابن عربی اور نعیم صاحب کے ساتھ دہلی گیا۔ پہلے اپنی بھانجی رحمت نظامی سے ملا پھر دہلی میں جا کر بینک کے حسابات دیکھے اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب سے رخصتی ملاقات کی۔ ان کے بھائی مولوی سید بشیر الدین صاحب بھی ملے۔ پھر قرآن شریف اور کتابوں کی چھپائی کے انتظامات کئے اور بارہ بجے کے بعد گھر میں واپس آیا۔ اور دفتر والوں کو آئندہ کے انتظامات قلم بند کرائے اور عید کے انتظامات کی یادداشت بھی لکھوائی۔ پھر والدین اور صادق شہید رحمۃ اور خاک رضا صاحب اور حضرت دادا مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کے مزارات پر حاضری اور سفر کی اجازت مانگی۔ اپنی مرحومہ بیوی اور بڑے بھائی کے مزارات پر بھی گیا۔ دو بجے گھر سے روانہ ہوا دفتر کے سب آدمی موٹر تک پہنچانے آئے نعیم صاحب آج شام [illegible] اپنے گھر جائیں گے۔ ان کے بھائی کا تار آیا ہے۔

پیارا طوطا اس سفر کا سامان بہت مختصر ہے۔ ایک بستر ہے کپڑوں کے دو جوڑے ہیں ایک تھیلے میں چھوٹا دیا ہے پانی کی صراحی اور ایک لوٹا اور اگالدان ہے اور ایک جانماز ہے اور میرے پیارے طوطے کا پنجرہ بھی ہے۔ یہ طوطا میری بیوی خواجہ بانو اور میری بیٹی کوثر بانو کی جدائی کے غم میں چند دن سے نہ ٹھیک طرح کھاتا ہے اور نہ پہلے کی طرح پیاری پیاری بولیاں بولتا ہے۔ اس واسطے آج میں اس طوطے کو اپنے ساتھ حیدرآباد لے جا رہا ہوں۔ ایک صاحب نے کہا تھا اس کا کرایہ انٹر کلاس کے کرائے کے برابر ہوگا یعنی دہلی سے حیدرآباد تک تریسٹھ روپے دینے پڑیں گے۔ ٹیلیفون میں ریل والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا بارہ روپے دس آنے کرایہ ہوگا۔ مگر ریل پر جا کر معلوم ہوا کہ صرف [illegible] روپے دس آنے کرایہ لیا جائے گا۔

دہلی جنکشن ریل پر پہنچانے کے لئے سید ابن عربی اور محمد یونس اور ڈاکٹر تیموری صاحب اور ملنسار نظامی اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور سید [illegible] الاسلام صاحب اور مسٹر سید کنٹراکٹر آئے ہیں۔ مستری حبیب خاں نظامی حیدرآباد تک ساتھ جائیں گے ان کے لڑکے محمد خاں میرے لئے اور اپنے والد کے لئے بہت سا کھانا اور پھل اور برف بھی لائے ہیں۔ شاہ بانو نے بھی راستے کے لئے کھانا ساتھ دیا ہے۔ مسٹر سعید پارکر کمپنی کا بنایا ہوا نہایت خوبصورت جیبی قلم لائے ہیں۔

ریل کے ساتھی مولوی ممتاز الحق صاحب سہارنپوری اور ابن نبی بخش صاحب تاجر قالین سکندرآباد کے فرزند غلام محی الدین صاحب میرے درجے میں رفیق سفر ہیں۔ یہ دونوں بھی حیدرآباد جا رہے ہیں۔

علی میاں نظامی ساڑھے تین بجے دہلی سے ریل روانہ ہوئی۔ اور نئی دہلی اسٹیشن پر ٹھہری وہاں علی میاں نظامی حیدرآبادی اپنے لڑکے سید اختر نظامی کے ساتھ ملنے آئے تھے اور میرے لئے انگور بھی لائے تھے۔ نئی دہلی سے ریل چلی تو میں دہلی کی پرانی عمارتوں کی سیر کے لئے کھڑکی کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد تسبیح فرشتہ پڑھتا رہا اور ریل ڈیڑھ گھنٹے تک لگاتار چلتی رہی کوسی کلاں پر ٹھہری پھر متھرا پہ ٹھہری۔

ریل کا کھانا مغرب کے وقت آگرہ راجہ کی منڈی اسٹیشن پر ریل کا کھانا آیا۔ میں نے اور مولوی ممتاز الحق صاحب اور مستری حبیب خاں نظامی نے مل کر ریل کا اور گھر کا لایا ہوا کھانا کھایا۔ ریل کے کھانے کا بل غلام محی الدین صاحب تاجر قالین لاہور نے ادا کیا۔ گویا [illegible] آباد کی مہمان نوازی [illegible] سے شروع ہو گئی۔ رات کو بہت ٹھنڈک رہی اور نیند بہت اچھی آئی۔

۲۵ رمضان ۱۳ اگست بدھ ریل بھوپال صبح کی نماز کے بعد بھوپال اسٹیشن آیا میں نے بھوپال کے بنے ہوئے چھ بٹوے خریدے سادہ چوبی کام کے بٹوے ہیں۔ ایک بڑا شوخ رنگ کا بھی لیا ہے اور پانچ چھوٹے بٹوے سنہری لئے دوپہر کو ریل کا کھانا کھایا اور پھر کئی گھنٹے سویا

اور تاریخ فرشتہ بھی پڑی۔

ناگ پور ! گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہے شام کو ساڑھے پانچ بجے ناگپور پہنچی خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب نے بہت کھانا بھیجا جو اتنا زیادہ تھا کہ میں نے سب رفیقوں کے ساتھ مل کر کھایا۔ انڈے کا پلاؤ بہت ہی لذیذ تھا۔

بارش ! دہلی سے ناگپور تک صرف ایک جگہ بارش ملی باقی سب جگہ موسم خشک ہے۔ البتہ ابر ہر جگہ چھایا ہوا ملا۔

قاضی پیٹھ ! رات کے چار بجے قاضی پیٹھ جنکشن پر گاڑی پہونچی۔ اصلی وقت تین بجے کا ہے۔ یہاں بھی ایک گھنٹہ لیٹ ہے۔

لال خاں جمعدار ! ناگپور سے لال خاں جمعدار رفیق سفر ہوئے۔ فوجی ڈاک لے کر سکندرآباد جا رہے ہیں۔ نماز روزے کے پابند ہیں۔ بہت سمجھدار اور قومی درد رکھنے والے ہیں

۲۶ رمضان ۱۴ اگست جمعرات حیدرآباد

آلیر ! قاضی پیٹھ سے حیدرآباد کی گاڑی چلی۔ آلیر اسٹیشن پر ٹھیری وہاں محمد جمال (ساحر) ملازم خفیہ پولس ملنے آئے۔

بھونگیر ! آلیر سے روانہ ہو کر ریل بھونگیر ٹھیری وہاں طفیل احمد خان صاحب جونپوری این کرڈ گیری رفیق سفر ہوئے۔

سکندرآباد ! بھونگیر سے روانہ ہو کر ریل سکندرآباد میں ٹھیری یہاں بدرالدین نظامی اور ان کے سب لڑکے اور خواجہ راجہ لچھمار یدی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی ملنے آئے۔ اور محمد شہ امرتسر والے عبدالرشید نظامی بھی ملنے آئے جو آجکل سکندرآباد ہی میں رہ کے اپنا کام کرتے ہیں۔

نظم خیر مقدم ! مولوی محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی نے حسب وقت سکندرآباد پر خیر مقدم کی نظم سنائی جو یہ تھی۔

پھر ایک بار جہاں میں ماہ صیام آیا
دکن میں چشت نگر کا ماہ تمام آیا
نشاط عید سے آغاز انبساط ہوا
قریب ختم اگرچہ مہ صیام آیا
خوشی سے پھولے سمائیں کیوں نہ عقیدتمند
سرور بخش دل خواجۂ نظام آیا
پیو پلاؤ سے عید حضرت خواجہ
کہ عید کے لئے تحفہ بہ شکل جام آیا
کلام پاک کی تفسیر ہے رخ انور
کلام بن کے خدا کا وہ لا کلام آیا
بلائیں اسکی تلیں خشکلیں ہوئیں آساں
زباں پہ حضرت خواجہ کا جس کے نام آیا
در حضور سے کوئی نہ نامراد گیا
جو ایک بار ملا بس وہ شاد کام آیا
کرم نہیں ہے اگر یہ تو کیسے پھر کیا ہے
خیال آپ کا ہر سانس میں مدام آیا
بچھا کے آنکھوں نے پلکوں کا فرش ناسوتی
نظر کی راہ پہ سمجھیں جب وہ خوش خرام آیا

سکندرآباد سے ریل چلی تو چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں پر ٹھیری اور آخر نام پلی حیدرآباد اسٹیشن پر آئی جہاں میرے سب بچے اور اہل سلسلہ اور احباب جمع تھے۔ حسین اور علی اور زید اور حسن ابوطالب اور مہدی اور سلمان اور نعمان اور قدسیہ اور ولی اور مصطفیٰ اور فریدہ اور مریم اور توحم استقبال کیلئے آئے ہیں۔ محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی اور ان کے لڑکے محمود نظامی اور عبد الغفور کامل الیقین نظامی اور حسن اقبال نظامی اور مولوی عبداللہ مخلص شاہ نظامی اور محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور سید مبین نظامی اور سلیم القلب رحمٰن صاحب بنگلوری اور حبیب صاحب مالک دکان حبیب برف لیمونیڈ ڈپو اور امام غوری صاحب چھالیہ والے اور عابد حسین نظامی اور مرزا مونس ضامن علی صاحب گنتہ والے اور سعید نظامی اور سید بشیر نظامی وغیرہ بہت سے اصحاب استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان سب نے پھولوں کے ہار پہنائے اور میں بچوں کے ساتھ اپنی منزل میں آیا جہاں ہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی اور مولوی قطب الدین خاں صاحب حق باز خاں اور مولانا مینی شاہ نظامی وغیرہ احباب ملنے آئے زنانے مکان میں گیا خواجہ بانو روح بانو کوثر بانو۔ دل آرا بانو، علی بانو، امۃ المتین کو دیکھا اور سب سے چھوٹی نئی لڑکی کو دیکھا بہت گوری ہے اور بہت پیاری صورت کی ہے موتی بیگم سرفرازنظامی اور نظام پاشا نظامی اور بشیر النساء و چمن آرا بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی جو مجھ سے ملنے کے لئے آج یہاں آئیں تھیں۔ تار اور ڈاک کے خطوط پڑھے پھر ناشتہ کیا اس کے بعد کوہ خواجہ یعنی بنجارہ پہاڑ پر گیا جس کو آجکل جوبلی ہل کہتے ہیں اور جہاں بہت سے خوبصورت مکان بن گئے ہیں۔

یہاں ہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی کے مکان الحمراء میں قیام ہوا اور ان کے بڑے لڑکے ریاض الدین احمد نظامی اور دوسرے لڑکے سیف الدین محمود نظامی اور ان کی بہن نجمہ نظامی اور ان کی چھوٹی بہن ل... بانو اور ان کی اہلیہ سے ملاقات ہوئی ریڈیو سنا اور کھانا کھا کر سو گیا۔

فیاض الدین صاحب نے میری آسائش کا بہت اچھا انتظام کیا ہے۔ اول تو الحمراء مکان اس پہاڑ کے سب مکانوں سے نرالا

اور اچھا مکان ہے۔ اور اس مکان میں بھی میرے لئے جو کمرہ تجویز ہوا ہے وہ تمام ضروریات زندگی سے آراستہ ہے اور نئے زمانے کا نہایت عمدہ غسل خانہ بھی کمرے سے ملا ہوا ہے۔ جانماز بھی ہے۔ کتابیں بھی ہیں۔ بجلی کا پنکھا بھی ہے لکھنے کا سامان بھی ہے جس سے بہزاد دکن کی بیوی کا سلیقہ اور انتظام ظاہر ہوتا ہے۔

شاہی قاصد آج شام کو بہزاد دکن کے مکان الحمرا میں اعلیحضرت حضور نظام کا ایک قاصد آج رات کے ڈنر کا شاہی کارڈ دینے آیا تھا۔ حیدرآباد کے رزیڈنٹ صاحب ہمیشہ کیلئے حیدرآباد سے جانے والے ہیں اس واسطے اعلیحضرت نے ان کو رخصتی ڈنر دیا ہے اور اس ڈنر کی شرکت کے لئے مجھ کو بھی یاد فرمایا ہے۔

افطاری کی دعوت دہلی میں حکیم خسرو شاہ نظامی کا خط گیا تھا کہ ۲۰ رمضان جمعرات کے دن انکے بچے روزہ رکھیں گے لہذا آپ کو اور آپ کے سب بچوں کو اور بہزاد دکن اور ان کے بچوں کو افطاری کی دعوت پیش کی جاتی ہے اور میں نے حکیم صاحب کو جواب بھیج دیا تھا کہ میں ۲۶ رمضان کی صبح کو حیدرآباد پہنچوں گا اور شام کو آپ کے بچوں کی افطاری میں شرکت کرونگا۔ مگر آج شاہی دعوت آجانے کے سبب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ حکیم صاحب کے ہاں افطاری میں شرکت کروں اور اس کے بعد اعلیحضرت کے ڈنر میں چلا جاؤں۔ چنانچہ سب بچوں کے ساتھ حکیم صاحب کے ہاں گیا اور افطاری میں شرکت کی جہاں بہت سے ممتاز اصحاب جمع تھے۔ اور حکیم صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے اپنے شہرۂ آفاق سلیقے کے بموجب بہت اعلے اور پرتکلف افطاری کا سامان دسترخوان پر آراستہ کیا تھا۔ افطار کے بعد میں نے مغرب کی نماز پڑھائی اور بچوں کو کھانے کے لئے چھوڑ کر میں ایسلا باغ عام کے جوبلی ہال میں آیا۔ جہاں آج اعلیحضرت کی طرف سے رخصت ہونے والے رزیڈنٹ کو ڈنر پارٹی دی گئی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے مجھے بھی اس ڈنر کی شرکت کے لئے دعوت نامہ بھجوایا تھا۔ میں ٹھیک آٹھ بجے یہاں پہنچ گیا تھا۔ نواب سالار جنگ بہادر اور سید قاسم رضوی صاحب صدر انجمن اتحاد المسلمین وغیرہ پہلے سے موجود تھے۔ ان سے بات چیت کرتا رہا۔ اور بھی بہت سے احباب اور امرا سے ملاقاتیں ہوئیں۔ مسٹر اثریانگٹن بھی اپنی میم صاحب کے ساتھ آئے۔ اور نواب صاحب چھتاری بھی آئے۔ ساڑھے آٹھ بجے اعلیحضرت حضور نظام تشریف لائے ولی عہد صاحب کچھ بیمار ہیں۔ اس لئے ان کی دلہن شہزادی درشہوار صاحبہ اکیلی تشریف لائیں۔ اور اعلیحضرت کی صاحبزادیاں بھی ان کے ساتھ تشریف لائیں حیدرآباد کے نامور مشائخ جناب صابر حسینی صاحب اور جناب مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب اور جناب سید ولی اللہ حسینی صاحب وغیرہ بھی تشریف لائے۔ جوبلی ہال کے سب سے بڑے ہال میں ہم سب لوگ صف بستہ کھڑے تھے اور اعلیحضرت سیاہ کوٹ اور طرے دار دستار اور شاہی پٹکا حمائل کئے ہوئے وسط میں چہل قدمی فرما رہے تھے میری صف میں دائیں طرف اعلیحضرت کے بھائی شہزادہ بسالت جاہ بہادر تھے اور بائیں طرف شہزادے ہاشم جاہ بہادر وغیرہ تھے۔

جب رزیڈنٹ آگئے تو وہ اور اعلیحضرت اور اس کے بعد سب لوگ اپنی اپنی میزوں پر کھانے کے لئے چلے گئے۔ مجھے اس میز کو جگہ ملی جہاں حیدرآباد کے نامور مشائخ اور انجمن اتحاد المسلمین کے صدر اور پاکستان کے موجد ڈاکٹر سید عبداللطیف صاحب اور نواب اکبر یار جنگ بہادر اور چالیس لاکھ اچھوتوں کے لیڈر وینکٹ راؤ صاحب اور راجہ پرتاب گیر صاحب اور راجہ نرسنگھ راج صاحب وغیرہ ہندو مسلمان لیڈر شریک تھے۔ کھانے سے فارغ ہوکر ہم سب پھر بڑے ہال میں جمع ہوئے اور اعلیحضرت نے اور رزیڈنٹ صاحب نے تقریریں کیں۔ یہاں نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب ضمیار جنگ بہادر اور نواب اکبر یار جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب مقصود جنگ بہادر اور جناب سید صابر حسینی شاہ صاحب وغیرہ سے بات چیت ہوئی۔ ساڑھے دس بجے رات کو جلسہ ختم ہوا۔ اور میں اپنی قیامگاہ الحمرا میں آیا اور ۱۲ بجے کے بعد سویا اور ایک گھنٹہ سونے کے بعد بیدار ہوا اور شب قدر کی عبادت اور دعاؤں میں صبح تک مشغول رہا۔

موسم حیدرآباد میں کئی دن سے بارش نہیں ہے اور ہوا بھی بند رہتی ہے اس واسطے گرمی زیادہ ہے۔ میرے پوتے اور ایک چھوٹا بیٹا پہلا روزہ رکھنا چاہتے تھے اور میں انہی کے روزے کی شرکت کے لئے دہلی سے اپنا طوطا ساتھ لے کر آیا تھا مگر دھوپ اور گرمی دیکھ کر بچوں کو روزہ رکھنے سے روک دیا کیونکہ ایسی گرمی میں کم عمر بچوں کا روزہ رکھنا مناسب معلوم نہیں ہوا۔

۲۷ رمضان ۱۵ اگست جمعہ حیدرآباد

تحریری کام میر خواجہ حامد حسین صاحب آج

صبح تحریری کام کے لئے آ گئے تھے اور میں نے ایک دن کا روزنامچہ لکھوا دیا تھا۔ جلدی لکھتے ہیں۔ اور صحیح لکھتے ہیں۔ اور صاف پڑھتے بھی ہیں۔

تحریری قرضہ] مولوی فیاض الدین صاحب کے دونوں لڑکوں نے مجھے دہلی میں خط بھیجے تھے ان میں سے چھوٹے لڑکے سیف الدین محمود نظامی کے خط کا جواب بھیج دیا تھا۔ اور ریاض الدین نظامی کے خط کے جواب کا قرضہ میرے ذمہ رہ گیا تھا انشاء اللہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ادا کر دیگا۔ آج صبح کی نماز سے پہلے فیاض الدین نظامی کی اہلیہ نے نہایت عمدہ ناشتہ بھیجدیا اور میں نے دکن میں پہلا قدم بھی کی مستری حبیب خاں نظامی بہزاد دکن کے مہمان خانے ٹھیرے ہیں جو میری قیامگاہ کے سامنے ہے۔

مضبوط مٹی] آج میں نے دیکھا الحمرا کے سامنے ایک دیوار مٹی سے چنی جا رہی تھی قریب جا کر مٹی کو ہاتھ سے دیکھا تو معلوم ہوا پتھر کی طرح سخت اور مضبوط ہے۔

ہادی منزل] تحریری کام سے فارغ ہو کر الحمرا سے ہادی منزل میں گیا اور وہاں حسین نے رات کے ریڈیو کی خبریں سنائیں جو انہوں نے دہلی کے جشن کی نسبت سنی تھیں۔ پھر میں نے خود بھی دہلی ریڈیو میں آج کے حالات سنے۔

[illegible]] آج [illegible] محمد حسین نظامی ملنے آئے [illegible]

پانوں کی دو ڈھولیاں بھی لائے تھے۔

جمعہ کی نماز] میں نے بارہ بجے سب چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعۃ الوداع کی نماز پڑھنے گیا تھا اعلیحضرت بارہ بجے سے کچھ پہلے تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ آج صبح میرے دادا نواب افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی اور میرے والد کی علاتی بہن یعنی میری پھوپی کا انتقال ہو گیا جو نواب اقبال الدولہ سرو قار الامراء کی بیگم تھیں۔ انہوں نے نوے (۹۰) برس کی عمر پائی۔ نماز میں نواب صاحب چھتاری اور نواب ناصر نواز الدولہ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور مولانا مفتی عبد القدیر صاحب اور اعلیحضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی اور اعلیحضرت کے آٹھ شہزادے بھی شریک تھے۔ خطیب نے خطبے میں قرآن و حدیث اور سیرت خلفائے راشدین کے حوالوں سے اعلیحضرت کو بہت نصیحتیں کیں۔ اور قاری فخر الدین صاحب نے بھی ایسی آیات پڑھیں۔ جن میں اعلیحضرت کو خود مختاری کی تہنیت بھی دی گئی تھی۔ اور نصیحت بھی کی گئی تھی۔ اور پھوپی کی تعزیت بھی خطیب و قاری کا یہ بر محل انتخاب یقیناً بہت زیادہ قدر کے قابل تھا۔ نماز کے بعد ہادی منزل میں آ کر کھانا کھایا پھر کچھ دیر سو گیا۔

تدفین] شام کو ساڑھے ۴ بجے حسین اور سید محمد نظامی اور مستری حبیب خاں نظامی کے ساتھ اعلیحضرت کی پھوپی کے دفن کی شرکت کے لئے شہر سے آٹھ میل دور باہر گیا تھا۔ جہاں امرائے پائیگاہ کے مقبرے ہیں یہ مقبرے بہت صاف ستھرے اور خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ شہزادے بسالت جاہ بہادر اور مولانا مفتی عبد القدیر صاحب اور قاری فخر الدین صاحب کچھ پہلے سے آ گئے تھے۔ مگر میت چھ بجے کے بعد آئی۔ اعلیحضرت بھی تشریف لائے تھے اور امرائے پائیگاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور نواب حسن یار جنگ بہادر اور نواب مظفر نواز جنگ بہادر اور نواب فرید نواز جنگ بہادر وغیرہ امراء بھی تھے۔ قبر نواب اقبال الدولہ بہادر کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔

واپسی] قریب مغرب قبرستان سے واپس آیا۔ آج جشن آزادی کی خوشی میں سارا شہر بجلی کی روشنی سے جگمگا رہا ہے اور عرب اور افغان آصفیہ جھنڈے لئے ہوئے اپنے قومی باجے بجاتے ہوئے بازاروں میں گشت لگا رہے ہیں۔ راستے بند ہیں اس واسطے بمشکل تمام ہادی منزل تک پہونچا۔ مستری حبیب خاں نظامی کے افطار میں دیر ہو گئی۔ خواجہ صاحب کچھا پیڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور کریم اللہ خاں نظامی ملنے آئے تھے۔ مغرب کی نماز ہادی منزل کے بالا خانے پر جماعت سے پڑھی تھی۔ ناسوتی شاہ سے الواح اسرار کی تیاری کی باتیں کیں۔ اور میں نے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ قرآن شریف کے اعراب بہت بعد میں لگائے گئے ہیں۔

روانگی کا فیصلہ] آج خواجہ بانو اور حسین سے بات چیت کے بعد عید کے دوسرے دن حیدرآباد سے دہلی کی طرف روانہ

ہو جانے کا فیصلہ کر لیا اور ٹکٹ خریدنے کے لئے کہہ دیا۔

رات کا کھانا | الحمرا میں بہزادکن فیاض الدین نظامی اور ان کے بچوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا اور پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر بھی سنی۔ کھانا بھی کئی قسم کا اور بہت لذیذ تھا اور تقریر بھی بہت سلونی تھی آج رات کو کل کی بیداری کسر نکل گئی یعنی بہت زیادہ نیند آئی۔ صبح ۵ بجے کے بعد آنکھ کھلی تاہم اوراد اختصار کے ساتھ پورے کر لئے۔

۲۸ رمضان ۱۶ اگست شنبہ حیدرآباد

صورت سردی | الحمرا پہاڑی پر بنایا گیا ہے۔ اس کے چاروں طرف کو سوں تک پہاڑیاں ہیں۔ جہاں صبح کے وقت دکن کے مشہور خوش نوا پرندے بولتے ہیں تو صورت سردی کا لطف آتا ہے۔ صبح ۷ بجے سید خواجہ حامد حسین تحریری کام کے لئے آ گئے ناسوتی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ محمد لیڈی نظامی ملنے آئے تھے۔

گشت | صبح ۸ بجے نواب خوش یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ انکی تینوں لڑکیاں اور بہو اور احمد صدیقی صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ یہ مکان پہاڑی پر ہے مگر مغل ڈیزائن کا ہے یعنی روشنی اور ہوا اس مکان میں بہت زیادہ ہے۔

باغ تاریخ | یہاں سے رخصت ہو کر باغ تاریخ میں گیا۔ جہاں مولوی غلام یزدانی صاحب سابق ناظم آثار قدیمہ رہتے ہیں۔ میری قرابت دار نسیم اور ان کے شوہر بھی وہاں ملے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب آجکل پاکستان آباد ہو گئے ہیں۔

ہادی منزل | یہاں سے روانہ ہو کر ہادی منزل میں آیا۔ مسٹر انعام الرحیم سابق کمشنر برار کی بہن ملنے آئیں تھیں اور چند خاص دعائیں میں نے ان کو بتائیں انہیں وہ میری بتائی ہوئی وہ ملاحظہ بھی پابندی سے پڑھتی ہیں۔ کہتی تھیں اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔

عائشہ نظامی | ہادی منزل میں عائشہ نظامی اور ان کی بیٹی بانو نظامی بی اے ملنے آئی تھیں۔ بانو نظامی کی ابھی شادی ہوئی ہے۔ وہ موتیوں سے بنا ہوا ایک ایسا زیور پہنے ہوئے تھیں جو اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ میرے سلسلہ نظامیہ کی خواتین میں بانو نظامی کی علمیت اور قابلیت بہت زیادہ تعریف کے قابل ہے۔ سعید بانو نظامی اور رضیہ بانو نظامی اور ان کے بچے بھی ملنے آئے تھے۔

کل رات کی روشنی | ہادی منزل میں آکر سنا رات کے بارہ بجے تک سارے شہر حیدرآباد میں آزادی کی خوشی کی روشنی ہوئی تھی۔ اعلیحضرت کی سواری بھی نکلی تھی اور جگہ جگہ ہندو مسلمانوں نے ان کی سواری کو روک کر خوشی کے مظاہرے کئے تھے۔ اور اعلیحضرت نے سب کو ہمکلامی کی عزت مرحمت فرمائی تھی میرے بچے بھی آدھی رات تک شہر کی یہ روشنی دیکھنے پھر تے رہے۔ ڈاکٹر سید عابد حسین نظامی مرحوم کی لڑکی اور بیوی بھی ملنے آئی تھیں۔

واپسی | ہادی منزل سے الحمرا میں واپس آکر کھانا کھایا اور چھ بجے سہ پہر سید یوسف صاحب لنت خاں ملنے آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے باتیں کیں تھیں۔

گرمی کی شدت | آج گرمی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے تپش بہت زیادہ ہے ہوا بند ہے بارش کے آثار ہیں۔

مغرب کی نماز | شام کو مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے الحمرا سے ہادی منزل میں گیا تھا جو یہاں سے کئی میل دور ہے اور سب بچوں کے ساتھ مغرب کی نماز با جماعت پڑھی تھی خوش اقبال شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی وغیرہ بھائی بھی نماز میں شریک ہوئے تھے۔

دہلی کا ٹکٹ آگیا | آج حسین نے میرے لئے دہلی جانے کا ٹکٹ خرید لیا۔ ۱۸ اگست کی شام کو یہاں سے دہلی روانہ ہو جاؤنگا۔ اور انشاء اللہ ۲۰ اگست کو دہلی پہونچ جاؤنگا

بارش کا طوفان | مغرب کے وقت بارش کا طوفان آیا کڑک اور چمک کے ساتھ بہت تیز بارش ہوئی اور میں خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ بمشکل ہادی منزل سے الحمرا پہنچا!

نفیس نظامی | سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی آج اپنی ساس اور بچوں کے ساتھ ہادی منزل میں ملنے آئیں تھیں۔ اور دوپہر کو عبدالغفور کامل الیقین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ الحمرا میں آکر کھانا کھایا ریڈیو کی خبریں سنیں خوش اقبال شاہ نے پاؤں دبائے اور میں گیارہ بجے سو گیا

پنکھے میں آگ لگی | بارہ بجے مستغنی خان نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی مہمان خانے میں چلے گئے اور نہاض الدین نظامی بھی سو گئے۔ یکایک میرے پلنگ کے پاس بجلی کے پنکھے میں آگ لگ گئی۔ میں نے فیاض الدین صاحب کو جگایا۔ انہوں نے پنکھے کو باہر لیجا کر رکھا۔ بجلی کا فیوز بھی اڑ گیا۔ اور رات بھر تاریکی رہی۔ چونکہ آج رمضان کی آج آخری رات تھی اس واسطے

آج بھی میں نے دو بجے سے صبح تک بیدار
رہ کر اوراد پڑھے۔ اور دعائیں مانگیں۔

بندہ نواز کی کتابیں | آج اپنے
سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور بزرگ
حضرت مولانا خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رضہ
کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھتا رہا۔ مولوی سید
عطا حسین صاحب ایم اے سابق ناظم
تعمیرات سرکار عالی حیدرآباد نے بہت
اچھی تحقیقات کے ساتھ ان کتابوں کو شائع
کیا ہے۔ سید عطا حسین صاحب کے
لڑکے مولوی سید محمد یونس صاحب کے
اہتمام سے دہلی کا نظام پیلس بنا تھا اور
سید محمد یونس صاحب کی بیوی کی قبر میرے
خاندانی قبرستان میں بنی تھی۔

آج مجھے کئی بار رہوا میں بسر کا دورہ آیا جس سے
جسمانی کمزوری بہت بڑھ گئی۔

۲۹ رمضان، ۷ اگست اتوار حیدرآباد

الحمرا | صبح کی نماز سے پہلے ناشتہ آگیا۔
بارش کی وجہ سے موسم ٹھنڈا ہے۔ ٹھیک سات
بجے محرر صاحب روزنامچہ لکھنے آگئے۔ ایک
گھنٹے تک روزنامچہ لکھوایا پھر ہادی منزل
میں آیا۔ بچوں سے ملا۔ بکثرت ملنے والے
جمع تھے۔ ان سے باتیں کیں۔

بچوں کا روزہ | آج میرے چھوٹے
لڑکے سید مہدی اور بڑے پوتے سلیمان
اور چھوٹے پوتے سید ولی نے روزہ
رکھا ہے۔ گھر میں سب خوش نظر آتے ہیں
افطاری کی تیاری ہو رہی ہیں۔ موسم
ٹھنڈا ہے روزے دار بھی سب خوش اور
مطمئن ہیں۔ شام کو تینوں بچے پھول پہن کر
مجھ سے ملنے آئے۔ میں نے دو دو روپے
ان کو دیئے۔ خواجہ بانو نے پانچ
پانچ روپے دیئے۔ سید سعید نظامی نے بیس
بیس روپے دیئے۔ موتی بیگم نظامی نے چار
چار روپے دیئے۔ خواجہ بانو کی بہن امۃ المتین
نے چار چار روپے دیئے گوہر رضیہ نے پانچ
پانچ روپے دیئے دل آرا بانو نے سات
سات روپے دیئے۔ علی بانو نے پانچ پانچ
روپے دیئے۔ مولوی ممتاز الحق صاحب
نے پھل بھیجے تھے اور خوش اقبال شاہ
نظامی پھل اور پھول لائے تھے۔ شام
کو ہادی منزل کے بالاخانے پر روزہ کشائی
ہوئی تھی۔ نماز کے بعد سب نے مل کر کھانا
کھایا۔

جب میں نے سنا کہ میں نے بچوں کو سب
سے کم روپے دیئے تو کہا میں دہلی سے
بہت زیادہ خرچ کر کے روزے رکھوانے
آیا تھا۔ دو روپے بھی زیادہ ہیں مجھے تو
دو پیسے دینے مناسب تھے۔

رات کو الحمرا میں چار [illegible]
بھر بارش ہوتی رہی تھی۔

چاند ہو گیا | مغرب کی نماز کے بعد جب
ہم سب کھانا کھا رہے تھے تو عید کا چاند ہو
جانے کی توپیں چلنی شروع ہوئیں۔ میں نے کہا
اس کالی گھٹا میں چاند کیوں کر نظر آگیا مجھے تو
اس میں بہت شبہ ہے۔ آخر جب الحمرا میں
گیا تو مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی
کو ٹیلیفون کیا اور اپنا شبہ بھی ظاہر کیا انہوں
نے جواب دیا۔ بلہار شاہ میں تین آدمیوں
نے چاند دیکھا تھا اور ان کی گواہی مفتی
صاحب سرکار عالی کے سامنے ہوئی تھی
اور مفتی صاحب نے ان کی گواہی کو منظور
کر کے چاند ہو جانے کا فتویٰ دیا تھا پھر یہ
سب کارروائی اعلیٰحضرت ظل سبحانی کے
سامنے پیش ہوئی تھی۔ اور انہوں نے گواہیوں
اور مفتی صاحب کے فتوے کی جانچ کرنے
کے بعد توپیں چلانے کا حکم دیا تھا۔

یہ سب تفصیل سننے کے بعد میرے دل پر
اسلامی حکومت کی عظمت کا عجیب و غریب
اثر ہوا اور میں نے کہا کاش ہمارے علماء
بھی ریڈیو اور تار اور ٹیلیفون کی گواہیوں
کو قبول کرنے لگیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سال
ابر کی وجہ سے عید کا چاند دیکھنے میں بہت اختلاف
رہے گا اور تمام ہندوستان میں ایک وقت
اور ایک دن عید نہ ہو سکے گی۔

یکم شوال ۸ اگست پیر حیدرآباد

عید کی نماز | آج صبح الحمرا سے ہادی
منزل میں آیا۔ خواجہ بانو نے نئی سبز ٹوپی
تیار کی تھی وہ اوڑھ کر اور سب بچوں کے
ساتھ باغ عام کی مسجد میں اعلیٰحضرت
کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ پھر ہادی منزل
میں آیا۔ محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی
مٹھائی کا ایک بڑا ٹوکرا لیکر آئے۔ خوش
اقبال شاہ نظامی مٹھائی لائے اور ناسوتی شاہ نظامی
اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور عبدالغفور کامل الیقین
نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ
راجہ لچھار بیدی نظامی وغیرہ اہل سلسلہ
عید ملنے آئے اور عید کے پھول پہنائے
اور نذریں بھی دیں۔ بچوں کو عید کی خوشی میں
مسرور دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی
لیکن دلی یاد آ رہی ہے۔ اور دہلی والی بڑی
بیٹی حور بانو کی یاد ستا رہی ہے سید ابو نصر کی
کے بچے بھی یاد آ رہے ہیں اور مرحوم بھائی
کے بچے یاد آ رہے ہیں۔ اور بہن نظامی بانو
بھی یاد آ رہی ہیں۔ اور وہ سب یاد آ رہے
ہیں جہاں آج کے دن گھروں پر عید

ملنے جایا کرتا تھا۔ سب سے زیادہ ماں باپ اور بہن بھائی یاد آرہے ہیں جن کی قبروں پر عید کے سلام کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور ملا واحدی صاحب بھی یاد آرہے ہیں۔ جن کے ہاں عید کی نماز کے بعد جاکر سب دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا تھا۔ بیشک اسلامی حکومت میں یہ عید ہوئی۔ چاروں طرف سب بیوی بچے اور مرید اور دوست احباب جمع ہیں۔ مگر دل قدامت پرست ہے اور قدیمی پیاروں کی یاد سے مرجھایا جاتا ہے

سید عبدالواحد صاحب! درگاہ اجمیر شریف کے پیرزادے سید رشید الواحد صاحب یہاں جنگلات کے ناظم ہیں۔ لندن گئے ہوئے تھے۔ کل ہی واپس آئے ہیں آج عید ملنے آئے تھے۔ ان سے مل کر مجھے ایسا محسوس ہوا گویا میرے چشتی آقا نے مجھے پردیس میں روحانی عیدی بھیجی ہے۔ مولوی ممتاز الحق صاحب اور مولانا الیاس برنی صاحب اور نواب غوث یار جنگ بہادر اور مولانا حیرت صاحب بدایونی وغیرہ بہت سے احباب بھی عید ملنے آئے تھے۔ سید سعید نظامی اور ان کی والدہ اور بیوی بچے اور سید ذہین نظامی اور فخر الدین خاں نظامی اور ان کے لڑکے اور پادشاہ بیگم نظامی اور ان کے والد مولوی عبدالعزیز صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ مولوی ضامن علی صاحب غازی گھے وار اور ان کی اہلیہ بشیر النساء بیگم آزاد بیگم صاحبہ بھی عید ملنے آئی تھیں اور نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے صاحبزادے مولوی میر حسن علی صاحب اور سید یوسف صاحب نعت خوان بھی ملنے آئے تھے۔ میری صحت اب تک قابو میں نہیں ہے بواسیر کا خون آتا رہتا ہے

۲ شوال ۱۹ اگست منگل حیدرآباد

جشن آزادی! آج انجمن پیشوایان مذاہب حیدرآباد کی طرف سے خود مختاری اور آزادی کے جشن کا جلسہ ہے میں بھی ۹ بجے صبح اس جلسے میں گیا تھا۔ ہندو مسلمان سکھ، عیسائی، پارسی پیشوایان مذاہب جمع تھے۔ اور جلسے میں تقریباً ایک لاکھ آدمی آئے تھے۔ پہلے تمام مذاہب کے پیشواؤں کا فوٹو لیا گیا۔ اس کے بعد سب پیشوا جلسہ گاہ میں گئے

عربوں کا جلوس! بہت سی لاریاں عرب فوجیوں کی جلسے گاہ میں آئیں عرب لوگ لاریوں سے اترے تو بندوقوں کے فیر کرنے شروع کئے تقریباً ایک ہزار عرب سپاہی تھے جو بندوقیں چلاتے تھے اور نعرے لگاتے تھے۔ اس سے جلسہ گاہ کے اطراف میں میدان جنگ کا منظر پیدا ہو گیا تھا

پرچم کشائی! فوٹو کے بعد سب لوگ اس مقام پر گئے جہاں پرچم کشائی کی رسم مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب نے ادا کی اس وقت بھی عربوں نے بندوقیں چلائیں۔ یہ جھنڈا زرد رنگ تھا جس پر عربی زبان میں العظمت لکھا ہوا ہے۔ اور روٹی کا ایک گول نشان بھی ہے یہ روٹی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے دکن کے پہلے بادشاہ حسن بہمنی کو عطا فرمائی تھی۔ اس وقت سے حیدرآباد کے جھنڈے پر روٹی کا نشان بنتا چلا آیا ہے۔

پرچم کشائی کے بعد سب پیشوا جلسہ گاہ میں آئے سب سے پہلے پرچم کشائی کی نسبت تقریریں ہوئیں اس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے صدر نواب کاظم جنگ بہادر نے استقبالیہ خطبہ پڑھا اس کے بعد راجہ دھرم کرن بہادر کی صدارت کے لئے تقریریں ہوئیں اور ان کا انتخاب ہو جانے کے بعد ان کی طرف سے راجہ ہربنس چند بہادر نے صدارتی خطبہ پڑھا۔ کیونکہ راجہ دھرم کرن بہادر بیماری کی وجہ سے جلسے میں نہ آسکے تھے۔ اس کے بعد نظم و نثر تقریریں ہوتی رہیں۔ اور میں نے بھی ایک تقریر کی اور میرے بعد بھی بہت سی تقریریں ہوئیں۔ جن میں ہندوؤں اور اچھوتوں اور سکھوں اور لنگایت اور پارسیوں اور عیسائیوں کی طرف سے حیدرآباد کی آزادی اور خود مختاری کی نسبت اظہار مسرت کیا گیا تھا۔ اور ہر مقرر نے یہ بات بہت زور دے کر کہی تھی کہ ہم سب اعلیٰحضرت حضور نظام کی خود مختارانہ بادشاہی کے حامی ہیں اور جہاں ان کا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنا خون بہائیں گے۔

ایک مؤثر نظارہ! سکھوں کے نمائندے سردار رنگ موہن سنگھ صاحب نے نہایت فصیح اور بلیغ اردو میں ایسی اچھی اور مؤثر تقریر اعلیٰحضرت کی حمایت میں کی کہ میں نے کھڑے ہو کر ان کو گلے لگا لیا۔ اور مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب نے بھی سردار صاحب کو گلے لگایا۔ اور اس کے بعد عرب فوج کے ایک سردار تلوار لے کر اسٹیج پر آئے اور وہ بھی سکھ مقرر سے گلے ملے اور انہوں نے اپنی تلوار سکھ صاحب کی کرپان سے ملا کر کہا۔ حضور نظام کی حمایت کے لئے ہم دونوں کی تلواریں بھی آپس میں گلے ملتی ہیں اس نظارے کا اتنا زیادہ اثر ہوا کہ بہت دیر تک تالیاں بجتی رہیں اور ہر قوم کے نمائندوں نے بہت زیادہ جوش و خروش ظاہر کیا۔

میں نے اپنی تقریر کے شروع میں چند قسمیں

کمائیں تھیں اور ان قسموں میں ہندوں کے مشہور پیشوا مہنت پورن داس جی کی سفید لمبی نورانی ڈاڑھی کی قسم بھی کھائی تھی اور سری رام چندر جی کے گرو واشسٹ جی کے اشلوک بھی پڑھے تھے۔

یہ تقریر سید محی الدین نظامی مورخ دکن نے اردو شارٹ ہینڈ کے ذریعہ قلمبند کرلی تھی جو آج کے اخبار میں تمام وکمال درج کی گئی ہے۔

یہ جشن چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے نامور مشائخ سید ولی اللہ حسینی صاحب کے اہتمام سے ہوا تھا۔ اچھوتوں کے لیڈر نے اعلان کیا کہ ہم چالیس لاکھ اچھوت اعلیحضرت حضور نظام کے ساتھ ہیں۔ اور لنگایت ہندوؤں کے لیڈر نے اعلان کیا کہ ہم بیس لاکھ لنگایت ہندو اعلیحضرت کے ساتھ ہیں اور حیدرآباد کی آزادی کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ نواب سیف نواز جنگ بہادر سلطان سکلہ کے صاحبزادے نے بھی ایک طویل تقریر پڑھی تھی۔ سکلہ عربوں کی مشہور ریاست ہے اور وہاں کے سلطان اعلیحضرت کے ملک میں جاگیردار ہیں اور ان کو اعلیحضرت نے جنگی لحاظ سے سیف نواز جنگ لقب دیا ہے۔ اور سب عرب فوج ان کے ماتحت ہے۔

لالہ گوڑہ] حیدرآباد کی مشہور شاعرہ بشیر النساء چمن آرا بیگم اندرون دیرپوڑ میں رہتی ہیں۔ مگر انہوں نے شہر کے باہر عثمانیہ یونیورسٹی کے پاس لالہ گوڑہ مقام پر ایک بہت خوبصورت مکان بنوایا ہے اور میں نے گذشتہ سفر حیدرآباد کے وقت وعدہ کیا تھا کہ میں اس مکان میں آکر کچھ دن رہوں گا۔ مگر اب چونکہ کل دہلی جانا مقرر ہوگیا ہے اس واسطے آج رات کو میں ان کے ہاں جاکر رہوں گا۔ اور کھانا بھی وہیں کھاؤں گا۔ اور رات کو آرام بھی وہیں کروں گا۔

لنچ] آج مولوی فیاض الدین صاحب نے چند ممتاز دوستوں کے ساتھ مجھے اپنے مکان الحمرا میں طعام ظہر کی دعوت دی تھی میرے لڑکے بھی شریک ہوئے تھے۔

فلک پلک] حیدرآباد میں ایک محل فلک نما کے نام سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ اگرچہ میں نے اسکو آج تک نہیں دیکھا۔ جیسا وہ محل اچھا ہے ویسا ہی اس کا نام بھی اچھا ہے یہ محل ایک اونچی پہاڑی پر بہت شاندار بنایا گیا ہے۔ لیکن آج رات کو مجھے جس مکان میں رہنا ہے وہ اونچے مقام پر بھی ہے اور منظر کے لحاظ سے میں اس کو فلک پلک کہہ سکتا ہوں یعنی جس طرح انسانی آنکھ کی نگہبانی پلکوں سے ہوتی ہے۔ اسی طرح اس مکان کو فلک کی پلک کہا جاسکتا ہے خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ عصر کے بعد وہاں گیا تھا۔ چمن آرا بیگم کے شوہر مرزا ضامن علی صاحب غازی مجھے لے گئے تھے چمن آرا کی سلیقہ مندیاں سالہا سال سے دیکھتا رہتا ہوں۔ آج اس مکان کو بھی ایسی عمدگی سے آراستہ کیا ہے۔ کہ ہر چیز نورانی ہوگئی ہے۔ ریڈیو بھی ہے۔ اور میری ضرورت کا سب سامان بھی ہے۔ مرزا ضامن علی صاحب کے بڑے بھائی اور ان کے بڑے لڑکے دوست علی ایم اے اور ان کے چھوٹے بھائی بھی سب اسی مکان میں رہتے ہیں۔

رات کا کھانا] رات کا کھانا حسب معمول بہت شاندار تھا۔ حسین اور علی اور زید اور حسن ابوطالب بھی شریک ہوئے تھے وہ سب کھانا کھاکر ہادی منزل چلے گئے صرف خوش اقبال میری خدمت کے لئے رہ گئے پچھلی رات کو میں نے کوشش کی کہ میزبان کو میری بیداری سے تکلیف نہ ہو۔ لیکن معلوم ہوا کہ چمن آرا اور ان کے شوہر مجھ سے پہلے بیدار تھے۔ اور انہوں میرے غسل کے لئے گرم پانی کا انتظام کر رکھا تھا رات کو بارش ہوتی رہی تھی۔ اس لئے پچھلی رات کو خنکی زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ میری بیداری سے میرے میزبانوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوئی۔ لیکن خدا نے ان دونوں کو ایسے دل دیئے ہیں کہ مہمان داری میں تکلیف اٹھاکر خوش ہوتے ہیں۔

۳ شوال۔ ۲۰ اگست بدھ حیدرآباد

روانگی کا دن] جب میں نے دہلی کا ٹکٹ لاکر دیا اور کہا بدھ کی شام کے لئے سیٹ ریزرو ہوئی ہے۔ میں نے کہا میں بدھ کے دن سفر نہیں کیا کرتا۔ حسین نے کہا مجبوری ہے آگے پیچھے کسی دن کے لئے سیٹ نہ مل سکی۔

ملاقاتی] آج صبح سے شام تک بے شمار آدمی ملنے آتے رہے۔

فلک پلک سے رخصت] صبح ناشتہ کے بعد چمن آرا بیگم کے مکان سے رخصت ہوا انہوں نے نہایت خوبصورت کامدانی کام کا امام ضامن باندھا اور ایک نہایت خوشنما تھیلی میں رخصتانہ کی نذر ساتھ کی اور مقدم ہو لانگا ہار پہنایا

نواب نصر اللہ خاں | مرزا غالب کے قرابت دار نواب مرزا نصر اللہ خان صاحب سابق صدر محاسب کا ایک خط دہلی میں ملا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہیؒ نے میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا اور آپ نے مجھے گلے لگا لیا۔ اس خواب کا مجھ پر بہت اثر تھا اس لئے جب چمن آرا بیگم صاحبہ کے ہاں سے ہادی منزل کو جا رہا تھا تو خوش اقبال سے کہا کچھ معلوم ہے نواب نصر اللہ خاں صاحب کہاں رہتے ہیں خوش اقبال نے کہا ہماری موٹر نواب صاحب کے مکان کے قریب آ گئی ہے جو سامنے دکھائی دیتا ہے۔ میں فوراً بنگلے کے اندر گیا۔ نواب صاحب کے آدمیوں نے کہا وہ ابھی ایک سکنڈ پہلے کہہ رہے تھے خواجہ صاحب مجھ سے ملنے آ رہے ہیں۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا اندر گیا۔ نواب صاحب سے معانقہ کیا اور کچھ دیر باتیں کر کے ہادی منزل میں آ گیا

نواب نصیر یار جنگ | مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کے بڑے فرزند نواب نصیر یار جنگ نظامی اپنے بہنوئی اور بہنوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ نواب ناصر نواز بہادر بھی ملنے آئے تھے اور نواب حسن یار جنگ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔

سلیمہ منزل | چار بجے سلیم منزل میں گیا تھا۔ یہ مکان برکت پورہ محلے میں نواب زین یار جنگ بہادر نے بنوایا تھا۔ بہت ہی خوبصورت مکان ہے۔ اب اس کو میرے مرحوم دوست مولوی عبدالستار مالک گولکنڈہ سگریٹ فیکٹری کی بیوی سلیمہ خاتون صاحبہ نے خرید لیا ہے آج ان کے داماد نواب شاہ عالم خان صاحب نے مجھے اور علی کو چائے کے لئے بلایا تھا میں مکان کے اندر بھی گیا تھا۔ یہ خوشنما بہت ہی خوش منظر ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ سلیمہ خاتون صاحبہ اور انکی لڑکی عابدہ خاتون اور ان کے بچے بھی ملے تھے سلیمہ خاتون کے والد غلام حیدر خاں صاحب بھی ملے تھے جنہوں نے اپنے داماد مولوی عبدالستار صاحب کی وفات کے بعد سگریٹ کے کارخانے کو ایسی دانشمندانہ قابلیت سے چلایا کہ اس کارخانے میں چار چاند لگا دیئے اس کارخانے سے دس روپے ماہوار کار خیر کے لئے سالہا سال سے میرے ہاں آتے ہیں۔ اور سلیمہ خاتون کے بھائی غلام غوث خاں صاحب منادی کی امداد کے لئے بھی دس روپے ماہوار الگ بھیجتے رہتے ہیں۔ نواب شاہ عالم خاں صاحب حیدرآباد کے ممتاز جاگیردار خاندان میں ہیں صورت بھی اچھی ہے۔ سیرت بھی اچھی ہے۔ اور تجارتی دل و دماغ بھی رکھتے ہیں اور اپنی بیوی اور ساس کے کارخانے کی مستعدی کے ساتھ امداد کرتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب خوبیاں سلیمہ خاتون کے والد غلام حیدر خاں صاحب کے حسن عمل اور شریفانہ برتاؤ سے پیدا ہوئیں ہیں میں نے اپنی زندگی میں ایسی مثالیں بہت کم دیکھی ہیں کہ کسی خسر نے اپنے داماد کی بگڑتی ہوئی چیز کو ایسی خوبی سے سنبھالا ہو اور انتہائی ترقی تک پہونچا دیا ہو۔

سفر ملتوی | ہادی منزل میں آیا رخصتی ملاقات کرنے والے بکثرت جمع تھے جس نے اسباب موٹر میں رکھوایا اور میں سب عورتوں سے رخصت ہوا۔ پاشا بیگم نظامی اور موتی بیگم نظامی اور چمن آرا بیگم صاحب نے امام ضامن باندھے تو میری بڑی بہو دل آرا بانو نے کہا واجان سکندرآباد اسٹیشن سے ریل جائیگی اور وہاں آج اسٹیشن پر بھی خون ریزی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ آج کا سفر ملتوی کر دیں تو میں بہت خوش ہوں گی۔ میں نے کہا تم جب سے میرے گھر آئی ہو کبھی تم نے کوئی بات مجھ سے نہیں کہی تھی۔ آج پہلی بار درخواست کی ہے۔ اس واسطے میں سفر ملتوی کرتا ہوں چھوٹی بہو علی بانو بھی پاس کھڑی تھیں کوثر بانو اور وہ اور خواجہ بانو بھی پاس کھڑی تھیں اور وہ سب دل آرا کی درخواست کی مددگار تھیں۔ اس لئے میں نے ان سب کو دیکھ کر کہا اصل حقیقت تو یہ ہے کہ بدھ کی وجہ سے میرا دل خود ہی سفر کے خلاف تھا۔ میں بہانہ ڈھونڈھتا تھا کہ کوئی مجھے روکے تو میں رک جاؤں۔ اب تو سب نے بڑی بہو کو اپنا نمائندہ بنایا خاص کر خواجہ بانو نے جو دل آرا کی ساس ہیں اور میرے گھر کی ڈکٹیٹر ہیں انہوں نے آج اپنی بڑی بہو کو آزادی و خودمختاری کے زمانے میں آزادی دی ہے۔ اس واسطے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ اسباب موٹر سے اتار لو میں دہلی نہیں جاؤں گا سب چھوٹے بڑے بچے اور عورتیں اور مرید اور دوست جو وہاں موجود تھے خوش ہو گئے اور میں نے بڑی شاندار جماعت کو مغرب کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد حسین ٹکٹ بدلوانے ریل پر گئے اور خوش اقبال شاہ نظامی

اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی کو بھی بھیجا کہ جو لوگ ریل پر آئیں ان کو سفر ملتوی کرنے کی اطلاع دیدیں۔ انہوں نے واپس آکر کہا بہت لوگ ملنے آئے تھے اور مہاراجہ کے بڑے لڑکے نواب نصیر یار جنگ بہادر بھی ملنے آئے تھے بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ ٹھنڈی ہوا ہے۔ محبتوں میں سرشار دوستوں اور بھائیوں کا ہجوم ہے۔ رات کو ہادی منزل میں حسین کے قریب آرام کیا

۴ شوال ۱۲ اگست جمعرات حیدرآباد

ملاقاتیوں کی کثرت | جب سے بدھ کی روانگی ملتوی کی خبر مشہور ہوئی ہے ملنے والوں کی آمد بہت بڑھ گئی ہے آج میں تمام دن ہادی منزل میں رہا اور مختلف آنے والوں سے ملتا رہا۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ موسم بہت ٹھنڈا ہوگیا ہے۔ سکندرآباد کے فساد میں بھی ہوگئی ہے۔

مولوی معصوم علی صاحب وارثی

پرسوں جلسے میں مولوی معصوم علی صاحب وارثی ملے تھے آج پھر اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

۵ شوال ۲۲ اگست جمعہ حیدرآباد

جمعہ کی نماز | آج باغ کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تھی واپس آکر کھانا کھایا مسٹر رحیم نے سب کے فوٹو لئے۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر اور ان کے صاحبزادگان بھی فوٹو میں شریک تھے۔

اودھونی کو تار بھیجا | میں نے حافظ دادا میاں نظامی ناظم جماعت نظامیہ اودھونی علاقہ مدراس کو دہلی سے اطلاع دی تھی کہ میں کے بعد اودھونی میں آؤں گا۔ اور اب اودھونی سے بہت سے خط اور تار آئے تھے مگر دہلی سے سید ابن عربی کا ٹیلیفون آیا تھا اس لئے مجھ کو فوراً دہلی جاتا ہے۔ آج اودھونی والوں کو تار بھیجدیا کہ اودھونی میں نہیں آسکتا۔

روانگی | آج نواب اسد اللہ خاں صاحب داماد سر مہاراجہ بہادر اور ان کے بھائی صاحب اور مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی وزارت النساء بیگم نظامی اور ملکوت بیگم نظامی وغیرہ بہت سی خواتین اور مرد شام تک ملنے آتے رہے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے میری بیماریوں کے لئے کل دوا کھلائی تھی۔ آج دن کو اس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ شام کو مغرب کی نماز جماعت سے پڑھ کر اسٹیشن پر گیا۔ بہت سے اہل سلسلہ اور احباب ریل تک پہنچانے آئے تھے سلیم القلب رحمان صاحب بنگلوری نے نہایت نفیس کپڑا امیرے رتوں کے لئے دیا تھا عبد الغفور کامل الیقین نظامی بھی روزانہ ملنے آتے رہے۔ محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی نے عرس کے لنگر کے لئے باون روپے کلدار دیئے تھے۔ روانگی کے وقت معلوم ہوا کہ سکنڈ کلاس کا ٹکٹ نہیں ملا تھا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لیا گیا ہے میں نے حسین سے کہا۔ بیٹا تمہارے باپ اپنی شان دکھانی نہیں ہے۔ اگر ریل میں کوئی چوتھا درجہ ہوتا تو میں اس میں سفر کرتا حسین نے کہا راستے مخدوش ہیں۔ میں نے ریل کے درجے پر آپ کا نام بھی نہیں لکھوایا مستری حبیب خاں کا نام لکھوایا ہے

مولانا عبد الغفور عابدی | تصنیف اور تالیف کے لئے مولانا عبد الغفور صاحب عابدی نظامی کو بھی اپنے ساتھ دہلی لے جا رہا ہوں۔ ریل پر جتنے پھول مجھ کو پہنائے گئے وہ سب پھول میں نے اپنے پوتوں اور پوتیوں کو بانٹ دیئے محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی مدد گار رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی اور ان کی بیوی قمر بانو نظامی اور ان کے لڑکے ہادی منزل میں بھی ملنے آئے تھے اور ریل بھی پہنچانے آئے ہیں اور فخر الدین نظامی بھی اپنے لڑکے کے ساتھ آئے تھے۔

ایک ہندو مرید کو مشورہ | آج ایک ہندو مرید نے پوچھا تھا کہ میرے لئے کیا حکم ہے مرنے کے بعد مجھے جلایا جائے گا یا دفن کیا جائے گا۔ میں نے کہا محبت کے کوچے میں اس کی تحقیقات نہیں ہوتی کہ محبوب کے پاس کوئی جل کر آیا ہے یا دب کر آیا ہے تم کو جلایا جائے یا دبایا جائے۔ ہر حال میں تم اپنے خواجگان کے پاس پہنچ جاؤ گے انہوں نے ایک وصیت نامہ لکھ کر مجھے دیا اور میں نے اس پر تصدیق لکھدی۔

آٹھ بجے حیدرآباد سے ریل روانہ ہوئی ناسوتی شاہ نظامی نے رخصتی نظم سنائی سکندرآباد اسٹیشن سے مولوی خورشید علی صاحب رفیق سفر ہوئے جو رات کے چار بجے سرپور کاغذ نگر اسٹیشن پر اتر گئے۔

اس سفر پر ایک نظر | میں دہلی سے ۱۲ اگست کو روانہ ہوا تھا۔ ۱۴ کو یہاں پہنچا اور آج ۲۲ کو واپس جا رہا ہوں ۲۴ کو دہلی پہنچ جاؤں گا چونکہ نعیم صاحب ساتھ نہیں ہیں اسواسطے روزنامچہ صرف عینک لکھ لیا تھا۔ اسکے بعد سے نہیں لکھوایا دہلی جاکر لکھواؤں گا اور بہت سی باتیں اور حالات بھول جاؤں گا۔ حیدرآباد سے

بلہارشاہ تک موسم بہت اچھا رہا اور نیند بھی اچھی آئی۔ تین بجے بیدار رہا۔

۶ شوال ۲۳ اگست ہفتہ ریل

بلہارشاہ صبح نماز کے وقت ریل بلہارشاہ اسٹیشن پر پہنچی اور پھر روانہ ہوئی۔ ناگپور آئی ناگپور سے لیٹ ہو گئی بھوپال پر دو گھنٹے لیٹ پہنچی پاشا بیگم نظامی اور خواجہ بانو کا ساتھ کیا ہوا کھانا بھی کھایا اور ریل کا کھانا بھی منگایا۔

حملہ آور رات کو بھوپال سے گاڑی چلی تو کسی مشتبہ آدمی نے میرے درجے میں گھسنا چاہا۔ مستری حبیب خاں فوراً آگئے اور اس کو ہٹایا پھر رات کو تین بجے وہ شخص اپنے درجے سے نکل کر میرے درجے میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔ مستری حبیب خاں نے گارڈ سے شکایت کی اور گارڈ نے اسکو بمشکل ہٹایا۔ حیدرآباد سے دہلی تک میں اپنے درجے میں اکیلا رہا۔ اور سوائے اس واقعے کے اور کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا جس کا میرے گھر والوں کو بہت اندیشہ تھا۔

۷ شوال ۲۴ اگست اتوار دہلی

پوریاں ریل کا کھانا کل تک ملا۔ آج گاڑی دو گھنٹہ لیٹ ہے۔ پھر بھی ڈائننگ کار والوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا۔ متھرا سے پوریاں اور دہی بڑے لیکر کھائے۔

دہلی ساڑھے بارہ بجے نئی دہلی اسٹیشن پر گاڑی پہنچی سید ابن عربی اور سید سمیع الدین صاحب و استاد شمس الدین صاحب استقبال کے لئے آئے تھے۔

گھر میں آیا سید ابن عربی کے بچوں کو خیریت سے پایا۔ آنے کی خبر سن کر میری بڑی لڑکی حور بانو اور ماموں زاد بہن نظامی بانو ملنے آئیں اور سید الطاف حسین بھی ملنے آئے۔ موسم یہاں بھی بہت اچھا ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے۔ مگر سیاسی موسم بہت خراب ہے۔

تار بھیجدیا چونکہ حور بانو اور سید ابن عربی سے معلوم ہوا تھا کہ جب میں دہلی سے حیدرآباد گیا اور میں نے وہاں جاتے ہی خیریت کا تار بھجوایا تو وہ تار یہاں نہیں پہونچا۔ یا ممکن ہے جن صاحب سے تار بھیجنے کو کہا تھا وہ تار بھیجنا بھول گئے ہوں اور اسی وجہ سے سید ابن عربی اور شاہ بانو اور ان کے بچوں کو بڑا فکر تھا۔ اور حور بانو نے تو روتے روتے اپنا برا حال کر لیا تھا۔ آخر عید کے دن سید ابن عربی نے دہلی سے حیدرآباد ٹیلیفون کیا اور میری خیریت معلوم کر کے حور بانو کو تسلی دی۔ اس واسطے آج میں نے سب سے پہلے حیدرآباد والوں کو دہلی پہنچ جانے کی برقی اطلاع بھیجدی تاکہ وہاں کے لوگوں کو پریشانی نہ ہو۔

۸ شوال ۲۵ اگست پیر دہلی

نعیم صاحب نہیں آئے ۱۲ اگست سے عبد النعیم صاحب اپنے گھر گئے ہوئے ہیں واپس نہیں آئے۔ اس لئے مجھے لکھنے پڑھنے کا کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے اور بینائی کی خرابی کے سبب بہت دشواری پیش آتی ہے۔ سیاسی موسم بہت خراب ہے قدرتی موسم بہت اچھا ہے۔

انگریز مرید آج لفٹننٹ کرنل پیٹر گرین صاحب جو میرے مخلص مریدوں میں ہیں چند انگریز دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان میں ایک انگریز شاعر تھے اور ایک انگریز مصنف تھے چونکہ مسٹر پیٹر گرین بھی ادیب ہیں۔ عربی فارسی اردو بہت اچھی جانتے ہیں اس لئے ان کے تعلقات بھی اہل علم سے ہیں۔ میں نے ان کو کل شام کے چھ بجے قوالی کی مجلس کی دعوت دی ہے۔

۹ شوال ۲۶ اگست منگل دہلی

عظمت اللہ صاحب آج عظمت اللہ صاحب کیبل دہلی سے ملنے آئے تھے اور کہتے تھے کہ شام کو سات بجے خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب کے ہاں مسلمان جمع ہونگے اور شہر کے امن کی نسبت بات چیت کریں گے میں نے آنیکا وعدہ کیا۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ دہلی کشمیر جا رہے تھے جالندھر اسٹیشن پر ان پر حملہ کیا گیا مگر ایک دوست نے ان کو پہچان کر ان کی جان بچائی۔

کرفیو کی خبر میں نے آج شام کو قوالی کی مجلس مقرر کی تھی یکایک دہلی سے خبر آئی کہ ساڑھے چار بجے سے کرفیو آرڈر ہو گیا ہے تاہم گانے والے آگئے اور انگریز مہمان بھی ٹھیک چھ بجے آگئے اور سات بجے تک گانا ہوا۔ گانے والوں کو میں نے کرفیو کے سبب قوالی ہال میں ٹھیرا لیا۔ انگریز سب چلے گئے۔

انگریزی ترجمہ میری کتاب بیگمات کے آنسو کا انگریزی ترجمہ امروہہ کے اشتیاق حسین نظامی نے کیا ہے وہ میں نے حیدرآباد میں جن لوگوں کو دکھایا ان لوگوں نے اس پر نکتہ چینی کی اس لئے آج میں نے لفٹننٹ کرنل پیٹر گرین صاحب کو وہ ترجمہ اور اصل کتاب دی ہے کہ وہ اپنی رائے مجھ کو دیں کہ یہ ترجمہ شائع کرنے کے قابل ہے یا نہیں

۱۰ شوال ۲۷ اگست بدھ دہلی

بدھ والے) نواب مرزا نظامی اور مستری حبیب خاں نظامی اور سید یامین نظامی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے اور مجھ سے بھی ملے تھے ۔

پولس افسران) سردار جسونت سنگھ صاحب انسپکٹر پولس اور سردار بھگت سنگھ صاحب اور راؤ محمد اکرم صاحب پستول اور کارتوس کی پیٹیاں پہنے ہوئے ملنے آئے تھے ۔ دسمبر ۱۹۴۶ء کے مہینے میں میں نے ہندوستانی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے جو پوسٹر تقسیم کئے تھے اسکی نسبت تحقیقات کرنے آئے تھے ۔ سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری روزانہ ملنے آتے رہتے ہیں نعیم صاحب آج بھی نہیں آئے ۔ مجھے ان کی سلامتی کی نسبت بہت فکر ہوگیا ہے کیونکہ ریلوں پر حملے ہو رہے ہیں اور طرح طرح کی خوفناک افواہیں پھیلی ہوئی ہیں ۔

نواب سید تجمل حسین صاحب) آج میرے مرحوم دوست نواب سرفراز حسین صاحب کے فرزند نواب سید تجمل حسین صاحب اپنی خواتین کے ساتھ ملنے آئے تھے یہ کانسٹی ٹیوئینٹ اسمبلی کے ممبر ہیں اور دہلی میں مقیم ہیں ۔ ان کے والد میرے مخلص دوستوں میں تھے اور میں پٹنے میں ان کے مکان پر بھی جاچکا ہوں ۔

۱۱ شوال ۲۸ اگست جمعرات دہلی

عرس میں پانچ دن باقی ہیں) میں حضرت امیر خسرو رضہ کے سالانہ عرس کے انتظامات کے لئے حیدر آباد سے جلدی آگیا تھا اور ایک حد تک انتظامات مکمل کر لئے ہیں مگر چاروں طرف خون ریزیاں ہو رہی ہیں ۔ امید نہیں ہے کہ باہر کے زائرین عرس میں آسکیں گے یکم ستمبر کے منادی میں اعلان شائع کیا جائے گا کہ راستوں میں امن نہ ہو تو کوئی عرس میں نہ آئے ۔

آج بھی مجھے شام کو سات بجے دہلی کے جلسے میں بلایا گیا تھا مگر دوپہر کو خبر آئی کہ دو بجے سے کرفیو آرڈر ہوگیا ہے اور شہر کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے ۔

پناہ گزینوں کی امداد) میری بستی میں پانچ سو کے قریب پناہ گزین ٹھیرے ہوئے ہیں ، میں نے ان میں سے بعض کو مختلف مزدوریوں پر لگا دیا ہے ۔

صحت کی خرابی) حیدر آباد میں روانگی کے وقت بواسیر کا خون آیا تھا ۔ یہاں آنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری ہے ۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا سے پیشاب کی تکلیف میں کمی ہوئی ہے یعنی بار بار پیشاب آتا تھا ۔ اب اتنا زیادہ نہیں آتا ۔

مکانوں کی تلاش) کیونکہ دہلی کی فضا بہت زیادہ خراب ہوگئی ہے اس لئے جوق جوق مسلمان مکانوں کی تلاش میں آرہے ہیں ۔ میرا دل ان کی پریشانیوں کو دیکھکر پاش پاش ہوتا ہے ۔

عبد الملک صاحب مراد آبادی اور حافظ عبد الخالق صاحب لکھنوی ملنے آئے تھے

۱۲ شوال ۲۹ اگست جمعہ دہلی

حیدر آباد کا تار) مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر مرحوم کے داماد نواب اسد اللہ خاں صاحب کا تار آیا ہے کہ آج شام کو ان کے بھائی شجاعت علی صاحب علی گڑھ میں داخل ہونے کے لئے حیدر آباد سے روانہ ہونگے ۔ ان سے ملئے اور ان کے داخلے کا انتظام کرائیے ۔

مجھ سے حیدر آباد میں بھی نواب صاحب نے خواہش کی تھی اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ دہلی جاکر آپ کو بذریعہ تار خبر دوں گا کہ حالات کیسے ہیں ۔ اسکے بعد بھائی صاحب کا دہلی آنا مناسب ہوگا ۔ مگر دہلی آنے کے بعد حالات ایسے خراب ہوئے کہ نہ علی گڑھ سے میری تحقیقات کا جواب آیا نہ دہلی سے کچھ حالات معلوم ہوسکے اسواسطے میں تار نہ دے سکا اب دلی میں چار رات دن کا کرفیو آرڈر رہے ۔ ایسی حالت میں نہ میں ریل پر ان کے استقبال کا انتظام کر سکتا ہوں نہ وہ یہاں آسانی سے آسکتے ہیں ۔

اس واسطے میں نے ٹیلیفون دینے کی کوشش کی تاکہ وہ آج حیدر آباد سے روانگی ملتوی کر دیں ۔ مگر میرے دونوں ٹیلیفون خراب تھے ۔ سید ذکی حسن پولس چوکی حضرت نظام الدین رضہ سے ٹیلیفون دینے گئے وہاں کا ٹیلیفون بھی خراب تھا پھر جنگ پورے گئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ حیدر آباد کی لائن خراب ہے ٹیلیفون نہیں جاسکتا ۔

آج میں دن بھر وحی تختی یعنی الواح اسرار قرآن کی ترتیب درست کرتا رہا ۔ چالیس لوحیں انسانی مقام ناسوت یعنی ظاہرداری کی اصلاح کے لئے ہیں ۔ اور چالیس لوحیں انسانی مقام ملکوت یعنی باطن کی اصلاح و ترقی کے لئے ہیں ہر لوح دو صفحے کی ہے پہلے اندازہ کیا تھا تو ایک آنہ لوح لاگت معلوم ہوئی تھی مگر اب کاغذ کی نایابی اور لکھائی چھپائی کی گرانی کے سبب ہر لوح

میں دو آنے خرچ ہوں گے اس لحاظ سے چالیس تا سوتی الواح کی لاگت پانچ روپے ہوگی اور چالیس ململ کی الواح کی لاگت پانچ روپے ہوگی۔ اٹھی الواح کی لاگت دس روپے ہوگی۔

بارش) کل سے بارش ہو رہی ہے آج بھی رات تک سلسلہ جاری رہا۔ دہلی اور اطراف سے وحشت ناک خبریں آتی ہیں

۱۳ شوال، ۳۰ اگست، ہفتہ دہلی

خطرے کا دن) آج وہ تاریخ ہے جسکی نسبت کئی دن سے چرچے ہو رہے تھے کہ پنجاب سے آئے ہوئے ہندو اور سکھ یوم پنجاب منائیں گے۔ اور چونکہ سوا لاکھ سے زیادہ ہندو اور سکھ دہلی میں آچکے ہیں۔ اس واسطے ایک ہولناک خونریزی کا اندیشہ ہو رہا تھا اور آج صبح سے میرے پاس اطراف کے مسلمان جوق جوق آرہے تھے اور اپنی حفاظت کی نسبت مشورہ لے رہے تھے مگر خدا کے فضل سے یہ دن خیریت سے گذر گیا۔

پارو نظامی کی وفات) آج صبح تہجد کے وقت میرے پرانے مرید پارو نظامی قوال کا انتقال ہوگیا۔ اس کی عمر ۷۰ برس سے زیادہ تھی اور وہ دونوں میاں بیوی میرے مسافر خانے میں رہتے تھے پارو کی زندگی کا بڑا حصہ ناٹک اور تھیٹر کی ایکٹری کے کام میں گذرا تھا لیکن مرید ہونے کے بعد اسکی حالت بدل گئی تھی اور وہ بڑا عابد زاہد درویش ہوگیا تھا۔ درگاہ میں پانچوں وقت اذان دیتا تھا۔ تہجد پڑھتا تھا اور جو اذکار اشغال میں نے بتائے تھے ان کا پابند تھا۔ روزانہ کچھ دیر درگاہ میں بیٹھ کر قوالی کرتا تھا اور اس طرح اس کو روزی حاصل ہو جاتی تھی۔ مگر بعض لوگ اس کو گانے سے روک دیتے تھے تو معیشت میں عسرت ہو جاتی تھی اس وقت میں اسکی مدد کرتا تھا۔ ہر عرس کے لنگر میں باوجود عسرت کے پانچ روپے دیا کرتا تھا۔ ایک سال سے بیمار تھا۔ بیماری کے زمانے میں جہاں تک ہو سکا میں نے اس کی ضرورتوں کی کفالت کی۔ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت سلطان المشائخ رضؓ کی مجلس میں بیٹھا گا رہا ہے اور حضرت رضؓ اسکو دیکھ رہے ہیں اور توجہ سے اس کا گانا سن رہے ہیں۔ جب سے میرے دل میں اس کی عزت بہت بڑھ گئی تھی۔ اسکی بیوی کبھی کبھی مجھے اپنے ہاتھ سے روٹی سالن پکا کر کھلایا کرتی تھی اور وہ بھی میری مرید ہے اور جب میں مسافر خانے کی صفائی اور مرمت کے لئے جاتا تھا۔ تو پارو نہایت سلیقے اور صفائی سے تھالی میں پان لگا کر میرے سامنے لاتا تھا۔ اور میرے پاؤں بھی دباتا تھا۔ آج جب میں نے اس کے انتقال کی خبر سنی تو کہا وہ مجھ حال کا قوال تھا اس کے دفن کفن کا سارا خرچہ میری طرف سے دیا جائے۔ لوگوں نے کہا گورغریباں میں بارش کی وجہ سے پانی بھرا ہوا ہے۔ قبر کھودنے کی جگہ نہیں ہے۔ میں نے کہا غلام رسول مقبول شاہ نظامی کی قبر کے برابر اپنے خلیفہ توکلی شاہ نظامی کے لئے جو جگہ میں نے رکھی ہے وہ پارو کو دیدو اور توکلی شاہ کے لئے میری قبر کے قریب جگہ معین کر دو۔

تدفین) ڈھائی بجے پارو نظامی کی میت مقابر لاہوت میں آئی۔ میرے خاندان کے آدمی بھی میت کے ساتھ آئے اور ہم نے مرحوم کو مٹی دی۔ ڈھائی بجے پارو نظامی نے قیامت تک کے لئے خواب گاہ میں آرام کیا۔

مسٹر گریفن کا خط) آج صبح مسٹر گریفن پولیٹیکل سکرٹری وائسرائے کا خط ایک قاصد لایا تھا۔ لکھا تھا کہ وہ اب ہندوستان سے جانے والے ہیں اور رخصتی ملاقات چاہتے ہیں میں نے فوراً جواب لکھوایا کہ کرفیو کی قید میں ہوں آج شام کو آپ ہی مجھ سے ملنے آجایئے

سہانی شام) شام کو پانچ بجے موتی محل میں مسٹر گریفن اور نواب زادہ سید عالم علی سورت والے اور ہزایکسلنسی سردار غلام محمد خاں سفیر افغانستان اور ان کے نائب تشریف لائے۔ سید سمیع الدین صاحب اور سید ابن حسن بھی آئے اور ہم سب نے مل کر شاہ بانو کے ہاتھ کی پکائی ہوئی پھلکیاں اور گلگلے وغیرہ چیزیں کھائیں۔ اور سب مہمانوں نے چار پی۔ مسٹر گریفن۔ سفیر صاحب افغانستان سے فرانسیسی زبان میں باتیں کرتے رہے۔ گزشتہ اور موجودہ سیاسی حالت پر بہت دلچسپ باتیں ہوئیں۔ آخر میں نے کہا میں آئندہ کی نسبت کہتا ہوں کہ ہندو مسلمان حکومت کی صلاحیت سے تہی دست معلوم ہوتے ہیں اور مجھے غیب کے کاغذ پر یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ہندوستان میں پھر انگریزوں کی حکومت قائم ہوگی۔ اور قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ یقیناً زمین کا وارث وہی ہوتا ہے جو وراثت کی صلاحیت رکھتا ہو۔

حضور نظام کے بارہ آم) باتوں باتوں میں حیدرآباد کا ذکر بھی آگیا۔ مسٹر گریفن نے کہا

کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام ہر موسم میں مجھے بارہ آم بھیجا کرتے تھے۔ مگر اس سال نہیں بھیجے میں نے کہا اس سال حیدرآباد میں آم بہت کم پیدا ہوئے ورنہ حضور نظام وضعداری کے بڑے پابند ہیں اگر آم پیدا ہوتے وہ ضرور اپنی وضعداری کو پورا کرتے اور آپ کو آم بھیجتے۔ حاضرین مجلس میں ایک شخص نے پوچھا اعلیٰ حضرت کی شان اور مسٹر گریفن کے اعلیٰ عہدے کے لحاظ سے بارہ آم بہت کم معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے کہا بارہ کا عدد مکمل عدد ہے۔ اعلیٰ حضرت مسٹر گریفن کو بارہ امام کے سلسلے میں لائے۔ کائنات کے بارہ برجوں کی سیر کرتے تھے اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت ساری دنیا سے باخبر رہتے ہیں ان کو معلوم تھا کہ مسٹر گریفن تمام ہندوستان کی ریاستوں کے افسر ہیں اور ہر ریاست ان کو تحفے تحائف دینے کی کوشش کرتی رہتی ہے مگر مسٹر گریفن کسی سے کچھ نہیں لیتے یہاں تک کہ دہلی میں آنے کے بعد جب کوئی رئیس ان کو پھل بھیجتا ہے تو وہ پھل بھی نہیں لیتے اور انہوں نے اپنے نوکروں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ڈالی کے نام سے جب کوئی شخص کچھ لے کر آئے تو اس کو کوٹھی کے اندر بھی نہ آنے دینا جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے پانچ دانے موسمی کے ان کو بھیجے۔ نوکروں نے لینے سے انکار کیا تو میں نے مسٹر گریفن کو لکھا کہ میں نہ کسی ریاست کا نوکر ہوں نہ حاجتمند آپ کو دوستی کا تعلق نہ ہی بلکہ عیسائی دوست سمجھ کر پنج تن کا نمبر سمجھ کر بھیجتا ہوں۔ آپ اس سے انکار نہ کیجیے تب مسٹر گریفن نے وہ پانچ دانے لے لیے

لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو مسٹر گریفن کی اس احتیاط کا علم ہوا اور انہوں نے صرف بارہ آم بھیجنے کا خیال اسی بنا پر کیا ہو۔ ورنہ اعلیٰ حضرت چاہتے تو مسٹر گریفن کو ۱۲ لاکھ آم بھیج سکتے تھے مینگو ہاؤس رکھ سکتے تھے اور ہم اس کوٹھی کو آم خانہ یا دربار آم کہہ سکتے تھے۔

سرحدی مسئلہ | آج میں نے سفیر صاحب افغانستان سے سرحدی مسئلے پر بھی گفتگو کی جس کا چرچا اخباروں میں ہوتا رہتا ہے اور کہا میرے جد اعلیٰ کا مزار آپ کے ملک کے شہر غزنی میں ہے اور میرے چشتیہ خاندان کا منبع اور مرکز آپ کے ملک کے شہر ہرات کے پاس چشت میں ہے اس واسطے مجھے افغانستان کے مفاد اور افغانستان کے مستقبل سے خاص تعلق ہے

سات بجے یہ سب اصحاب رخصت ہونے لگے تو حسین کا تار آیا۔ مسٹر گریفن نے اس کا ترجمہ سنایا۔ لکھا تھا دہلی کی اطلاع بذریعہ تار بھیجئے اور سب ابن عربی اور ان کے بچوں اور حور بانو کو لے کر حیدرآباد میں آ جائیے۔

رات کو صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب اور محمد نعیم نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔ اور ساڑھے نو بجے تک رہے تھے۔ ابر نہیں تھا چودھویں رات کا چاند خوب چمک رہا تھا مجھے نیند بہت اچھی آئی تھی۔ تین بجے تک آرام سے سویا تھا۔

آج رات کو اجمیر شریف کے فساد کی خبر آئی تھی اور یہ خبر بھی آئی کہ اجمیر شریف کے باشندوں پر پچاس ہزار روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں اس خبر کی کیا حقیقت ہے اور کیا اصلیت ہے۔

چودھری چمن علی نظامی | آج صبح چودھری چمن علی نظامی ملنے آئے تھے اور رات کا واقعہ بیان کیا تھا کہ تین لاریاں سکھوں سے بھری ہوئی لودھی روڈ میں آئیں اور شرارت کے آثار پیدا ہوئے تو میں لودھی روڈ کے مسلمانوں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو اپنے ساتھ علی گنج میں لے آیا اور علی گنج کی درگاہ اور مسجد میں ان سب کو رات بھر رکھا۔ تاہم صبح کو معلوم ہوا کہ ایک پٹھان چوکیدار رہ گیا تھا اس کو ہم نہ لا سکے تھے۔ بیچارے کا وقت آ گیا تھا آج صبح کسی نے اس کو مار ڈالا۔

میں نے چودھری صاحب کے اس کام کی بہت تعریف کی اور دعائیں دیں۔

ناسوتی شاہ کی رخصتی نظم

آ کر کسی نے تشنہ لبی کو مٹا دیا
لطف و کرم سے جام محبت پلا دیا
سوئے تھے بے خبر ہمیں اپنی نہ تھی خبر
خواب گراں سے پھر کوئی ہم کو جگا دیا
خواجہ حسن نظامی کا ادنیٰ ہے یہ کرم
ایک بندۂ حقیر کو رب سے ملا دیا
تھے مبتلائے وہم و گماں ہم بھی دہر میں
روحانیت سے اپنی صاحب ایمان بنا دیا
تاریکیوں کو دل کی مٹایا ہے آپ نے
روشن سدا جہاں میں رہے آپ کا دیا
ناسوتی حزیں پہ فضل خدا ہوا
حق نے اسے جو آپ کا شیدا بنا دیا
ایسے بھی ساتھ رحمت حق ہے حضور کے
جس طرح اس نے ساتھ سدا آپ کا دیا

۱۴ ارشوال ۳۱ اگست اتوار دہلی

مسٹر شجاعت کا خیر مقدم ہمارا مرکش پرشاد بہادر مرحوم کے داماد نواب اسد اللہ خاں صاحب کے چھوٹے بھائی شجاعت صاحب آج حیدرآباد سے آنے والے ہیں۔ علی گڈھ میں تعلیم کے لئے جائیں گے۔ کرفیو کی وجہ سے میں نے چودھری چمن علی نظامی کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس کرفیو پاس لانے کے لئے بھیجا تھا تاکہ شجاعت صاحب کے کیلئے ریل پر جاسکوں لیکن پاس نہیں ملا اور مجبوراً میں نے سید ابن عربی کو بغیر پاس کے نئی دہلی اسٹیشن پر بھیجدیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اتفاقاً چند گھنٹوں کے لئے کرفیو اٹھالیا گیا ہے۔ حیدرآباد کے بہت لڑکے علی گڈھ جانے کے لئے ریل میں آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا شجاعت صاحب نہیں آئے ابن عربی نے ان حیدرآبادی لڑکوں کو بھی ریلوں کے خطرناک حالات سے آگاہ کرکے بہت ہوشیاری کے ساتھ علی گڈھ جانے کے مشورے دیئے اور واپس چلے آئے

زکام مجھے آج زکام ہوگیا ہے۔ یو ایل رومال پر ڈال کر سونگھ رہا ہوں حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا سے پیشاب کی تکلیف میں بھی بہت کمی ہے حیدرآباد میں یہ دوا شروع کی تھی پہلے ہی دن فائدہ معلوم ہوا تھا۔ دہلی آنے کے بعد استعمال بھول گیا تھا۔ اور تکلیف پھر بڑھ گئی تھی کل سے دوا پھر شروع کی ہے۔

آج رات کو بھی سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری اور محمد نعیم نظامی بی اے ریڈیو کی خبریں سننے آئے تھے

۱۵ ارشوال یکم ستمبر پیر دہلی

بخار زکام کی وجہ سے آج مجھے اعضا شکنی کی تکلیف ہوگئی ہے اور ہلکا سا بخار بھی ہے یہ زکام بہت عرصے کے بعد ہوا ہے۔ یو ایل سونگھنے سے زکام کے زور میں کمی ہوگئی ہے۔

بچوں کے خط آج زیبا پاشاہ اور حسن ابو طالب و مہدی کے خط آئے تھے۔ خواجہ بانو کا خط بھی آیا تھا۔ لکھا ہے حیدرآباد میں میرے آنے کے بعد سے لگاتار بارش ہورہی ہے خواجہ بانو نے اصرار کے ساتھ لکھا ہے کہ میں سید ابن عربی اور ان کے بچوں کو ساتھ لیکر حیدرآباد آجاؤں میں نے لکھدیا ہم دہلی کے قطب ہیں اور بزرگ کہہ گئے ہیں قطب از جا نمی جنبد قطب اپنی جگہ سے ہلا نہیں کرتے۔

سناٹا آج پندرہ تاریخ ہے مگر درگاہ میں سناٹا ہے عرس میں آنے والوں میں سے نہ کوئی آیا ہے نہ کسی کے آنے کی خبر آئی ہے۔

۱۶ ارشوال ۲ ستمبر منگل دہلی

مرزا صاحب کا عرس آج حضرت حاجی لال محمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا فخر صاحب رح کے خاص مرید اور مجاز طریقت حضرت مرزا انجش اللہ بیگ رض کے سالانہ عرس کا پہلا دن ہے۔ ہوشیار پور پنجاب سے حضرت مولانا علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی یہ عرس کرنے کے لئے ۱۵ ارشوال کو آجایا کرتے ہیں اور بہت دھوم سے یہ عرس کرتے ہیں اور بہت بڑا لنگر تقسیم ہوتا ہے مگر پنجاب کی حالت بہت خراب ہے اس واسطے وہ اس عرس میں نہیں آسکے تاہم ان کے مریدوں نے کچھ مختصر سا انتظام اس عرس کیا ہے۔

حاجی بشیر صاحب دہلی سے حاجی محمد بشیر صاحب روشنی کے ہنڈے اور شامیانے اور دریاں لے کر آگئے ہیں۔ میں نے مہدی منزل میں ان کو ٹھیرایا ہے۔ قوالی ہال۔ افریقہ منزل توکل منزل۔ دلشاد منزل۔ خواجہ منزل وغیرہ مکانات بھی مہمانوں کے لئے تیار ہیں فرش اور پلنگ وغیرہ بچھ گئے ہیں۔

محمد حسین نظامی آج دوپہر کو لاہور سے پاک دل محمد حسین دینی نظامی بذریعہ ہوائی جہاز عرس کی شرکت کے لئے آئے ہیں۔ مجھے ان کے آنے سے بہت خوشی ہوئی۔ لیکن مجیٹھا امرتسر کے عبدالرحیم من ہر نظامی وغیرہ سب مریدوں کیطرف سے اور قریہ ضلع جالندھر کے مریدوں کی طرف سے اور لدھیانے کے مریدوں کی طرف سے اور دوسرے دوسرے مریدوں کی طرف سے مجھے جو پریشانی اور فکر مندی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اور کوئی وقت ان لوگوں کی یاد سے خالی نہیں گذرتا حیدرآباد سے یہ سمجھ کر آیا تھا کہ اس عرس میں پنجاب کے سب نظامی جمع ہوں گے اور میں ان سے تفصیلی حالات معلوم کروں گا مگر اب تو مجھے ان کی جانوں لالے پڑے ہوئے ہیں بہت دیر تک محمد حسین سے لاہور کے حالات پوچھتا رہا

امن کا جلسہ پٹرول نایاب ہوگیا ہے اس لئے کرائے کی موٹریں نہیں ملتیں۔ راستوں میں خون ریزیاں ہوتی ہیں اس لئے تانگے بھی نہیں ملتے۔ تاہم بمشکل ایک موٹر کرائے کی مل گئی اور سید ابن عربی اور پاک دل محمد حسین دینی نظامی کے ساتھ خان بہادر ایس ایم عبداللہ صاحب کے دفتر میں گیا۔ جہاں چند مسلمان جمع ہوئے تھے اور مسلمانوں کے بچاؤ کا مشورہ کیا تھا۔

مولانا عبداللہ چوڑی آخر پر سانگریسی کارکن بھی وہاں تھے۔ بات چیت کے بعد قرار پایا کہ جمعہ کی صبح کو سات بجے پھر سب جمع ہوں اور دہلی کے مسلمانوں کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔

لودھی روڈ کے مسلمان] بعد مغرب درگاہ میں قوالی ہو رہی تھی کہ میرے پاس لودھی روڈ کے مسلمان گھبرائے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا پانچ ہزار بلوائیوں نے ہمارے گھروں کو گھیر لیا ہے۔ ہماری عورتیں اور بچے وہاں بند ہیں اور ان سب کی جانیں خطرے میں ہیں۔ درگاہ میں فوراً قوالی بند ہو گئی اور میں موتی محل سے نیچے گیا اور سید ابن عربی ان مسلمانوں کے ساتھ پولیس چوکی حضرت نظام الدین رضؓ میں گئے۔ پولیس والوں نے فوراً ان کی مدد کی۔ اور ان کے ساتھ لودھی روڈ گئے۔ وہاں رزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نئی دہلی اور دوسرے پولیس افسران بھی آ گئے تھے۔ بلوائیوں کو یہ شکایت تھی کہ مسلمانوں کے پاس دو اغواشدہ عورتیں ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے ان عورتوں کا بیان لیا تو معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی وہ دونوں منکوحہ عورتیں ہیں۔ اس بنا پر مجسٹریٹ صاحب اور پولس افسران نے سب عورتوں اور بچوں کو اور سب مسلمان مردوں کو پوری حفاظت کے ساتھ لاریوں میں میرے ہاں پہونچا دیا اور میں نے ان سب کو ان مکانوں میں جگہ دیدی جو عرس کے مہمانوں کے لئے تیار کرائے تھے۔ رات بھر خطرہ رہا تاہم صبح تک درگاہ کی قوالی جاری رہی چونکہ حضرت نظام الدین کی پولس اور رزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب اور دوسرے پولس افسران کی ہمدردی اور امداد کا بہت اچھا اثر سب مسلمانوں پر ہوا اور ان کو اطمینان ہو گیا۔

حیدر آباد کا ٹیلیفون] آج صبح حیدرآباد سے ٹیلیفون آیا تھا جس میں حسین اور خواجہ بانو کی طرف سے تاکید کی گئی تھی کہ میں ابن عربی اور ان کے بچوں اور رو بانو کو لیکر حیدرآباد چلا آؤں۔ میں نے کہدیا اب حالات ٹھیک ہیں اور دہلی سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انبالے والے عبدالغنی صاحب تاجر کتب بھی آئے ہیں۔

۷ ارشوال، ۱۷ ستمبر، بدھ، دہلی بدھ والے نظامی] آج صبح بدھ والے تینوں نظامی بدھ کی حاضری دینے آئے تھے یعنی مستری حبیب خاں نظامی اور نواب مرزا نظامی اور سیدیامین نظامی۔ دہلی کے کرفیو کی وجہ سے دہلی کے زائرین اور دیلوں کی خطرناک حالت کے سبب باہر کے زائرین بالکل نہیں آئے۔ البتہ قوال بہت زیادہ آئے ہیں اور یہ سب دہلی اور اطراف دہلی کے ہیں۔ باہر کے قوال بھی نہیں آئے۔

افسوس ناک خبر] آج مورخ دکن سید ذہین نظامی نے حیدرآباد دکن سے افسوسناک خبر بھیجی ہے کہ راجہ دھرم کرن بہادر نے وفات پائی۔ ان کی آخری مراسم کی کیفیت بھی لکھی ہے۔ مجھے اس خبر سے بہت بڑا صدمہ ہوا حیدرآباد کے ہندو جاگیرداروں میں وہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کے بعد سب سے بڑے جاگیردار تھے۔ ان کا خاندان آصف جاہ اول کے وقت سے حیدرآباد کی رفاقت میں ہے۔

راشننگ آفیسر] آج دہلی کے تین راشننگ آفیسر ملنے آئے تھے میرے مہمانوں کے راشن کارڈ بھی بنا دیئے تھا ہزادے مرزا نصیر الدین خورشید جاہ بھی آج درگاہ کے عارضی راشننگ آفس کو دیکھنے آئے تھے اب یہ بہت اچھا انتظام ہو گیا ہے کہ عرس کے زمانے میں راشننگ آفس یہاں آ جاتا ہے اور زائرین کے لئے فوراً راشننگ کارڈ بنا دیتا ہے۔ ان افسروں میں ایک عیسائی افسر مسٹر جری بھی تھے اور دو مسلمان تھے

قوالی] چونکہ قوالی ہال اور یادگار میدان عرفات میں لودھی روڈ وغیرہ کے پناہ گزین ٹھیرے ہوئے ہیں اس واسطے میں نے قوالی کی مجلس کا انتظام موتی محل میں کیا ہے بعد مغرب قوالی شروع ہوئی قوال پچاس ساٹھ تھے اور سننے والے بیس پچیس تھے میری زندگی میں کبھی سالانہ عرس کی ایسی قوالی نہیں ہوئی تھی۔ جس میں اتنے کم آدمی ہوں اور جہاں تک میری تحقیقات کا تعلق ہے حضرت رضؓ کی وفات سے لے کر آج تک کبھی کوئی ایسا عرس نہ ہوا ہوگا۔ اگرچہ دہلی میں ساڑھے چھ سو برس کے اندر بیسیوں سیاسی انقلابات ہوئے ہیں تاہم وہ جھگڑے بادشاہوں اور ان کی فوجوں سے ہوتے تھے۔ رعایا کا ان میں کچھ دخل نہ تھا اب بیچاری بےگناہ رعایا اہل سیاست کی روندن میں آ رہی ہے۔

حاجی میاں صاحب] حضرت مولانا فخر صاحب رضؓ کے نواسے حضرت حاجی میاں صاحبؓ باوجود کرفیو کی سختیوں کے تشریف لائے اور ایمان خانے میں قیام کیا ہے۔ رات کی مجلس میں وہ بھی شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے رات کو کھانا نہیں کھایا۔ تہجد کے وقت کھانا کھایا وہ بڑے

عابد اور شب بیدار بزرگ ہیں۔ آج رات کی مجلس میں سید ابن عربی کی لڑکیاں اور حور بانو اور محبوب بانو بھی شریک ہوئی تھیں شفاعت حسین صاحب قریشی اور سید امام علی شاہ نظامی اور سید میر نظامی وغیرہ اہل سلسلہ بھی شریک ہوئے تھے۔

خیراتی شاہ کی بیعت سات برس سے ایک درویش پڑابند ضلع جالندھر کے رہنے والے خیراتی شاہ میرے مسافر خانے میں رہتے ہیں۔ شب بیدار ذاکر شاغل درویش ہیں۔ آج وہ میرے پاس آئے پیچش کی بیماری کے سبب بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ رونے لگے اور کہا اب میرا آخری وقت ہے مجھے بیعت کر لیجئے میں نے کہا تم تو مجھ سے زیادہ اس میدان کے عارف ہو اور تم پر حضرتؒ کی خاص نظر ہے۔ لیکن انہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو میں نے ان کی بیعت قبول کر کے سند دیدی اور گھر میں کہہ دیا کہ ان کے علاج کا پورا انتظام کیا جائے اور پرہیزی کھانا دونوں وقت مسافر خانے میں پہونچایا جائے۔

درگاہ شریف میں رات بھر قوالی رہی مگر زائرین سو ڈیڑھ سو سے زائد نہیں تھے۔

سید عبد السلام میرے داماد عبد السلام بھی آج آئے تھے اور مجلس میں بھی شریک ہوئے تھے۔ کل صبح واپس چلے جائیں گے۔ رات کو میرے ساتھ موتی محل میں رہے۔

نواب دل شاہ کا خط ہز ہائی نس نواب دل شاہ صاحب چشتی صابری نظامی فرماں روا ریاست جاورہ کا خط آیا تھا کہ وہ کچھ علیل ہیں اس لئے آج میں نے ان کے لئے خاص اوقات میں صحت و سلامتی کی دعا مانگی

نعیم صاحب کا تار آج فرخ آباد سے منادی کے ایڈیٹر اور میرے ذاتی تحریر نگار عبد النعیم خاں صاحب کا تار آیا کہ وہ بیمار ہو جانے کے سبب اب تک نہیں آسکے۔ مجھے اس تار کے آنے سے اطمینان ہوا ورنہ یہاں تو سب نے یقین کر لیا تھا کہ وہ دہلی آنے والی کسی ریل میں ختم ہوگئے۔

۸ / شوال ۴ / ستمبر جمعرات دہلی

صبح کی نیاز اور قوالی مٹھائی کی نایابی کے سبب آج میں نے حضرت امیر خسروؒ کی نیاز کیلئے پوریاں تلوائی تھیں کیونکہ حضرتؒ کی والدہ ہندو تھیں اور پوریاں ہندو قوم کی خاص اور مقبول غذا ہے۔ ہندی میں ایک کہاوت مشہور ہے رام جی نے بیٹا دیا وہ بھی مسلمان کا پوری کچوری کھاتا نہیں ٹکڑا مانگے نان کا۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ حضرت امیر خسروؒ کی روح میری اس نذر نیاز سے مسرور ہوگی کیونکہ میں نے ان کی والدہ کی غذا ان کی نیاز میں شریک کی تھی۔ نیاز حسین خانے کے اندر ہوئی تھی سید صابر حسین صاحب خلف جناب سید شاہ کرار حسین صاحب سجادہ نشین خانقاہ صابریہ بھی شریک ہوئے تھے۔ اُن کے والد آج کل مدینہ منورہ میں ہیں

ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب رو کے خسر ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب بھی آئے ہیں قوالی کے بعد واپس جانا چاہتے تھے یکا یک خبر آئی کہ دہلی میں ساڑھے ۱۱ بجے سے کرفیو آرڈر ہوگیا ہے اس واسطے جتنے آدمی میرے ہاں کی نیاز کی شرکت کے لئے آئے تھے وہ سب دہلی نہ جاسکے قوالی ایک بجے تک رہی جو قوال باقی رہ گئے تھے ان سب کو میں نے گائے بغیر رخصتانے کی رقمیں دیدیں کیونکہ کیونکہ خبریں ایسی آرہی ہیں کہ معلوم نہیں کہ آ دوبارہ مجلس ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ مستری حبیب خاں نظامی اور نواب مرزا نظامی اور ان کے ایک رفیق مولانا صاحب اور پیرزادے حکیم خواجہ سید ہلال صاحب اور درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کی مسجد کے امام صاحب اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب وغیرہ اصحاب رات کو میرے ساتھ رہے تھے۔ درگاہ شریف میں رات بھر قوالی رہی مگر افواہوں کی وجہ سے سب لوگ پریشان رہے اطراف کی بستیوں کے مسلمان اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر اور عورتوں اور بچوں کو لے لے کر میری بستی میں آتے رہے۔

خواجہ بانو کا خط آج حیدرآباد سے خواجہ بانو کا اور روحہ کا تاکیدی خط آیا تھا کہ اگر آپ حیدرآباد نہیں آئیں گے تو ہم دہلی چلے آئیں گے۔ میں نے فوراً جواب لکھ دیا کہ راستے پر امن نہیں ہیں نہ میں وہاں آسکتا ہوں۔ نہ تم کو یہاں آنا چاہئے

بارھویں امام جامع مسجد دہلی کے امام مولانا حافظ سید عبد اللہ صاحب چند رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان میں ایک رفیق ایم اے پاس بھی تھے۔ مگر صورت سے مسجد کے ملا معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کے دادا شمس العلما سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی بہت بیمار ہیں۔ ان کے واسطے دعا کیجئے۔ میں نے فوراً دعا مانگی اور میری مجلس کے حاضرین نے بھی اس دعا میں شرکت کی۔

چار زائرین کل بمبئی کے حاجی صاحب اور کلکتے کے ایک میمن صاحب جو عبد الرحیم عثمان کمپنی کے ملازم ہیں اور دو مسلمان بہار شریف کے میرے ہاں مہمان تھے آج وہ چاروں واپس چلے گئے۔

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رضؓ سے احمد علی صاحب درگاہ کا تبرک لے کر آئے تھے اُن کا چھوٹا بچہ بھی ساتھ آیا تھا

۱۹ / شوال - ۵ / ستمبر جمعہ - دہلی

رخصت! جو مہمان کرفیو کی وجہ سے رات کو رُک گئے تھے وہ آج صبح ناشتہ کر کے واپس چلے گئے - میں نے آج تحریری کام شروع کیا پاک دل محمد حسین دیبی نظامی نے بہت مدد دی عرس کے انتظام میں سید ذکی حسن اور محمد یونس اور سید ابن عربی نے بہت مدد کی -

جمعہ کی نماز! آج جمعہ کی نماز کے لیئے درگاہ کی جامع مسجد میں گیا تھا مسجد کے باہر کی صف میں جگہ ملی تھی درگاہ حضرت ابوبکر حیدری طوسی کے ش صاحب ملنے آئے تھے مستری محمد احمد صاحب بھی جنگ پورے سے آئے تھے آج بھی دن بھر وحشت ناک خبریں آتی رہیں - آج اگرچہ ۱۹ / تاریخ ہے اور عرس چند سال سے بیس تک رہتا ہے لیکن آج اکثر قوال اور باقی ماندہ زائرین واپس چلے گئے ابر آیا تھا بادل گرجے تھے

نیاز کا توشہ! سید سمیع الدین صاحب نے نہایت نفیس اور لذیذ نیاز کا توشہ میرے لیئے بھیجا تھا -

دل کا دورہ! چونکہ آج دوپہر کو آٹے کی کمی کے سبب قبولی کھائی تھی اور قبولی چنے کی دال اور چاول ملا کر پکائی جاتی ہے اور چنے کی دال میرے معدے کے لیئے ہمیشہ خطرناک ثابت ہوتی ہے اس واسطے آج رات کو دل کا شدید دورہ شروع ہوا تھا جو ساری رات رہا -

قیامت کی رات! آج شام سے میری بستی میں قیامت کی رات شروع ہوئی تقریباً دس ہزار مسلمان اپنی عورتوں اور بچوں کو لیکر اطراف کے دیہات سے میری بستی میں آگئے ہیں اُن کے مویشی بھی ساتھ ہیں میرے سب مکان اور بستی کے سب مکان اُن سے لبالب بھر گئے ہیں -

لودھی آبادی کی آوازیں! میرے گھر کے غرب میں سلطان سکندر لودھی کے مقبرے کے جنوب میں ایک نئی آبادی بنی ہے جہاں کئی ہزار کواٹر تعمیر ہوئے ہیں ان میں تقریباً بارہ ہزار ہندو مسلمان نوکری پیشہ رہتے ہیں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور ان میں سے بھی اکثر پاکستان چلے گئے ہیں - اب پنجاب سے جو لاکھوں ہندو اور سکھ دلی میں آئے ہیں ان کا ایک حصہ لودھی کالونی میں بھی ٹھیرا ہے آج رات کو غالباً مسلمانوں پر حملہ ہوا ہے ساری رات جئے ہند اور تکبیروں کی اور ست سری اکال کی آوازیں آتی رہیں اور آگ کے شعلے اور دھواں بھی نظر آتا رہا ان مکانوں کی روشنی میں اپنے مکان موتی محل سے ہر وقت دیکھ سکتا تھا ان آوازوں کی وجہ سے میری بستی کے باشندوں اور پناہ لینے والوں میں قیامت کی سی افراتفری رہی ایک طرف یہ پریشانی تھی دوسری طرف دل کا دورہ تھا سید ابن عربی نے اسی حال میں مجھے پھلوں کا رس پلایا اور تیمارداری کی محمد یونس وغیرہ بھی خدمت کرتے رہے -

مورچے! بستی حضرت نظام الدینؒ کے دو حصے ہیں ایک راجہ کل کا دہر دیو عرف خواجہ جہاں احمد ایاز تغلق کا بنایا ہوا کوٹ یعنی قلعہ ہے جس کے اندر میرے خاندان کے لوگ رہتے ہیں اور میرا پیدائشی گھر بھی وہیں ہے اور دوسرا حصہ بیرون کوٹ ہے جہاں درگاہ ہے اور میرا مکان ہے اور میرے نئے مکانات ہیں اور دوسرے غریبوں کی آبادی ہے آج کل ان دونوں حصوں کے چاروں طرف حفاظت کے لیئے سب باشندوں نے مل کر مورچے بنائے ہیں جہاں رات بھر سب چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ پہرہ دیتے ہیں -

۲۰ / شوال ۶ / ستمبر شنبہ دہلی

قیامت کی صبح! قیامت کی رات بمشکل ختم ہوئی تو قیامت کی صبح نمودار ہوئی یکایک کسی نے جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ بستی پر حملہ ہو گیا ہے عورتوں اور بچوں کی چیخ پکار سے دل ہلا جاتا تھا - میرا دورہ ختم نہیں ہوا تھا مگر میں اسی حالت میں ننگے پا دلا دوڑا ہوا نیچے اترا ہزاروں عورتیں اور بچے میرے مکان میں آگئے تھے میں نے سب کو تسلی دی اور اطمینان کے ساتھ ان کو کوٹ کے اندر پہنچا آیا تاکہ لڑائی کے وقت مردوں میں پریشانی نہ ہو سید ابن عربی اور حاجی سید میر ضامن نظامی اور حاجی سید ظہیر احمد وغیرہ کئی رات سے برابر جاگ رہے ہیں اور مورچوں کا انتظام باقاعدہ کیا گیا ہے - لیکن باوجود رات کی بیداریوں کے کوئی مرد گھبرایا نہیں عورتوں کو کوٹ میں محفوظ کرنے کے بعد سب اپنے اپنے مورچوں پر قاعدے کے ساتھ جمع ہو گئے اور میں بھی ٹیلیفون کے پاس بیٹھ گیا تاکہ متعلقہ حکام کو اطلاع دوں مگر آج کل سب مسلمانوں کے ٹیلیفون کام نہیں کرتے تاہم چوکی حضرت نظام الدینؒ کی پولیس فوراً تیار ہو کر آ گئی بعد معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی

پھر بھی شام تک کسی نے مورچوں کو نہیں چھوڑا اپنی اپنی باری سے لوگ وہاں قائم رہے

مولانا خواجہ عبدالحیٔ صاحب
جامعہ ملیہ اوکھلا سے مولانا خواجہ عبدالحی صاحب ملنے آئے تھے انہوں نے بیان کیا کہ جامعہ کے اطراف میں بھی بہت زیادہ خطرے بڑھ گئے ہیں۔

میواتی عرب سرائے میں سات ہزار مسلمان میواتی پناہ گزین آگئے ہیں اور انہیں کے قریب آبادی جنگ پورہ میں ہزاروں سکھ بھی آگئے ہیں

خفیہ وار آج سب سڑکوں پر خفیہ دار ہو رہے ہیں اور اکیلے دوکیلے مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے

مسٹر انعام الرحیم آج صبح نو بجے حاجی پیر سید ضامن نظامی کے ساتھ پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مسٹر انعام الرحیم کے پاس گیا تھا اور بستی کے حالات سے آگاہ کیا تھا انہوں نے بہت ہمدردی ظاہر کی اور چیف کمشنر صاحب دہلی کے نام ایک خط بھی دیا اس کے بعد ہم دونوں نئی دہلی پولیس کے انگریز ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے پاس گئے انھوں نے بھی فوراً امداد کے لیئے آنے کا وعدہ کیا۔

قریشی صاحب آج صبح لودھی روڈ سے ظہیر الدین احمد صاحب قریشی نقشہ نویس اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ بمشکل میرے مکان تک پہنچے تھے وہ لودھی روڈ میں تھے ان پر سکھوں نے حملہ کیا تھا۔ ان کی لڑکی نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور زخمی ہو جانے کے باوجود سکھوں کے ہاتھ سے چھٹکارا پایا پولیس نے ان تینوں کو کچھ اسباب کے ساتھ میرے گھر تک پہنچایا تا بقیہ اسباب لٹ گیا میں نے ان کو جب منزل میں ٹھیرایا مگر کچھ دیر کے بعد حضرت مولانا سید نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد کے داماد مولانا شبیر احمد صاحب وغیرہ قریشی صاحب کے عزیز ان کو اپنے ساتھ دہلی لے گئے

دورے کی تکلیف آج بھی مجھے دن بھر دل کے دورے کی تکلیف رہی اور اس سے زیادہ گردوپیش کے حالات کے اثر نے بیماری کو بڑھایا۔

حور بانو کی خبر گیری دورے کی خبر سنتے ہی حور بانو نے اپنی ماما کو بھیجا پھر اپنے داماد کو بھیجا۔ اور اصرار کیا کہ میں ان کے گھر میں چلا آؤں لیکن میں درگاہ شریف سے دور جانا مناسب نہیں سمجھتا اس لیئے میں نے حور بانو کو تسلی کے پیغام بھیجدئے۔

افواہیں ہر پانچ منٹ کے بعد مسلمانوں کے لوٹے جانے اور قتل ہونے کی افواہیں آتی رہتی ہیں بیان کرنے والے مبالغہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں اور اس سے پناہ گزینوں میں اور عورتوں بچوں میں پریشانی حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے

عرس کے دوکاندار چونکہ عرس میں زائرین نہیں آئے اس واسطے عرس کے دوکانداروں کا بہت زیادہ نقصان ہوا میں نے دوکانداروں کی امداد کی نیت سے سید ابن عربی کے بچوں کے لیئے اور اپنے حیدرآبادی بچوں کے لیئے فی کس ایک ایک روپیہ کے کھلونے خریدے۔

قیامت کی دوسری رات آج بھی میری بستی میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ نئی دہلی اور پرانی دہلی اور اس کے اطراف کی مسلمان آبادیوں میں قیامت کی دوسری رات تھی آج بھی دل کا دورہ ختم نہیں ہوا اور میں ساری رات اپنی بستی کے باشندوں کے ساتھ بیدار رہا قرول باغ سے خبر آئی کہ وہاں ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے اور ان کے سب گھر جلا دئے گئے جامعہ ملیہ کا پرانا مدرسہ اور لائبریری بھی قرول باغ میں تھی وہ بھی جل گئی مبالغہ کرنے والے کہتے ہیں کہ تیس ہزار مسلمانوں کا نقصان ہوا۔ مگر مجھے اس خبر کا یقین نہیں ہے سبزی منڈی اور اس کے اطراف میں بھی ہزاروں مسلمان مارے گئے اور لوٹے گئے لیکن میں نہیں جانتا کہ ان خبروں کی اصلیت کتنی ہے کیونکہ اخبار کئی دن سے بند ہیں ڈاک خانہ بند ہے ٹیلیفون خراب ہیں محض سنی سنائی خبروں کی بادشاہی ہے اور خبریں سنانے والے تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ ہوں بہت زیادہ شاعری سے خبریں بیان کرتے ہیں

نہرو جی شام کو خبر آئی کہ وائسرائے اور نہرو جی اور چیف کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب جامعہ ملیہ کے حالات دیکھنے گئے تھے۔

۲۱ شوال۔ ۷ ستمبر۔ اتوار۔ دہلی۔

ٹیلیفون دینے کی کوشش مجھے اپنے حیدرآبادی بچوں کی یاد ستا رہی ہے میں زندگی کے دن پورے کر چکا ہوں اپنے مرنے کا کچھ خوف نہیں ہے لیکن بشریت ہر وقت بیوی بچوں کو سامنے رکھتی ہے۔ سید ابن عربی کے بیوی بچوں کے پاس بار بار جاتا ہوں اور ان کو تسلی دیتا ہوں آج صبح کوشش کی کہ حیدرآباد کو ٹیلیفون دوں اور بچوں کی خیریت منگاؤں اور اپنی حالت سناؤں دفتر سے جواب ملا دہلی سے باہر کہیں ٹیلیفون دینے کی اجازت نہیں ہے اور تار اور حالات

سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دہلی کے مسلمانوں کے ٹیلیفون آج کل دانستہ خراب کر دیئے گئے ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے کو اپنی حالت نہ بتا سکیں اگر یہ شبہ ٹھیک ہے تو گذشتہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں ایسی بیکسی اور بے بسی کبھی مسلمانوں کو پیش نہ آئی ہوگی چنانچہ جب میں اپنے بچوں سے بات نہ کر سکا تو موتی محل میں آکر رونے لگا۔

اور میں نے یہ آیت بہت دیر تک پڑھی رب انی مغلوب فانتصر اے رب میں مغلوب ہو گیا ہوں میری مدد کر۔ پڑھتے پڑھتے غنودگی آگئی۔ اور میں نے غیبی آواز سنی نصر من اللہ وفتح قریب۔ اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے۔

جنگ خندق کی یاد] آج کل کے حالات کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت کے زمانے کی جنگ خندق یاد آتی ہے۔ کیونکہ وہی بھوک پیاس ہے، وہی ہراس ہے، وہی ہزاروں دشمنوں کا نرغہ ہے اور وہی مسلمانوں کی بیکسی ہے۔ مگر ویسی ہی مسلمانوں کی مستعدی بھی ہے کم از کم میری بستی کے مسلمان بہت زیادہ مستعد ثابت ہو رہے ہیں۔ تین راتوں سے لگاتار جاگ رہے ہیں۔ باری باری سے رات دن مورچوں میں رہتے ہیں۔ اور پھر نعاس (غنودگی اور اونگھ) کا لطف اٹھاتے ہیں۔ اور یہ سب قرآن شریف میں موجود ہے جہاں جنگ احد اور جنگ خندق کا ذکر کیا گیا ہے۔

حیدر آباد کی ریل] آج چار بجے شام کو یکایک غل ہوا کہ حیدر آباد جانے والی ریل کو ہمایوں کے مقبرہ کے قریب روک لیا گیا ہے اور مسلمان مسافروں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ میری بستی کے مسلمان جمع ہو کر میرے پاس لائے اور انہوں نے کہا کہ ہم سب ان مسلمانوں کی مدد کیلئے جاتے ہیں۔ میں نے کہا تم پولیس کو اطلاع دو خود مورچے چھوڑ کر نہ جاؤ ورنہ تم ادھر جاؤ گے اور یہاں بستی پر اور درگاہ پر حملہ ہو جائے گا۔ اور تاریخوں میں لکھا جائیگا کہ تمہاری نادانی اور غلط جوش کے سبب درگاہ کو فنا کر دیا گیا اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو مار ڈالا گیا۔ اس وقت تم ایک مضبوط قلعہ کے اندر ہو۔ تدبیر سے دوسروں کی مدد کرو اپنی جگہ سے نہ ہٹو۔ لوگوں نے جواب دیا ہم سے مسلمانوں کا یہ قتل عام نہیں دیکھا جاتا۔ میں نے کہا نازک وقت میں جس کی عقل اور جس کے اوسان قائم رہیں وہ ہمیشہ فتح یاب ہوتا ہے۔ تمہارا یہ ارادہ عقل کے خلاف ہے۔ نہ تم حیدر آباد کی ریل کے مسافروں کو بچا سکو گے۔ نہ اپنے آپ کو بچا سکو گے۔ اور تمہاری بستی اور تمہاری درگاہ کو بہت نقصان پہنچ جائے گا۔

مگر میری اس نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ اشتعال بہت بڑا ہوا تھا تب میں نے کہا میں تم سب کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ میرا کہنا مانو ورنہ اس کے بعد خودکشی کر لیتا ہوں تب سب لوگ ٹھنڈے ہوئے اور پولیس کو وہاں بھیجا اور پولیس نے اس وقت بندوقیں چلائیں جبکہ دشمن جمنا دریا کو عبور کر کے بھاگ رہے تھے اور بیکس مسلمانوں کی لاشوں کا انبار پڑا ہوا تھا پولیس نے زخمیوں کو فوراً ارون ہسپتال پہنچایا۔

بچوں کا قتل] کل قرول باغ کے رام جس کالج میں طالب علم امتحان دینے گئے تھے ان میں جتنے مسلمان تھے ان پر حملہ کیا گیا کچھ مرے کچھ زخمی ہوئے میرے پرانے دوست شفاعت حسین صاحب قریشی کے بھائی کے دو لڑکے بھی امتحان دینے گئے تھے۔ ان میں سے بڑا لڑکا بمشکل جان بچا کر گھر آیا مگر اس کا چھوٹا بھائی نہ آیا۔ فوراً سید ابن عربی بچے کے باپ کو ساتھ لیکر قرول باغ گئے مگر پہاڑ گنج پر نواب عزیز احمد خاں صاحب مجسٹریٹ نے ان سے کہا کہ قرول باغ کی حالت بہت خراب ہے آپ وہاں نہیں جا سکتے تب سید اشتیاق حسین ایک پولیس افسر اپنی جان خطرہ میں ڈال کر وہاں گئے اور یہ خبر لائے کہ بچہ زخمی ہو گیا ہے اور ارون اسپتال میں ہے۔ یہ سب اسپتال میں آئے باپ نے بچے سے پوچھا تمہارے بڑے بھائی کہاں ہیں۔ بچے کی گردن پر اور پشت پر تلواروں کے زخم تھے اور وہ نیم غشی میں تھا۔ اس نے جواب دیا۔ بھائی امتحان کا پرچہ لکھ رہے ہیں۔ باپ نے کہا تم کب تک گھر میں آ گئے بچے نے جواب دیا میں بھی پرچہ ختم کر کے آؤں گا۔

جب میں نے یہ خبر سنی تو زار و قطار رویا اور بچے کے باپ اور چچا کو ملامت کی کہ ان حالات کو دیکھنے کے بعد بھی آپ نے اتنی دور ہندوؤں کے کالج میں بچوں کو کیوں بھیجا۔

قیامت کی تیسری رات] آج کی رات بھی قیامت کی تیسری رات تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کل اور پرسوں کی راتوں سے آج کی رات بہت زیادہ ہولناک تھی۔ میرے دل کا دورہ اب تک جاری ہے اور جب سے یہ بیماری مجھے ہوئی ہے کبھی اتنے زیادہ دنوں تک یہ دورہ نہیں رہا بازار میں راشن نہیں ملتا۔ پان نہیں ملتے ہزاروں آدمی مع میرے بھوکے ہیں۔

۲۲ شوال ۸ ستمبر، پیر، دہلی

قیامت کا چوتھا دن میں آج کل کی راتوں اور دنوں کو قیامت کی راتیں اور قیامت کے دن اس واسطے لکھتا ہوں کہ نفسی نفسی کا بازار نظر آتا ہے۔ بیشمار پناہ گزیں ایسے آئے ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو اور عورتوں کو گھروں میں اکیلا چھوڑ دیا اور اپنی جانیں بچا کر بھاگ آئے۔ جب ایسے لوگ میرے سامنے آتے ہیں تو میں ان کو لعنت ملامت بھی کرتا ہوں اور پھر غور سے ان کی صورتیں دیکھتا ہوں کہ کیا سچ مچ ان پر قیامت آگئی ہے جو یہ نفسی نفسی میں مبتلا ہیں۔

قطب صاحب کی خبریں آج درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ سے خبریں آئی ہیں کہ وہاں پچاس ہزار بلوائیوں نے تین حملے کئے لیکن مہرولی کے مسلمانوں نے خوب مقابلہ کیا اور ہر بار دشمنوں کو بھگا دیا۔ مگر ٹھیک خبر بھی نہیں آئی۔

حور بانو کی پریشانی کوٹ کے اندر سے خبر آئی کہ ان واقعات کے سبب میری بڑی لڑکی حور بانو کو دل کے دورے پڑ رہے ہیں اور وہ مجھے یاد کر رہی ہے اسواسطے آج میں اپنا بستر لیکر اس کے پاس چلا گیا اور اسکو تسلی دی اور دعائیں بتائیں جن کے پڑھنے سے دل مضبوط ہوتا ہے۔

خوفناک خبریں پرانی دہلی سے بہت ہولناک اور خوفناک خبریں آئیں کہ سارا شہر جل رہا ہے۔ اور مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ میں نے کہا جب خبر رسانی کے ذرائع ٹھیک نہیں ہیں۔ ٹیلیفون بند ہیں راستے بند ہیں پھر تم نے کیونکر یقین کر لیا کہ دہلی کی یہ حالت ہے۔ تب لوگوں نے کہا وہاں سے لوگ آئے ہیں کہ نئی دہلی کی کوٹھیوں میں جتنے بڑے بڑے مسلمان تھے وہ سب لٹ گئے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو لیکر بھاگ گئے۔ کناٹ پلیس کا مشہور بازار لٹ رہا ہے اور ہندو مسلمانوں کی دوکانیں یکساں لوٹی جا رہی ہیں اور جو لوگ وہاں سے آئے ہیں آنکھوں دیکھی حالت بیان کرتے ہیں۔

قربانی کا وقت میں نے حور بانو سے کہا بیٹی! درگاہ کو اور اپنے خاندان کو اور بستی کے مسلمانوں کو اور پناہ میں آئے ہوئے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اب تیرا باپ قربان ہونے کے لئے جاتا ہے میں کانگریسی حکومت کے وزیروں کے پاس جاؤں گا اور ان سے یہاں کی حفاظت کا انتظام کراؤں گا۔ حاجی پیر ضامن نظامی بھی میرے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے۔ گھر سے باہر آیا تو دیکھا کہ راستوں میں ہزاروں چھوٹے بڑے مسلمان ہراساں اور پریشان کھڑے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی جانیں حلقوم تک آگئی ہیں۔ اور میں گلی میں ایک چارپائی پر بیٹھ گیا اور میں نے کہا ہراساں نہ ہو۔ اور مایوس نہ ہو بہت جلد خدا کی مدد آئے گی۔ یکایک حکیم حاجی عبدالحمید خاں صاحب مالک دواخانہ دہلی اور ان کے بھائی حکیم حافظ محمد سعید صاحب موٹر لے کر آگئے اور انہوں نے اپنے مکان اور کارخانے واقع دریا گنج کے حالات سنائے میں نے حاجی محمد ضامن صاحب سے کہا کہ اس وقت آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے تاکہ مورچوں کا انتظام قایم رہے۔ میں حکیم صاحب کے ساتھ جاتا ہوں۔ چنانچہ میں حکیم صاحب کے ساتھ موٹر میں سوار ہوا۔ محمد یونس ملازم گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا راستوں میں گولیاں چل رہی ہیں۔ آپ اس بیماری کی حالت میں کیوں جاتے ہیں۔ میں نے کہا خبریں غلط ہیں میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔

ہائی کمشنر پاکستان گھر سے روانہ ہو کر ہارڈنگ روڈ کوٹھی گل رعنا میں گیا۔ جہاں زاہد حسین صاحب (نواب زاہد جنگ بہادر) پاکستان کے ہائی کمشنر رہتے ہیں۔ دروازہ پر بلوچ فوجیوں کا پہرہ تھا۔ انہوں نے اندر جانے سے روکا اور میں بمشکل موٹر اندر لے گیا وہاں دیکھا بے شمار مسلمان بدحواس باختہ جمع ہیں۔ وہ دوڑ دوڑ کر میرے پاس آئے اور اپنی اپنی مصیبت اور تباہی کی داستان سنانے لگے میں نے سب کو تسلیاں دیں اور سیدھا زاہد حسین صاحب کے پاس اندر گیا۔ وہ بہت اخلاق سے ملے وہاں بھی میں نے مسلمانوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے مصائب بیان کر رہے تھے زاہد حسین صاحب نے میرے حالات سننے کے بعد بہت ہمدردی ظاہر کی۔ میں نے کہا میں پنڈت جواہر لعل نہرو سے ملنا چاہتا ہوں۔ میرے ہاں کا ٹیلیفون کام نہیں کرتا۔ آپ ان کو میرے آنے کی اطلاع دیدیجئے۔ مگر یہاں سے بھی ٹیلیفون نہ ملا۔ تب زاہد حسین صاحب نے کہا کہ میں خود آپ کے ساتھ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے پاس چلتا ہوں۔ چنانچہ میں بھی حکیم صاحب کی موٹر میں سوار ہوا اور وہ بھی اپنی موٹر میں سوار ہوئے۔ ان کی حفاظت کے لئے تین بلوچ بندوقچی موٹر کے اندر بیٹھ گئے دو ان کے دائیں بائیں اور ایک ان کے آگے اور ان تینوں نے اپنی ٹامی گنیں کھڑکیوں سے باہر نکال لیں اور مجھ سے کہا آپ میری

موٹر کے پیچھے پیچھے آجائے لیکن جب ان کی موٹر روانہ ہوگئی تو حکیم صاحب کی موٹر خراب ہوگئی ہر چند کوشش کی موٹر نہ چلی مجھے سینما کا فلم یاد آگیا جہاں مصیبتوں کے وقت ایسی ناگہانی رکاوٹیں تماشہ دیکھنے والوں پر بہت زیادہ اثر کیا کرتی ہیں آخر بہت سے مسلمانوں نے موٹر کو دھکیلا تب بمشکل موٹر چلی لیکن اتنی دیر میں زاہد حسین صاحب کی موٹر بہت دور چلی گئی تھی اور مجھے پٹیل صاحب کا مکان معلوم نہ تھا اور راستہ بھی بہت خطرناک تھا۔ لیکن صد آفریں کے قابل ہیں زاہد حسین صاحب کہ وہ اپنی مسلح موٹر کو پھر واپس لائے اور میری موٹر کو ساتھ لیکر دوبارہ روانہ ہوئے زاہد حسین صاحب آج ایسے معروف تھے کہ اگر وہ مجھ سے بات بھی نہ کر سکتے تو بھی مجھے شکایت نہ ہوتی۔ کیونکہ آج قیامت کا سب سے بڑا اور آخری دن تھا خود میں اپنے آپ کو دیکھتا تھا کہ کوٹھی گل رعنا میں جن بڑے بڑے دوست مسلمانوں نے اپنے مصائب مجھ سے کہنے شروع کئے تو میں ان میں سے کسی کی مصیبت کو بھی پوری طرح نہ سن سکا لیکن زاہد حسین صاحب کا یہ برتاؤ کہ وہ فوراً سب کام چھوڑ کر میری مدد کے لئے ساتھ ہوگئے مجھ کو اور میری اولاد کو اور میرے خاندان کو ہمیشہ یاد رہے گا

آخر ہماری موٹریں مسٹر پٹیل کی کوٹھی میں داخل ہوئیں۔ اور ہم دونوں اتر کر کوٹھی کے اندر گئے تو سب سے پہلے لوڈھی روڈ والے ڈاکٹر رشی مجھ کو ملے میں زاہد حسین صاحب کے ساتھ اندر جا کر بیٹھا معلوم ہوا کہ مسٹر پٹیل اندر ہیں پنڈت جواہر لعل نہرو ابھی یہاں سے واپس گئے ہیں

جنرل لاک ہارٹ اور سردار بلدیو سنگھ اندر مسٹر پٹیل سے باتیں کر رہے ہیں اور کوئی بہت اہم جلسہ ہو رہا ہے اس لئے ہم دونوں پندرہ منٹ تک وہاں بیٹھے رہے اس کے بعد مسٹر پٹیل باہر آئے اور ان کی لڑکی بھی باہر آئیں اور جنرل لاک ہارٹ۔ اور سردار بلدیو سنگھ بھی باہر آئے جنرل لاک ہارٹ کمانڈر انچیف نے بہت بشاش چہرے کے ساتھ "ہلو خواجہ صاحب" کہہ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور اپنی گذشتہ ملاقاتوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد زاہد حسین صاحب نے سردار ولبھ بھائی پٹیل سے میرا تعارف کرایا پٹیل صاحب نے مسکرا کر کہا میں خواجہ صاحب کو بہت عرصے سے جانتا ہوں میں نے کہا۔ یوں بھی کہئے کہ خواجہ صاحب میرے نمک خوار ہیں کیونکہ جب حیدر آبادی آریہ سماجی ایجی ٹیشن کے خلاف کام کرنے کے لیے ریاستوں میں دورہ کر رہا تھا اور ریاست راجکوٹ کاٹھیاواڑ میں گاندھی جی سے ملنے گیا تھا تو سردار ولبھ بھائی پٹیل نے مجھے اپنی لڑکی کے ہاتھ سے کھانا پکوا کر کھلایا تھا اور میں ان پرانے مسلمانوں میں ہوں جو ایک دفعہ کسی کا نمک کھا لیتے ہیں تو مرتے دم تک اس احسان کو نہیں بھولتے اس کے بعد میں نے سردار ولبھ بھائی پٹیل کی بیٹی سے کہا۔ جب تم نے کھانا کھلایا تھا لاؤ اب پانی پلاؤ۔ وہ فوراً اندر گئیں اور ٹھنڈا پانی لائیں جس کو پی کر میرے دل کو بہت تسکین ہوئی جنرل لاک ہارٹ کمانڈر انچیف اور سردار بلدیو سنگھ صاحب واپس چلے گئے تب سردار ولبھ بھائی پٹیل نے نہایت خندہ پیشانی اور رضا رتی کے

ساتھ مجھ سے باتیں کیں میں نے درگاہ کی حفاظت اور بستی کی حفاظت اور پناہ میں آئے ہوئے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ان سے مدد مانگی انہوں نے جواب دیا میں ابھی انتظام کرتا ہوں آپ بے فکر رہیئے اور جب اور جس وقت کسی مدد کی ضرورت ہو فوراً مجھے ٹیلیفون کیجئے۔ یا خود یہاں آجایئے۔ میں نے ان کا اور ان کی بیٹی کا شکریہ ادا کیا اور واپس چلا آیا چونکہ حکیم حاجی عبدالحمید صاحب دہلی کی نئی خبروں کی وجہ سے یہاں سے واپس چلے گئے تھے اس واسطے مجھے زاہد حسین صاحب اپنی مسلح موٹر میں اپنے برابر بٹھا کر گھر تک پہنچانے آئے راستے میں ہمیں سکھ فوجیوں کی ایک لاری ملی جس کو دور سے دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ چونکہ ہم سبحان سنگھ پارک کی سڑک پر ہیں جہاں بہت زیادہ خون ریزیاں ہوئی ہیں اس واسطے اندیشہ ہوا کہ اب ہماری موٹر پر حملہ ہوگا بلوچ فوجیوں نے اپنی ٹامی گنیں تیار کریں لاری کے سکھوں نے جھک جھک کر ہماری موٹر کے اندر دیکھا لیکن موٹر تیزی سے دوڑی اور لاری کے آگے نکل آئی۔ اور جب موٹر چوکی پولیس حضرت نظام الدین پر پہنچی تو ہم نے دور سے دیکھا کہ بہت سی سکھ پولیس وہاں کھڑی ہے جن کے افسر سردار سرجن سنگھ نے ہماری موٹر کو ٹھہرایا اور اندر جھانک کر دیکھا تو مجھے دیکھ کر کہا خواجہ صاحب ہیں جانے دیجئے آگے جائے زاہد حسین صاحب مجھے میرے موٹر گیراج تک پہنچا کر واپس چلے گئے میں نے ان کے اس بہت بڑے احسان اور بہت بڑی مدد کا شکریہ ادا کیا گھر تک آتے ہی

بیشمار پریشان مسلمانوں نے مجھ سے سوالات کئے اور میں نے ان سب سے کہا اطمینان رکھو بہت جلدی تمہارے لئے فوجی امداد آجائیگی تھوڑی دیر کے بعد ایک انگریز افسر موٹر میں آگئے اور انہوں نے سب مسلمانوں کو تسلی دی اور کہا تم سب بے فکر رہو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ اس کے بعد ایک دوسرے انگریز افسر آئے اور انہوں نے بھی یہی باتیں کہیں اس کے بعد ایک مسلمان افسر آئے اور انہوں نے کہا کہ میں ہوائی جہازوں کا افسر ہوں اب ہمارے ہوائی جہاز تمہاری حفاظت کے لیئے مقرر ہوئے ہیں تاکہ ہم رات بھر اُڑ کر دیکھتے رہیں کہ کوئی حملہ آور آرہا ہے یا نہیں اس کے بعد فوجوں سے بھری ہوئی چھ لاریاں آگئیں اور انھوں نے درگاہ اور بستی کے چاروں طرف پہرے لگا دئیے۔

امریکن امداد ؏ آج میں نے ہائی کمشنر پاکستان کی کوٹھی میں یہ سنا کہ امریکن سفیر صاحب نے بہت سی موٹریں پٹرول بھر کر مسلمانوں کی مدد کے لیئے بھیجدی ہیں جو اِکا دکا مسلمانوں کو حملوں سے بچا کر یہاں لا رہی ہیں۔ اور پاکستان کی پناہ گاہوں میں پہنچا رہی ہیں زاہد حسین صاحب بھی مجھے امریکن موٹر میں پٹیل صاحب کے ہاں لے گئے تھے اور گھر تک اسی موٹر میں پہنچانے آئے تھے۔

ریڈیو خبریں ؏ رات کے دس بجے تک سب لوگ موتی محل میں جمع رہے اور ریڈیو خبریں سنیں اگرچہ مصلحت عامہ کی وجہ بہت کم سنائی گئیں۔ تاہم یہ معلوم ہوگیا کہ آج چار بجے سے دہلی کا پورا ضلع فوجیوں کی حفاظت میں آگیا ہے بی بی سی لندن کی خبروں سے کچھ وضاحت معلوم ہوئی۔

مسٹر پٹیل نے وعدہ پورا کیا آج شام کو سردار ولبھ بھائی پٹیل نے امداد کا جو وعدہ کیا تھا اس کو انھوں نے اتنی جلدی پورا کیا کہ میں اُن کی مستعدی اور کار گذاری سے حیران ہو گیا رات کو تھوڑی سی گھبڑی کھائی دورے کا اثر اب تک باقی ہے۔ گیارہ بجے حور بانو کے مکان میں سونے کے لیئے گیا جہاں حور بانو نے میری آسائش کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ بیماری کی وجہ سے اور کچھ اجنبی گھر ہونے کے سبب نیند دیر میں آئی تاہم دو تین گھنٹے نیند آگئی پچھلی رات اور اد سے فارغ ہوا اور صبح کی نماز کے وقت حور بانو کے ہاں سے موتی محل میں آگیا۔

۲۴ شوال، ۹ ستمبر، منگل ، دہلی،

اعراف کا دن ؏ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے حساب کتاب کے بعد بعض لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور بعض دوزخ میں اور بعض اعراف میں بھیجے جائینگے اور اعراف ایسا مقام ہے کہ جہاں نظر ثانی ہوگی یعنی چھانٹ چھانٹ کر کچھ لوگ دوزخ میں جائینگے اور کچھ جنت میں جائینگے اس لئے آج کا دن اعراف کا دن ہے یعنی فوجی حفاظت کی وجہ سے جنت کی راحت بھی دور سے نظر آتی ہے اور عوام کی جہالت کے سبب دوزخ کا اندیشہ بھی دکھائی دیتا ہے

رات کی خبریں ؏ آج صبح معلوم ہوا کہ جنرل کری اپ کا اندر رات کو ساڑھے بارہ بجے مجھ سے ملنے آئے تھے اور انھوں نے ساری بستی کا دورہ بھی کیا تھا اور سب کو تسلی دی تھی غالباً مسٹر پٹیل نے ان کو بھیجا تھا جب ان سے کہا گیا میں بیماری کی وجہ سے بستی کے اندر ہوں تو وہ حاجی پیر ضامن نظامی اور سید ابن عربی وغیرہ سے بات چیت کر کے اور ہدایتیں دے کر چلے گئے اور انہوں نے کہا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی خلاف امن حرکت نہ کرے ورنہ گولی ماردی جائیگی اور ہوائی جہاز سے بمباری کی جائیگی اس کے بعد ایک اور بڑے افسر رات کے دو بجے آئے تھے اور وہ مجھ سے میرے مکان پر آئے اور مجھے پوچھا اور اس کے بعد موقعہ دیکھا اور انتظام کو دیکھ کر واپس چلے گئے رات کے چار بجے جامعہ ملیہ اوکھلا سے ٹیلیفون آیا تھا کہ یہاں کچھ بلوائی جمع ہو گئے ہیں فوراً ان کی امداد کے لئے فوجی لاریاں چلی گئیں اور وہاں کا انتظام درست ہوگیا۔

حیدر آباد کا ٹیلیفون ؏ آج صبح گیارہ بجے حیدر آباد سے ٹیلیفون آیا تھا سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی نے بات کی تھی انہوں نے کہا حسین اور علی صبح سے بیٹھے بیٹھے ابھی گئے ہیں اس وقت تک ٹیلیفون نہیں ملا تھا۔ وہ سب اور خواجہ بانو بہت زیادہ پریشان ہیں اور انہوں نے ہوائی جہاز کا خرچہ یہاں داخل کردیا ہے آپ سب یعنی آپ اور سید ابن عربی اور ان کے بیوی بچے اور حور بانو فوراً ہوائی جہاز میں حیدر آباد آجائیں میں نے کہا اب یہاں امن ہوگیا ہے اندیشے کی بات نہیں ہے اس کے علاوہ ہوائی جہاز کے اڈے تک پہنچنا آسان نہیں ہے اور میں اور سید ابن عربی ایسی حالت میں درگاہ کو اور بستی والوں کو چھوڑ کر جانا مناسب نہیں سمجھتے تاہم بچوں سے کہدو کہ وہ مطمئن رہیں اب یہاں خطرے بہت کم ہو گئے ہیں

بھوک کا غلبہ ؏ چونکہ راستے بند ہیں اس واسطے راشن کی دکانوں پر غلہ نہیں آیا ہے اور ہزاروں

آدمی کئی دن سے بھوکے ہیں۔ میں بھی اسی حال میں ہوں اور میرے گھر والے بھی اسی حال میں ہیں کچھ تھوڑا بہت جو کا آٹا دال چاول موجود ہیں۔ اسی کو پکا پکا کر آدھا پیٹ کھاتے ہیں۔ سب سے زیادہ تکلیف پانوں کی ہے۔ ساری بستی میں کئی دن سے کسی نے پان نہیں کھایا۔

امن قایم ہونیکی صورت خدا خدا کرکے پیدا ہوئی تو یہ ان پڑھ پناہ گزین قاعدے سے باہر ہوئے جاتے ہیں یعنی اپنے مویشیوں کو چرانے کے لئے آج کچھ آدمی باہر نکل گئے تھے فوج نے گولی چلادی اور ایک آدمی زخمی ہوا۔ سید ابن عربی اور حاجی ظہیر احمد اور حاجی محمد ضامن وغیرہ نے ان کو بہت سخت تنبیہ کی کہ خبردار آئندہ ایک آدمی بھی باہر نہ نکلے۔

حاجی پیر ضامن نظامی آج دن بھر میواتیوں کی خوراک اور بستی کے راشن کے انتظام کے لئے باہر آتے جاتے رہے اور ان کی کوششوں سے میواتیوں کے لئے اور بستی کے لئے راشن آنے کی امید پیدا ہو گئی ہے لیکن میرا راشن کارڈ جنگ پورے کی دوکان کا ہے اور وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں آبادیاں فوجی حراست میں ہیں۔ ممکن ہے بستی کی دوکان سے میرے کارڈ کا سامان مل جائے۔

پیسے کی کمی میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے عرس میں خرچ کر دیا خرچ کر دیا اور اب آٹھ دن سے ڈاک بند ہے، بنک بند ہیں اور میرے پاس خرچ کے لئے کچھ باقی نہیں رہا مگر مجھے اس سے بجائے گھبراہٹ کے لطف آرہا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر تنگی کے بعد آسانی لگی رہتی ہے۔

شیخ الحدیث کی تشریف آوری آج کل میرے

استادزادے حضرت مولانا حافظ محمد ذکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپور مجھ سے ملنے آئے تھے یہ مولانا محمد الیاس صاحب مرحوم کے برادرزادے اور مولانا الیاس صاحب کے فرزند مولانا محمد یوسف صاحب کے خسر ہیں آج وہ پناہ گزین میواتیوں کی خوراک کی نسبت بات چیت کرنے آئے تھے کہ وہ تین چار دن سے فاقہ سے ہیں۔ ان کا راشن نہیں آیا ہے میں نے کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔

نہروجی کی تقریر آج رات کو ساڑھے آٹھ بجے پنڈت جواہر لال نہرو نے انگریزی اور اردو میں بہت موثر اور مخلصانہ تقریریں کی تھیں۔ انگریزی تقریر سیاسی تھی اور اردو تقریر جذباتی تھی۔ خلاصہ ان دونوں کا یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو قتل و خون ریزی سے روکنے کی تاکید کی گئی تھی اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ جن فوج والوں اور پولیس والوں نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی اور اپنے سامنے عورتوں اور بچوں اور مردوں کو قتل ہوتے دیا۔ ان کو سزائیں دی جائیں گی اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھ سے یہ انتظام نہ ہو سکا تو میں یہ عہدہ چھوڑ دونگا۔ یہ تقریر سننے کے لئے موتی محل میں ایک بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا ہر شخص نے اس تقریر کی تعریف کی۔

قیامت کا صور نہروجی کی بچی ہمدردانہ تقریر سننے کے بعد سب لوگ مطمئن ہوکر خوشی خوشی موتی محل سے نیچے اترے تو یکایک قیامت کے صور کی آواز آئی۔ یعنی لوگ بھاگے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا کہ نعروں کی آوازیں آرہی ہیں۔ اور ٹارچ کی روشنیاں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔ بلوائیوں کی بہت بڑی تعداد بستی پر حملہ کرنے آرہی ہے۔ میں نے فوراً لوگوں کو بھیجا کہ ٹھیک خبر لے کر آئیں۔ مستری محمد احمد بندوقیں لے کر میری حفاظت کے لئے آگئے۔

حافظ عبدالعزیز صاحب اور عابدی صاحب اور سید صادق عربی موتی محل کی چھت پر گئے اور انہوں نے کہا اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کبھی کبھی ٹارچ کی روشنیاں نظر آتی ہیں۔ میں نے فوراً مورچوں پر اطلاع بھجوائی کہ چونکہ فوج کے پکٹ بستی کے چاروں طرف موجود ہیں اس واسطے بستی والے مورچوں میں خاموش بیٹھے رہیں۔ اگر وہ فائر کریں گے تو فوج پر زد پڑے گی۔ اور فوج بستی والوں پر فائرنگ شروع کردے گی۔ اس واسطے بستی والے بالکل صبر سے بیٹھے رہیں۔ اگر دشمن فوج کو مغلوب کرکے آگے بڑھیں اس وقت ان کو روکا جائے۔

رات کے بارہ بجے تک بہت تشویش رہی۔ اور کوئی ٹھیک خبر معلوم نہیں ہو سکی۔ میں نے مستری محمد احمد وغیرہ سے کہدیا کہ مورچوں پر جائیں۔ میری فکر نہ کریں۔ بہت کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ بجلی چمک رہی تھی ۱۲ بجے خبر آئی کہ ایک بہت بڑی تعداد بستی کی طرف بڑھتی ہوئی آرہی ہے میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ تو ہی [illegible] بچا لو [illegible] مار کر۔ یہ لفظ منھ سے نکلے تھے کہ یکایک [illegible] تیز بارش کا طوفان آیا۔ اور بارش شروع ہوتے ہی بلوائیوں کا ہجوم واپس بھاگنے لگا اور تھوڑی دیر میں سب بلوائی بھاگ گئے لیکن مورچوں کے مسلمان بھی بارش کی وجہ سے بہت تکلیف میں رہے تاہم انھوں نے مورچوں کو نہیں چھوڑا

اور صبح تک اسی بارش میں اپنے اپنے ہتھیار لئے ہوئے اپنی جگہوں پر قائم رہے۔

میں نے آج لکھا تھا کہ یہ اعراف کا دن ہے مگر رات کے واقعات نے اس تاریخ کو بھی قیامت کی رات بنا دیا مسلمان آٹھ رات سے برابر جاگ رہے ہیں وہ بھوکے ہیں دن کو بھی جھوٹی افواہوں کے سبب سونا میسّر نہیں آتا اور رات بھر موچوں میں جاگنا پڑتا ہے میں آج رات بھر نہیں سویا اس کی وجہ ایک تو تشویش تھی دوسری وجہ یہ تھی کہ مجھے آج شام سے ملیریا بخار ہو گیا ہے اور وہ وقت یاد آیا کہ جب بخار چڑھتا تھا تو خواجہ بانو اور سب بچے مجھ کو لحاف اڑھاتے تھے اور خدمت کرتے تھے اب میں ایک معمولی کمبل اوڑھے ہوئے سردی سے کانپتا رہا اور صبح تک جاگتا رہا۔

۲۴ شوال ۱۰ ستمبر بدھ دہلی

غلط ہراس حیدرآباد سے آنے کے بعد دہلی کی کشمکش بڑھی اس وقت سے آج تک میں نے اچھی طرح غور کرنے کے بعد یہ سمجھا ہے کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا ہے جتنا غلط افواہوں اور غلط بیانیوں سے نقصان ہوا ہے مسلمان قوم کے دو حصے ہیں ایک شیعہ دوسرے سنی شیعہ فرقہ مصائب کربلا بیان کرتے وقت اتنا زیادہ مبالغہ کرتا ہے کہ سنتے سنتے ساری شیعہ جماعت کے بول چال مبالغے کے اندر چھپ گئی ہے اور کسی شیعہ مرد عورت کی کوئی بات مبالغے سے خالی نہیں ہوتی اور سنی بھی شاعری کا ذوق بہت زیادہ رکھتے ہیں اور وہ بھی زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور مبالغہ کرنے میں شیعوں سے بڑھے چڑھے دکھائی دیتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں ہر چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلے پڑھے اور ان پڑھ مسلمان کا تجربہ کیا ہے اور مجھے ہزاروں میں بمشکل دو آدمی ایسے ملے ہوں گے جن کی باتیں مبالغہ سے آزاد و پاک ہوں میں بھی پہلے کتابوں کی تصنیف میں اور مضامین نویسی کے وقت مبالغہ کرتا تھا مگر اب میں واقعات نویسی میں بہت احتیاط سے کام لیتا ہوں اور یہ احتیاط قرآن شریف کے ترجموں سے میرے اندر پیدا ہوئی ہے کیونکہ جب میں نے قرآن شریف کے ترجمے کئے تو قرآنی الفاظ کا لفظی اور صحیح ترجمہ کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی۔ اس کی برکت سے میں دوسری تحریروں میں بھی احتیاط کرنے لگا

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کل شیعہ سنی، مقلد غیر مقلد پڑھے لکھے اور ان پڑھ سب کے سب جس سے جو بات سنتے ہیں فوراً یقین کر لیتے ہیں کوئی شخص یہ نہیں سوچتا کہ جو روایت اور جو خبر میں نے سنی ہے وہ ٹھیک بھی ہے اور قرین قیاس بھی ہے یا نہیں۔ میری بستی میں آٹھ دس دن سے اتنی جھوٹی افواہیں مشہور ہو رہی ہیں اور اتنی جلدی ان افواہوں سے لوگ گھبراتے ہیں کہ مجھے اب یہ شبہ ہونے لگا ہے کہ یہ افواہیں دل توڑنے کے لئے دشمن مشہور کراتے ہیں لڑائی کے زمانے میں انگریزوں کی حالت بہت خراب تھی لیکن ہر انگریز مطمئن نظر آتا تھا اور سب یہی کہتے تھے کہ آخرکار فتح ہماری ہوگی اور یقین کی اس قوت نے ان کو فتحیاب کر دیا۔

میں بہار کے قتل عام کے بعد سے برابر لکھتا رہتا ہوں کہ کسی مسلمان کو اپنی جگہ چھوڑ کر باہر جانا نہیں چاہئے اور آج کل دس بارہ ہزار آدمی میری بستی میں آ گئے ہیں میں نے اپنی حیثیت کے موافق ان کی مدد تو کی ہے لیکن میں ان کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ سب اپنے گھروں میں جائیں پاکستان میں ہرگز نہ جائیں کل سے فوجی حفاظت کے سبب ہر طرح کا اطمینان ہو گیا ہے مگر غلط افواہوں نے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ بستی کے لیڈروں کے دل بھی بے اطمینان ہو گئے ہیں۔

مہرولی کی لڑائی خبر آئی ہے کہ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کی آبادی مہرولی پر پچاس ہزار بلوائیوں نے حملہ کیا تھا پانچ سو مسلمانوں نے مقابلہ کیا سات سو بلوائی مارے گئے پچیس مسلمان شہید ہوئے۔

تغلق آباد کے مسلمان سلطان محمد تغلق کی اولاد قلعہ تغلق آباد میں آباد ہے وہ سب بڑے جنگجو بہادر مسلمان ہیں مگر ان کے چاروں طرف گوجر آباد ہیں مجبور ہو کر وہ بھی سب کے سب میرے ہاں آ گئے ہیں تقریباً پانچسو آدمی ہیں میں نے اپنے لئے پرانے مکانات ان سب کو دے دیئے

گشت آج صبح حاجی میر ضامن نظامی صاحب کے ساتھ ان کی موٹر میں پنڈت جواہر لعل نہرو سے ملنے گیا تھا وہ مکان پر نہیں تھے معلوم ہوا دفتر میں ہیں۔ دفتر میں گیا تو معلوم ہوا وائسرائے کے پاس ہیں میں سیدھا وائسرائے ہاؤس میں چلا گیا وہاں دو گھنٹے تک ٹھیرا رہا مگر پنڈت جی وائسرائے سے تخلیہ میں باتیں کر رہے تھے ملاقات نہ ہو سکی مجبوراً واپس چلا آیا اور ایک خط وائسرائے کے آفس میں چھوڑ دیا اور دوسرا خط پنڈت جی کے آفس میں دیدیا کہ ان دونوں کو میرے آنے کا مقصد معلوم ہو جائے کہ ان دونوں خطوں میں درگاہ اور اس کے متعلقین کی

حفاظت کی درخواست تھی اس کے بعد
امریکہ کے سفیر صاحب کے ہاں گیا
اور وہاں بھی اپنے حالات ظاہر کیے پھر
پاکستان کے ہائی کمشنر صاحب کے دفتر میں گیا پھر
پرانا قلعہ پناہ گاہ دیکھنے گیا وہاں مسلمانوں کو
بہت تکلیف کی حالت میں پایا ہزارہا عورت
مرد جمع تھے اور پانی کا صرف ایک نل تھا
جس کے سامنے دو سو گز لمبی پانی پینے والوں
کی قطار کھڑی تھی وہاں قاضی فیروز الدین
صاحب پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ قطب
صاحب رحم سے بھی ملاقات ہوئی اور انہوں نے
مہرولی کی لڑائی کے حالات سنائے خان
بہادر محمد سلیمان چیف انجینئر وغیرہ نامور
مسلمانوں کو بھی دیکھا ۔ بعض مسلمانوں نے مجھے
گالیاں بھی دیں کہ تم نے گائے کی قربانی
کے خلاف لکھا تھا آج دیکھو کہ ان ہندوؤں
نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا میں نے
کہا جو کچھ لکھا تھا تمہارے بچاؤ کے لیے لکھا
تھا خدا تم کو عقل دے

تیسرے پہر گھر میں واپس آیا ۔ پودینہ کی
چٹنی سے دو روٹیاں کھائیں اور پانی پی کر
خدا کا شکرانہ ادا کیا پان میسر نہیں ہیں ۔
کھانے کے بعد چھالیہ اور تمباکو منہ میں ڈال
لیتا ہوں ۔

آج کی رات بھی بہت تشویش اور پریشانی
میں بسر ہوئی دل کے دورے جاری ہیں ۔
پیشاب بھی گھڑی گھڑی آتا ہے کمزوری اتنی
بڑھ گئی ہے کہ دو قدم چلنا دوبھر معلوم ہوتا
فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں سنتیں
اور نفل بیٹھ کر پڑھتا ہوں میرے ہاں اور
عربی کے ہاں کھانا پکانے والی جتنی عورتیں تھیں
وہ سب پناہ گاہ میں چلی گئیں اور اب سید ابن عربی
کی لڑکیاں میرے لیے روٹیاں پکاتی ہیں اور چار
رفیقوں کے لیے یہ انتظام کیا ہے کہ وہ چاروں مل جل کر
خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکا لیتے ہیں پاک دل محمد حسن
دینی نظامی لاہور والے اور نذیر صاحب مظفر نگر
والے اور حافظ عبد العزیز صاحب پنجاب والے اور
عابدی صاحب حیدر آباد والے میری رفاقت میں
ہیں اور چاروں میرے ساتھ بھوک اور پیاس کی
تکلیف اٹھا رہے ہیں ۔

۲۵ شوال ۱۱ ستمبر جمعرات ۔ دہلی

دل توڑنے کی شرارت آج سے فوج کا
پہرہ مقرر ہوا ہے ۔ فوج رات دن درگاہ
اور بستی کے چاروں طرف ہر وقت گشت لگاتی
رہتی ہے لیکن لوگوں کو اطمینان نہیں ہے
روزانہ بستی سے نکل نکل کر پرانے قلعہ کی
پناہ گاہ میں جا رہے ہیں بستی کے حلال خور
سب کے سب بھاگ کر جنگ پورے چلے گئے
ہیں حالانکہ میں اچھوت سدھار تحریک کی وجہ
سے ان سب کی غیر معمولی مدد کرتا رہتا ہوں کہا جاتا
ہے جنگ پورے کے ہندوؤں اور سکھوں
نے ان کو ڈرا دھمکا کر بلا لیا ہے
اور آٹھ دن سے بستی کی صفائی نہیں
ہوئی سب لوگ اپنے پاخانے خود صاف کرتے
ہیں میں بھی یہ کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں

آج پونے چار بجے غل و شور کی آواز آئی
سید صادق عربی دوڑے ہوئے آئے اور
انہوں نے کہا کہ پولیس اور فوج آئی ہے
وہ کہتے ہیں کہ نظام الدین اسٹیشن پر
اسپیشل ٹرین تیار ہے تم سب لوگ
فوراً یہاں سے چلے جاؤ ورنہ آج شام
کو فوج اور پولیس کا انتظام اٹھا لیا جائے گا
مجھ [illegible] ہو رہا تھا
اسی حالت میں [illegible] نیچے اترا دیکھنے [illegible]
تا صحن مسلمانوں سے بھرا ہوا ہے اور ہتھیار بند
فوج اور پولیس کے آدمی کھڑے ہیں انہوں نے مجھ کو بھی نادر
شاہی حکم سنایا میں نے کہا یہ کس کا حکم ہے جواب دیا
مجسٹریٹ کا میں نے کہا وہ کہاں ہیں جواب دیا
نظام الدین اسٹیشن پر چار بجے اسپیشل جائے
گی آپ فوراً چلے جائیں میں نے کہا میں
ہرگز نہیں جاؤں گا ورنہ بستی والے
جائیں گے پولیس نے نہایت سخت لہجہ
میں کہا ۔ اگر بستی کو لوٹ لیا جائے اور آگ
لگا دی جائے تو ہم ذمہ دار نہیں ہیں ہم نے
آپ کو آگاہ کر دیا میں نے کہا ہم سب خدا
کی حفاظت میں ہیں اور ہمارا بھروسہ خدا
پر ہے آپ کا انتظام رہے یا نہ رہے خدا
ہماری حفاظت کرے گا یہ سن کر وہ سب لوگ
بستی میں چلے گئے اور انہوں نے گلی گلی
پھر کر یہی اعلان کیا

میں نے مسلمانوں کے ہجوم سے کہا تم
گھبراؤ نہیں بیٹھ جاؤ میں ابھی پٹیل صاحب کو
ٹیلیفون کرتا ہوں اگرچہ میں جانتا تھا کہ
ٹیلیفون خراب ہے اور بات نہ ہو سکے گی
تاہم عوام کے اطمینان کے لیے میں نے پٹیل
صاحب کو ٹیلیفون کیا ۔ خدا کی شان کے
قربان ٹیلیفون فوراً مل گیا پٹیل صاحب
کے آدمی نے بات کی اور کہا کہ آپ لوگ
بستی نہ چھوڑیے جو انتظام آپ کی حفاظت کے
لیے کیا گیا ہے وہ قائم رہے گا ۔

اس غل شور کی وجہ سے میرا دل کا دورہ
حد سے بڑھا اور قریب تھا کہ میرا خاتمہ ہو جاتا
یکایک سید ذکی حسن نے حالت کو پہچانا
اور سید ابن عربی سے کہا کہ وہ میرے لیے
دل کے دورے کی دوا لائے دوا پیتے ہی میری
ہمت بندھ گئی اور میں فوراً بستی میں گیا تاکہ

بستی والوں کو سنبھالوں اور بھاگنے سے روکوں گلیوں میں عورتوں اور بچوں کو سروں پر اسباب رکھے بھاگتا دیکھا ہر ایک سے کہتا تھا مت بھاگو انتظام قائم رہے گا اور کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پولس نے تم کو ڈرانے کے لئے اعلان کیا ہے تاکہ تمہارے گھروں پر دشمن قبضہ کرلیں۔ اور تمہاری درگاہ پر بھی ان کا قبضہ ہوجائے گا۔ مگر میرے کہنے کا کسی پر اثر نہیں ہوا۔ اور لوگ برابر بھاگتے رہے تب میں اپنی لڑکی حور بانو کے پاس گیا دیکھا وہ بھی بہت پریشان ہے۔ میں نے اس کو ان سب گھر کی عورتوں کو ساری حقیقت سمجھائی اور تسلی دی کہ پٹیل صاحب نے جو انتظام کیا ہے وہ قائم رہے گا۔ پھر بھی ساری رات ہل چل جاری رہی اور آدھی بستی خالی ہوگئی

۲۶ شوال، ۱۲ ستمبر، جمعہ، دہلی

یاس و ہراس) رات خدا کے فضل سے اچھی گذری مگر مسلمانوں کی یاس و ہراس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ دہلی سے بھی وحشتناک خبریں آرہی ہیں اور ہزارہا مسلمان بھاگ رہے ہیں اور اطراف کے دیہات سے بھی مسلمان قافلے آرہے ہیں میری بیماری بھی رفاقت کررہی ہے۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی۔ ساری مسجد بھر گئی تھی اور مسجد کے باہر تک صفیں تھیں۔ نماز کے بعد مولانا احمد میاں صاحب نے صبر برداشت کی تلقین کی اور سب نے ملکر دعائیں مانگیں۔

۲۷ شوال ۱۳ ستمبر شنبہ دہلی

آج کا حال) خبر آئی کہ آج پرانے قلعہ میں گیارہ ہزار مسلمان پناہ گزین ہوئی حالت میں آئے تھے اور احرار کمیٹی نے کھانا بھی بھجوایا تھا مگر مسلمانوں نے وہ کھانا واپس کردیا۔ دن بھر جوق جوق مصیبت زدہ لوگ ملنے آتے رہے مگر میں ناداری کے سبب ہر شخص کی مصیبتیں سننے کے بعد شرماتا کہ ان کی مالی مدد نہ کرسکتا تھا۔

قرضہ لیا) آج حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ میری خبرگیری کیلئے اپنے چھوٹے بھائی اور دوستوں کے ساتھ آئے تھے اور میں نے ان سے کچھ قرضہ لیا تھا۔ خدا کے فضل سے بستی میں امن ہے لیکن بستی والوں کی گھبراہٹ بڑھتی جاتی ہے ہر شخص کے چہرے پر ایسی پریشانی نظر آتی ہے جیسی پریشانی میں نے ایک دفعہ ایک پھانسی پانے والے قیدی کے چہرے پر دیکھی تھی۔ اعلیٰ ادنیٰ، امیر غریب، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ سب ہی کے چہرے اترے ہوئے ہیں صبح سے شام تک تسلی کی باتیں سمجھاتے سمجھاتے تھک جاتا ہوں مگر کسی کو اطمینان نہیں کرسکتا۔

۲۸ شوال ۱۴ ستمبر اتوار دہلی

دہلی کے مہمان) واحدی صاحب کی لڑکیاں بھی میرے ہاں آگئی ہیں۔ اور غزالی خاں کے بیوی بچے بھی آگئے ہیں۔ اور راشد حسین صاحب اور ان کی والدہ اور بیوی کی خالہ اور ماموں بھی آگئے ہیں یہ سب حسین خانے میں ٹھیرے ہیں

خوف و رجا) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان خوف اور امید کے بیچ میں رہتا ہے مگر میرا اندازہ یہ ہے کہ آج کل صرف خوف ہی خوف باقی رہ گیا ہے ایمان اور امید اکثر مسلمانوں سے جدا ہوگئے ہیں کیونکہ ہر شخص خوفناک افواہوں کو جو اکثر غلط ہوتی ہیں، جلدی مان لیتا ہے اور گھبرا جاتا ہے اور جب میں امید یقین اور ایمان کی باتیں سمجھاتا ہوں تو کوئی کان دھر کر نہیں سنتا۔ میں کہتا ہوں، میرا ایمان میرا اعتقاد اور عقل کا بیان ہے عقیدہ یہ سکھاتا ہے کہ جس درگاہ میں ہم سب رہیں وہ سات سو برس سے امن کا مقام ہے اور ہر مصیبت کے زمانے میں لوگوں کو یہاں امن ملتا رہا ہے اور عقل یہ سکھاتی ہے کہ جتنے آدمی موت سے ڈر کر بھاگتے ہیں ان میں سے ننانوے فیصدی ایسے ہیں جو بغیر کسی حادثے کے محض سنی سنائی خبروں سے جن میں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں گھر بار چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں ورنہ اگر وہ اعتقاد اور عقل سے کام لیتے تو یہ گھبراہٹ ان میں نہ ہوتی۔

تین تار) آج میں نے مہاتما گاندھی اور مسٹر جناح اور نواب صاحب رامپور کو تین تار بھیجے ہیں۔ ان تاروں میں بیس روپے خرچ ہوئے

مقبرہ ہمایوں) پرانا قلعہ چونکہ پناہ گزینوں سے بھر گیا ہے۔ اس واسطے ہمایوں کا مقبرہ اور عرب سرائے دو پناہ خانے اور بنائے ہوئے ہیں وہاں بھی ہزاروں مسلمان جوق جوق آرہے ہیں۔ میری بہتی اور میرے خاندان کے کئی گھرانے بھی ان پناہ خانوں میں چلے گئے ہیں۔

سید ابن عربی کے بچے میرے کھانے کا بہت اچھا انتظام کرتے ہیں۔ لیکن بازار میں گوشت ملتا ہے نہ سبزی ملتی ہے مجبوراً چٹنی روٹی پر گذارہ ہے۔

۲۹ شوال، ۱۵ ستمبر، پیر، دہلی

حور بانو کا وعظ) روز خبریں مشہور ہوتی ہیں کہ خواجہ صاحب ہوائی جہاز میں حیدرآباد جانے والے ہیں۔ اور لوگ گھبرا گھبرا کر میرے پاس آتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں چنانچہ آج حور بانو بھی بستی سے میرے پاس آئیں اور کہا۔ میں نے سنا ہے آپ حیدرآباد جانے والے ہیں۔ کیا وہاں کوئی اور خدا ہے؟ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ بیٹی! تم نے اپنے باپ اور اپنے پیر کو اچھی طرح جانتی ہو۔ اور یہ بات بھی تم کو معلوم ہے کہ آج کل ہر شخص جھوٹی افواہیں مان لیتا ہے اور پچھی

باتیں نہیں مانتا۔ میں تو روز سب کے سامنے یہ کہتا رہتا ہوں کہ میں ایسی حالت میں اپنی جان بچانے کے لیئے کہیں نہیں جاؤں گا اور جب موت سامنے آجائے گی تو مرزا غریب کے سامنے جاکر دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہوا مروں گا تم لے جو کچھ سنا ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ البتہ میں نے نواب صاحب رامپور کو تار بھیجا ہے کہ میری بستی کے سب مسلمانوں کو رام پور میں پناہ دینے کا انتظام کر دیجئے۔ اور یہ تار ایک بڑے مجمع کے سامنے لکھوایا تھا۔ ممکن ہے اس سے غلط فہمی ہوئی ہو۔

نواب صاحب سے بات کی آج رات کو حاجی ضامن صاحب کے ٹیلیفون پر نواب صاحب رامپور سے بات کی تھی۔ نواب صاحب خود بولے تھے۔ میں نے ساری حقیقت بیان کی نواب صاحب نے بہت ہمدردی سے باتیں سننے کے بعد کہا۔ میں نے اپنی رعایا کو دہلی سے رامپور لانے کی اجازت سردار پٹیل سے لی تھی اور کسی کو رام پور میں پناہ دینے کا مجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔ ورنہ میں آپ سب کے لیئے رامپور میں انتظام کر دیتا۔

یہ جواب سننے کے بعد میری ہمت پست نہیں ہوئی اور خدا کی امداد کا بھروسہ بہت زیادہ بڑھ گیا اور میں نے اپنے نفس کو سمجھایا کہ اب تک کوئی بے امنی میری بستی میں پیش نہیں آئی ہے اور آیندہ بھی خدا نے چاہا ہم سب محفوظ رہیں گے اور اس کے بعد میں نے ساری رات اَلْمَهِيمِن۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِینُ کا وظیفہ پڑھا۔

۲۳ شوال ۱۶ ستمبر منگل، دہلی
واحدی صاحب کا محلہ کوچہ چیلان فیض بازار میں واحدی صاحب کا مکان ہے وہاں مولانا ابوالکلام صاحب کی ہدایت سے فوجی پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ اس واسطے آج واحدی صاحب نے اپنی لڑکیوں کو دہلی میں واپس بلایا۔ لیکن دہلی سے پناہ خانوں میں آنے والوں کا تانتا لگا ہوا ہے سو سو روپے دو دو سو روپے کرایہ لے کر موٹر ٹرک پناہ گاہوں میں دہلی سے آنے والوں کا سامان لائے ہیں دہلی دروازے سے پرانے قلعہ اور مقبرہ ہمایوں تک ساری سڑک عورتوں اور بچوں اور مردوں سے بھری ہوئی ہے ان کی پریشانی دیکھنے سے رونا آتا ہے

مستری بلاقی کا کلاں مسجد دہلی سے مستری بلاقی اور ان کے بھانجے عبدالحمید بھی یہاں آگئے ہیں عطاء الرحمٰن نظامی جوہری پہاڑ گنج سے آئے ہیں کہتے ہیں کہ ان کا لاکھوں روپیہ کا سامان لٹ گیا تن کے کپڑے پہنے ہوئے وہ بڑی مشکل سے ہمایوں کے مقبرے تک آئے سبزی منڈی بھی تباہ ہو گئی وہاں بھی لاکھوں کروڑوں روپیہ کی بربادی ہوئی خلیفہ خورشید محمد صاحب ملنے آئے تھے پرانے قلعے میں ٹھیرے ہیں سبزی منڈی قرول باغ پہاڑ گنج اور کلاں مسجد کے سوا اور کہیں لڑائی نہیں ہوئی پہاڑ گنج کے بندھانیوں نے اور سبزی منڈی والوں نے اور قرول باغ والوں نے بہت اچھا مقابلہ کیا لیکن بقیہ سب محلوں میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا پھر بھی خوف و ہراس کے سبب لاکھوں مسلمان گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ آئے تاہم اب بھی لاکھوں مسلمان شہر کے اندر ثابت قدمی سے موجود ہیں فیض بازار دریا گنج اور چاوڑی بازار میں روزانہ خونریزی ہوتی ہے اور لوٹ مار بھی ہوتی ہے چاندنی چوک کے مسلمانوں کی دوکانیں بھی بہت زیادہ لوٹی گئیں۔

یکم ذی قعدہ، ۱۷ ستمبر، بدھ، دہلی، بدھ والے مرید۔ آفرین ہے بدھ کی حاضری دینے والے مریدوں کو کہ وہ باوجود مصیبت عام کے دہلی سے بدھ کی حاضری دینے آئے مستری حبیب خان نظامی اور ان کے داماد اور لڑکے بھی آئے اور سید یامین نظامی صاحب آگئے۔ اور نواب میرزا نظامی بھی آگئے۔

سلے جا خوف کا اگرچہ میں نے ۸ ستمبر کو مسٹر پٹیل کے پاس جاکر فوج کی حفاظت کا انتظام کرا دیا تھا۔ اور فوج رات دن درگاہ کی اور بستی کی حفاظت کرتی ہے پھر بھی لوگوں پر خوف و ہراس چھایا ہوا ہے صبح سے شام تک جوق جوق مسلمان میرے پاس آتے ہیں میرے خاندان والے بھی آتے ہیں رات کو اور شام کو ریڈیو خبریں سننے کے لیئے اتنا زیادہ مجمع ہوتا ہے کہ موتی محل اندر اور باہر سے بھر جاتا ہے۔ مگر ہر شخص بے اطمینان اور مایوس اور ہراساں نظر آتا ہے بولتے بولتے سمجھاتے سمجھاتے تھک جاتا ہوں کسی پر کچھ اثر نہیں ہوتا البتہ پاک دل محمد حسین نظامی بڑے اطمینان سے منادی کا کام کرتے رہتے ہیں پچھلی رات سے درگاہ میں چلے جاتے ہیں دن بھر میرے پاس رہتے ہیں۔

۲ ذی قعدہ، ۱۸ ستمبر، جمعرات، دہلی، جھوٹی خبر کا آج دہلی کے انگریزی اور اردو اخباروں نے ایک جھوٹی خبر چھاپی ہے کہ درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء کے ایک بڑے آدمی کو حیدرآباد سے چار سو بندوقیں بھیجی ہیں اور رام پور اور بہاولپور سے بھی ان کے پاس ہتھیار

آ رہے ہیں۔

میں نے فوراً تردید بھیج دی اور سمجھ گیا کہ یہ خبر تلاشی کا پیش خیمہ ہے چونکہ مسٹر پٹیل نے مجھے فوجی امداد دی ہے اس لئے دشمنوں نے یہ خبر تصنیف کی ہے تاکہ مسٹر پٹیل کو میری طرف سے بدگمان کیا جائے۔

بہر حال سانچ کو آنچ نہیں اگر تلاشی ہوگی تو حکومت کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ اخبار کس قدر جھوٹے ہیں۔

استاد شمس الدین [جمعرات کے حاضر باش استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔ کہتے تھے ان کا گھر بھی لٹ گیا۔ وہ کسی اور کے مکان میں چلے گئے تھے۔ بعد میں گھر لوٹا گیا۔

مسلمانوں کی تباہی کی خبریں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لگاتار آتی رہتی ہیں اور میں اپنے قہار و جبار خدا سے لو لگا کر کہتا ہوں۔ اے رب ہم گنہگار ہیں ہم پر رحم کر اور اس عذاب سے جلدی نجات دے۔

۳ر ذی قعدہ ۱۹ر ستمبر، جمعہ، دہلی، تلاشی] آج صبح سے جمعہ کی نماز کے وقت تک مصیبت زدہ مسلمان جوق جوق میرے پاس آتے رہے مگر کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ آج کیا مصیبت آنے والی ہے میں حسب معمول درگاہ کی مسجد میں نماز پڑھنے گیا ساری مسجد بھر گئی تھی مجھے باہر روضے شریف کے پہلو میں جگہ ملی۔ نماز کے بعد حسب دستور سب مسلمانوں نے رو رو کر دعائیں مانگیں اور میں موتی محل میں آیا۔ یکایک فوجی لاریوں اور مشین گنوں کے آنے کی آواز آئی۔

لوگوں نے آکر مجھ سے کہا بہت سی فوجی لاریاں اور مشین گنیں آئی ہیں اور بستی اور درگاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے پھر خبر آئی کہ فوج کے سیکڑوں سپاہی اندر گھسے چلے آتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ سکھ اور ہندو فوجی افسر سب سے پہلے آپ کے مکان کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ سنتے سنتے سکھ اور ہندو فوجی افسر موتی محل میں آ گئے میں تسبیح ہاتھ میں لئے جانماز پر بیٹھا تھا۔ دو افسر بندوقیں لے کر سامنے کھڑے ہو گئے اور سپاہیوں نے موتی محل کے کمروں کی تلاشی لینی شروع کی۔

بہت سے سپاہی موتی محل کی چھت پر چڑھ گئے اور بہت سے زید منزل اور حسین خانے اور عربی منزل اور ایمان خانے میں گھس گئے۔ اور تلاشی شروع ہو گئی۔ زید منزل کے کمروں کو اندر سے کھودنا شروع کیا کیونکہ ان کو شبہ تھا کہ بندوقیں اندر دفن ہیں ساری بستی کے گھروں میں بیک وقت تلاشی ہو رہی تھی سید ابن عربی اور غزالی خان اور صادق عربی اور محمد حسین نظامی اور محمد یونس اور زبیر صاحب نے میرے مکانوں کی تلاشی میں فوج کو مدد دی (افسر بندوقیں اور کارتوس) ڈھونڈتے رہے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ ان کا برتاؤ زنانے مکان میں شریفانہ تھا ورنہ مجھے بہت اندیشہ تھا کہ عورتوں کی بے عزتی نہ ہو مگر افسر عورتوں کو اطمینان دلاتے تھے کہ ڈرو مت جب کوئی چیز خلاف قانون نہیں ملی تو وہ چلے گئے اور میں پولیس چوکی تک بڑے افسروں کے پاس گیا۔ واپس آیا تو دوبارہ تلاشی کے لئے وہ لوگ آئے اور بہت سختی سے دوبارہ تلاشی لی مغرب کے وقت تک ساری بستی کی تلاشی ختم ہوئی درگاہ کی تلاشی بھی ہوئی میرے حجروں کی بھی تلاشی ہوئی مگر کہیں سے کوئی ناجائز ہتھیار نہیں ملا مغرب کے بعد وہ لوگ گئے تو ساری بستی کے مرد عورت اپنا اسباب لے کر میرے گھر میں آ گئے حور بانو کے بیمار دیور کی چارپائی بھی لائی گئی ساری رات خوف و ہراس میں سب لوگ جاگتے رہے ایسی مصیبت کی رات تھی کہ ساری عمر یاد رہے گی مجھے بار بار دل کے دورے ہوتے رہے۔

۴ر ذی قعدہ ۲۰ر ستمبر، شنبہ، دہلی، کل کی تلاشی کی تفصیل] آج دن بھر کل کی تلاشی کی تفصیلات لوگوں نے سنائیں میری بڑی لڑکی حور بانو کے گھر میں تلاشی ہوئی تو حور بانو تسبیح ہاتھ میں لئے برقع اوڑھے کھڑی رہیں اور انہوں نے نہایت مردانگی سے سپاہیوں سے کہا تم مجھ فقیرنی کے گھر میں ہتھیار تلاش کرنے آئے ہو لو دیکھو میرا ہتھیار یہ تسبیح ہے۔

سپاہیوں نے ہنس کر کہا اماں گھبراؤ نہیں غصہ نہ کرو ہم کو حکم کی تعمیل کرنی ہے سید ذکی حسن نے میرے قدیمی مکان میں میری قلمی کتابوں

کی تلاشی دلوائی تو سپاہیوں نے کہا یہ کتابیں کس کی ہیں۔ جواب دیا میری ہیں۔ یہ جواب بڑی ہمت کا تھا کیونکہ ایسے نازک وقت میں میری چیز کو اپنی چیز کہنا مردانگی تھی تاکہ اگر کوئی گرفت ہو تو سید ذکی حسن پر بات آئے میں بچ جاؤں۔

سب سے زیادہ بہادری محمد یونس ملازم نے کی کہ میرے گھر کے چاروں طرف بندوق والے کھڑے تھے اور کسی کو اندر سے باہر اور باہر سے اندر آنے جانے کی اجازت نہ تھی مگر وہ میری حفاظت کے لئے اور گھر کی تلاشی کی دیکھ بھال کے لئے برابر اندر سے باہر اور باہر سے اندر آتا جاتا رہا سب کے چہرے پریشان تھے مگر یونس کا چہرہ بشاش تھا اور ہنس ہنس کہ فوجیوں کو مدد دے رہا تھا۔ آج بستی سے ہزاروں آدمی پناہ خانوں میں چلے گئے۔

۵ ذی قعدہ ۲۱ ستمبر اتوار دہلی

ہمدردوں کی آمد آج مولانا سید محمد صاحب مالک ہمدرد پریس اور رکنند صاحب خلف لالہ پیارے لال صاحب موٹر والے میری خیریت دریافت کرنے آئے تھے اور امن کے لئے مجھ سے پوسٹر لکھوانے کی خواہش کی تھی میں نے (۱۶) پوسٹر آیات قرآنی کے حوالوں سے لکھ دیئے۔

مسٹر عباسی انجنیر بھی ملنے آئے تھے اور پوچھا تھا کہ مدد کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ڈاک خانے سے ڈاک نہیں آتی اس کا بندوبست کرا دیجئے انہوں نے وعدہ کیا۔ حکیم ہمدرد صاحب بھی آئے تھے اور پان اور دال وغیرہ چیزیں لائے تھے۔ مستری حبیب خاں نظامی بھی آئے تھے۔ نیازی نظامی صاحب مالک رسالہ کامیاب وزنانہ دوا خانہ دہلی بھی آئے تھے اور مدد دینی چاہی تھی مگر میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ خدا کی طرف سے مدد آگئی ہے اب ضرورت نہیں رہی۔ اب تک میرے پاس کچھ نہ تھا جو کسی کو کچھ دے سکتا۔ اب غیبی مدد آئی اور میں حسب ضرورت ہر آنے والے کو بانٹ رہا ہوں۔ دہلی کے بعض مریدوں کو بھی امداد بھجوادی ہے۔ اور خاندان کے بعض نادار اصحاب کو بھی تھوڑا تھوڑا حصہ تقسیم کیا ہے۔ بارش اور بیماری نے مجھے عاجز کر دیا ہے اور بڑی مصیبت میں یہ دونوں مجھے ستا رہی ہیں۔

۶ ذی قعدہ ۲۲ ستمبر پیر دہلی

اماں کی نیاز آج میری والدہ کی سالانہ نیاز کا دن ہے مگر جب کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ بازار میں کچھ نہیں ملتا تو نیاز کیوں کردوں اس لئے آج اماں کی قبر پر گیا اور فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ اور قبر کو چوما تو چند آنسو بھی نذر کئے۔

اماں سے کہا تمہاری بہو حیدرآباد میں ہیں اور سب پوتے پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں بھی حیدرآباد میں ہیں۔ میں اکیلا یہاں پڑا ہوں۔ چاروں طرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ تم قبر میں آرام سے سوتی ہو اور تمہارا لاڈلا بیٹا جس کو مرتے دم تک اکیلا نہ چھوڑتی تھیں بے یار و مددگار روٹی اور پان سے محتاج یہاں سسک رہا ہے۔ آج تمہاری سالانہ نیاز بھی نہیں دلوا سکا۔ تم کہو گی میرا بیٹا مجھے بھول گیا۔ نہیں اماں میں تم کو نہیں بھولا۔ تم نے ۱۸۵۷ء کے غدر کے جتنے قصے مجھ کو سنائے تھے ان سے بہت زیادہ آج آنکھوں سے دیکھ لئے درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رح کے خدام اور درگاہ حضرت چراغ دہلی کے خدام عورتیں بچے اور بڑے سب کے سب مقبرہ ہمایون اور پرانے قلعہ میں پڑے ہیں۔ بارش رات دن ہو رہی ہے وہاں نہ سایہ ہے نہ پکی زمین ہے۔

دہلی کے مشائخ علماء امیر افسر سب ہی وہاں پڑے ہیں اور لاکھوں انسان ۱۸۵۷ء کے غدر سے زیادہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں

۷ ذی قعدہ ۲۳ ستمبر منگل دہلی

چالیس برس پہلے میں نے ۱۹۰۷ء میں ایک (ہندو) لالہ ہردیال کی ایک خفیہ اسکیم شائع کی تھی اور پمفلٹ کا نام ہردیال کی گھڑیال رکھا تھا۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے اس اسکیم کے موافق ہے جب وہ پمفلٹ شائع ہوا تو قوم پسند مسلمانوں نے مجھے گالیاں دیں میرے خلاف اخباروں میں مضامین شائع کئے کہ ہندو مسلمانوں

کو لڑا کر انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرتا
ہے۔ مگر آج ان میں سے اکثر زندہ
ہیں اور وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں
جو میں نے چالیس برس پہلے لکھدیا تھا
آج کل میرے گھر کے اندر راشد
حسین صاحب اور ان کی والدہ اور
خالہ ماموں اور بیوی اور غزالی خاں
کی بڑی بیوی اور لڑکے رہتے ہیں
اور باہر کے سب مکانات میرے
ملنے والوں اور تعلق والوں سے لبالب
بھرے ہوئے ہیں دیہات کے
مسلمانوں کی عورتیں چکیاں بھی لائیں
ہیں صبح کے وقت سینکڑوں چکیاں
یادگار میدان ارفات میں چلتی ہیں
آج مجھے کہیں سے کچھ گیہوں
میسر آگئے تھے میں نے ان چکی والوں
سے کہا ان کو پیس دو۔ سب نے
انکار کر دیا۔ میں نے آسمان کو دیکھا
کہ یا اللہ جن مسلمانوں کو پناہ دی ہے
ان کی یہ بے مروتی ہے کہ مجھ کو
بھوکا مرتا دیکھ رہے ہیں اور کچھ پروا
نہیں کرتے۔

۸ ذی قعدہ، ۲۴ ستمبر، بدھ، دہلی
قبروں کے اندر آرام ہے۔ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ ایک وقت ایسا
آئے گا کہ مسلمان قبروں کو دیکھ کر
کہیں گے کہ قبروں کے اندر والے
آرام سے ہیں کہ ان کو امن
اور سکون میسر ہے اور ہم اس سے
محروم ہیں۔ وہی حالت آج کل ہم
مسلمانوں کی ہے کہ دم گھوٹنے والی
مصیبت میں مبتلا ہیں اور کوئی
مسلمان نہیں جانتا کہ دو منٹ کے بعد کیا
پیش آنے والا ہے جان رہے گی یا موت
آجائے گی عزت رہے گی یا برباد
ہو جائے گی۔

دہلی قبرستان تھی۔ ۱۸۵۷ء کے
غدر کے بعد سے دلی بے رونق ہو گئی
تھی اور لوگ کہتے تھے اپنی حکومت کے
زمانے میں دہلی کی ایک شان تھی
اب تو وہ محض قبرستان ہے مگر آج
سچ مچ دہلی قبرستان بنی ہوئی ہے
چاروں طرف قتل عام ہے اور
بے گور و کفن لاشیں جگہ جگہ پڑی سڑ رہی
ہیں تاکہ مسلمانوں پر خوف و ہراس
اور دہشت غالب ہو۔ مگر جو ستاتا
ہے ستایا جاتا ہے جو رلاتا ہے
رلایا جاتا ہے۔ یہ زمانہ بھی ایک دن
قصہ کہانی بن جائے گا۔ اگر میں کچھ
دن اور زندہ رہا تو اس خونی
داستان کو اس طرح لکھوں گا کہ
گھر گھر پڑھیں گے اور آنسو بہائیں گے

۹ ذی قعدہ، ۲۵ ستمبر، جمعرات، دہلی
چراغ دہلی۔ حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء محبوب الٰہی کے خلیفہ اور جانشین
حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کا
مزار میرے مکان سے تین میل دور
ہے۔ شمال میں شاہ جہاں بادشاہ کی
دہلی ہے اور جنوب میں چراغ دہلی ہے
چار پانچ ہزار آدمیوں کی بستی ہے ایک
اونچی اور مضبوط فصیل بھی اس قصبہ کے
اطراف میں ہے سلطان فیروز
شاہ تغلق حضرت کا مرید تھا اور حضرت
کے مزار کے قریب سلطان بہلول لودھی
کی قبر بھی ہے۔ حضرت کے مزار پر گنبد
ہے اور چاروں طرف لبست دری ہے
مزار سنگ مرمر کا ہے اور مزار کے
چاروں طرف نواب خورشید جاہ بہادر
حیدرآبادی کا بنایا ہوا کٹہرا لگا ہوا
ہے اس مزار کے پائیں حضرت
چراغ دہلی کے بھانجے حضرت مخدوم
زین الدین کا گنبد ہے اور اس کی
برابر حضرت کے دوسرے بھانجے
حضرت مخدوم کمال الدین علامہ کا
مزار ہے اس کے چاروں طرف
سنگین جالیاں ہیں اور اس
مزار کے شرق میں بہادر شاہ بادشاہ
کے پہلے ولی عہد میراں شاہ دارا
بخت کی قبر ہے۔

چراغ دہلی کے قصبے میں مسلمان
تقریباً دو سو ہیں اور تین چار ہزار
جاٹ و برہمن ہیں درگاہ کے سجادہ نشین
اور پیرزادگان اور سب مسلمان
ہندوؤں کے خوف سے مقبرہ ہمایوں
کے کیمپ میں آگئے ہیں اور کچھ دہلی
میں چلے گئے ہیں آج خبر آئی کہ
حضرت چراغ دہلی کا مزار اور ان
کے بھانجوں کے مزارات مسمار کر دیئے
گئے ہیں اور درگاہ کی مسجد کا
سامان اور مزار کے غلاف وغیرہ
بھی لوٹ لئے گئے ہیں مجھے یہ سنکر
اتنا صدمہ ہوا کہ کئی گھنٹے دم بخود
سر پکڑے بیٹھا رہا۔

مسٹر گریفن۔ والسرائے کے
ریاستی سکرٹری مسٹر گریفن ملنے آئے
تھے حیدرآباد سے خواجہ بانو نے

ان کو تار بھیجا تھا کہ خواجہ صاحب کی خیریت معلوم نہ ہونے سے بہت فکر ہے آپ ذاتی تحقیق سے معلومات حاصل کر کے مجھے خبر دیجئے مسٹر گرتیغن وہ تار لے کر آئے اور کہا کہ مجھے فخر ہے کہ آپ کے انگریز دوستوں میں خواجہ بانو نے مجھ پر بھروسہ کیا اور تار دیا میں آپ کی ہر مدد کے لیئے تیار رہوں میں نے کہا آپ کا شکریہ ۔ میری خیریت کی اطلاع بھیجدیجئے اور کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے ۔

۱۰؍ ذی قعدہ ۲۶؍ ستمبر جمعہ دہلی

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب ستمبر کے شروع میں درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کی بستی مہرولی پر پچاس ہزار ہندوؤں اور سکھوں کا حملہ ہوا تھا اور مسلمان باشندوں نے بچاؤ کا مقابلہ بھی کیا تھا جس میں سات سو حملہ آور مارے گئے اور پچیس مسلمان شہید ہوئے تھے اب بستی مہرولی میں کوئی مسلمان باقی نہیں رہا ہے سب پرانے قلعہ اور مقبرے ہمایون کے پناہ خانوں میں آگئے ہیں ۔ مجھے نہایت فکر ہے کہ مزارات کی حفاظت کیونکر ہو سکے گی یہ مزار قطب مینار کے قریب واقع ہے ۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کو سات سو برس کا زمانہ گذرا حضرت خواجہ صاحب حضرت خواجہ صاحب اجمیری کے بڑے خلیفہ اور جانشین تھے یہاں حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کے فرزند اور جانشین حضرت مولانا فخر الدین کا مزار بھی ہے اور اس کے باہر اور اندر لاکھوں مزارات ہیں جو میلوں میں پھیلے ہوئے ہیں مجھے ان سب کی سلامتی کا بہت زیادہ فکر ہے ۔

انیس سو روپئے] حیدر آباد سے حسین نے انیس سو روپئے میرے اور میرے متعلقین کے ہوائی سفر کیلئے حیدر آباد کے ہوائی دفتر میں جمع کر دیئے تھے اس کی بموجب آج صبح سید صادق عربی اپنی بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ ہوائی جہاز میں حیدر آباد چلے گئے ۔ دوسرا جہاز کل صبح جائیگا اور اس میں سید ابن عربی اپنی بیوی شاہ بانو اور بقیہ بچوں کے ساتھ حیدر آباد جائیں گے ۔

مرزا حیرت کے بیٹے] مرزا حیرت دہلوی مرحوم کے ایک بیٹے ملنے آئے تھے ہمایوں کے مقبرے میں پناہ گزین ہیں

میر تجمل حسین] دہلی کے مشہور مصور میر تجمل حسین صاحب اپنے اہل عیال کے ساتھ میری بستی میں آگئے ہیں ۔ انھوں نے میری ایک قلمی تصویر بنائی تھی جو میرے گھر میں لگی ہوئی ہے اعلیٰ حضرت حضور نظام جب میرے گھر میں آئے اور اس تصویر کو دیکھا تو مصور کے کمالات کی تعریف فرمائی تھی ۔

میر تجمل حسین کے والد میر نذیر حسین صاحب نے یورپ تک شہرت حاصل کی تھی اور ملکہ وکٹوریہ نے ان کو لندن بھی بلایا تھا ۔

۱۱؍ ذی قعدہ ۲۷؍ ستمبر شنبہ دہلی

درگاہ حضرت بی بی نور] مقبرے صفدر جنگ سے ملا ہوا ہوائی اڈہ ہے اور یہاں سے قطب مینار پانچ میل دور ہے یہاں سے جاتے ہوئے جب قطب مینار ایک میل رہ جاتا ہے تو لب سڑک غرب کی طرف دو درگاہیں ہیں ایک درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی والدہ کی ہے جس کو درگاہ بی بی نور کہتے ہیں یہاں دو مزار ایک کٹہرے میں ہیں ایک حضرت کی والدہ کا اور ایک حضرت کی بہن بی بی زینب عرف بی بی جنت کا اور مزار کے غرب میں پرانے زمانے کا چھوٹا سا گنبد ہے ۔ اس گنبد کی پشت پر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی دو صاحبزادیوں کے مزارات ہیں ایک بی بی حور اور ایک بی بی نور ۔

اس درگاہ کے شمال میں دوسری درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی ہے جو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے بھائی تھے اور ان کے مزار کے پائیں حضرت بی بی فاطمہ کا مزار ہے جو حضرت شکر گنج کی بیٹی تھیں اور میں ان کی اولاد سے ہوں

میں نے چار ہزار روپے کے خرچ سے یہاں ایک مکان بھی بنوایا ہے اور یہ سب مزارات بھی بنوائے ہیں مجھے ان کی سلامتی کا بھی بہت زیادہ خطرہ ہے

ملنسار نظامی میرے بزرگ منشی غلام نظام الدین صاحب مرحوم کے فرزند حکیم محمد دین ملنسار نظامی کے بڑے لڑکے شمس الدین بی اے اپنی بیوی اور والدہ وغیرہ خواتین کے ساتھ میرے ہاں آ گئے ہیں۔ میں نے جی منزل میں ٹھیرایا ہے۔ ان کے والد خاکسار صاحب کی جو تصویر میر نذیر حسین صاحب مصور دہلوی نے بنائی تھی اور جو کمالات مصوری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور جس کو دیکھنے کے لیے میں ہر سال عید کے دن ملنسار نظامی کے گھر میں جایا کرتا تھا آج ملنسار وہ تصویر بھی مجھے دے گئے۔ اور میں اس انقلاب کے صدمے سے بہت دیر اکیلے میں بیٹھ کر روتا رہا۔ کاش یہ سب میرے مرنے کے بعد ہوتا اور میں اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی یہ مصیبت نہ دیکھتا۔

۱۲ ذی قعدہ ۲۸ ستمبر اتوار دہلی حیدرآباد کا سفر کل ۲۷ ستمبر اور پرسوں ۲۶ ستمبر کو سید ابن عربی کے بچے ہوائی جہاز میں حیدرآباد گئے تھے اور مستری احمد کے بچے بھی گئے تھے۔ آج سید ابن عربی حیدرآباد سے واپس آ گئے۔ اب پہلی اکتوبر کو مستری احمد کے بقیہ بچے حیدرآباد جائیں گے اور ۱۰ اکتوبر کو میں خود خواجہ بانو اور شاہ بانو کے بچوں کے ساتھ حیدرآباد جاؤں گا۔

میرے گھر کے مہمان میرے گھر کے اندر سید راشد حسین سر سید احمد خاں کے نواسے اور ان کی والدہ اور ان کی خالہ اور ان کی بیوی اور ان کے ماموں مہمان ہیں۔ اور غزالی خاں کے بیوی بچے بھی ہیں۔ سید ابن عربی کی بیوی شاہ بانو حیدرآباد چلی گئیں جو میرے کھانے کا انتظام کرتی تھی اس لیے آج میرا کھانا سید راشد حسین کی بیوی نے پکایا تھا اور میری لڑکی حور بانو نے بھی پالک کا ساگ پکا کر بھیجا تھا۔ پاک دل محمد حسین نظامی اور زبیر صاحب اور حافظ عبدالعزیز صاحب وغیرہ چار رفیق اپنا کھانا خود اپنے ہاتھ سے پکا لیتے ہیں۔

گھبراہٹ میرے ہاں درگاہ اور بستی میں بارہ ہزار پناہ گزیں تھے ان میں سے اکثر مقبرہ ہمایوں اور عرب سرائے اور پرانے قلعہ میں چلے گئے ہیں۔

سید راشد حسین کی والدہ میں دیکھتا ہوں کہ آج کل بڑے بڑے جوان مرد موت کے ڈر سے گھبرائے ہوئے ہیں اور پریشان ہیں۔ لیکن کمزور عورتوں کی پریشانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ خاص کر وہ عورتیں جن کے دل کمزور ہوں حد سے زیادہ پراگندہ خاطر ہیں۔ سید راشد حسین کی والدہ کا دل چوں کہ بہت کمزور ہے اس واسطے ان کی پریشانی حد سے بڑھی ہوئی ہے اور جب وہ میرے حیدرآباد جانے کا ذکر سنتی ہیں تو ان کی پریشانی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

۱۳ ذی قعدہ ۲۹ ستمبر پیر دہلی میر عنایت حسین صاحب درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کا مزار نئی دہلی میں ہے۔ آج وہاں کے سجادہ نشین میر عنایت حسین صاحب آئے تھے جن کی بیوی میری مریدنی ہیں اور کہتے تھے کہ ان کا گھر لوٹ لیا گیا اور وہ بڑی مصیبت سے آٹھ دن تک مختلف مقامات میں پناہ لیتے رہے اور جان بچائی۔ ان کے حالات سن کر مجھے بے حد صدمہ ہوا۔

برج حسن میرے مکان برج حسن میں میری بھاوج بڑی بیگم صاحبہ اپنے بچوں کے ساتھ ٹھیری ہوئی ہیں اور بقیہ سب مکانات میں دہلی کے ملنے والوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ جی منزل میں ملنسار نظامی کی عورتیں اور بچے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ سنہری مسجد کے امام صاحب اور ان کے داماد مولوی شبیر احمد صاحب وغیرہ ہمایوں کے مقبرے میں پناہ گزیں ہیں اور چراغ دہلی والے علاء الدین صاحب نصیری اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ مقبرے ہمایوں میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھی رات کو میرے ہاں آ جاتے ہیں۔ درگاہ قطب صاحب پیرزادہ حکیم حافظ ہلال صاحب بھی مقبرے ہمایوں میں ہیں

اور مجھ سے ملنے آتے رہتے ہیں

منعم (حلال خور) ہندوؤں نے صفائی کا پیشہ کرنے والوں کو اچھوت قرار دیا تھا۔ اور مسلمانوں نے ان کو حلال خور لقب دیا تھا کہ ان کی ہمت افزائی ہو۔ مگر ایک مہینے سے میری بستی کے حلال خور حرام خور بن کر بھاگ گئے ہیں۔ اور مجھ کو اور سب بستی والوں کو حلال خور بننے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ آج میں نے اپنے مکان حسین خانے کے صحن میں ایک بڑا گڑھا کھدوایا ہے۔ اور پاخانوں کی بالٹیاں اپنے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کر لایا اور گڑھے میں ڈالیں۔ ایک بالٹی ڈالتا تھا اور اس پر مٹی ڈال دیتا تھا پھر دوسری بالٹی ڈالتا تھا اور اس پر بھی مٹی ڈالتا تھا۔ پہلے پہلے تو بدبو سے گھبرایا متلی بھی ہوئی چکر بھی آئے مگر دوسرے دن عادت ہو گئی۔ اور سید بشیر الدین کرمانی نے جو معماری کا پیشہ کرتے ہیں اور جن کی عمر اسی برس کی ہے میرا ہاتھ بٹایا اور میں نے پانچ روپیہ روزانہ اس کام کے لئے ان کو دینے شروع کئے اور اس طرح میں پھر حرام خوری یعنی آرام طلبی کی مسند پر آن بیٹھا۔

۱۴ ذی قعدہ ۳۰ ستمبر منگل دہلی

(درگاہ کے درویش) پشاور والے آغا محمد سلطانی نظامی تیس برس سے درگاہ میں رہتے ہیں اور اذان دیتے ساری رات عبادت کرتے ہیں اور بیدار رہتے ہیں دوسرے درویش خیراتی شاہ نظامی میرے مسافر خانے میں رہتے ہیں۔ بیمار ہیں ان کا کھانا دونو وقت مسافر خانہ میں میرے ہاں سے جاتا ہے۔ اور میں نے ان کی دوا کا بھی انتظام کیا ہے۔

(سفر کی تیاری) چونکہ ۱۷ اکتوبر کو حیدر آباد جانے کا ارادہ ہو گیا ہے اس لئے آج میں نے کاغذات اور کتابیں اور گھر کا سامان محفوظ مقامات میں رکھوایا اور اپنی لڑکی حور بانو سے کہا جو انتظام ایک انسان کر سکتا ہے وہ میں نے کر دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے میری درگاہ اور میری بستی کی حفاظت کا جو انتظام کرایا ہے وہ بہت ٹھیک انتظام ہے اور اب میں اگر اپنے جسم کی حفاظت کے لئے اور اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لئے حیدر آباد جاؤں تو اپنی درگاہ اور اپنی بستی اور اپنے خاندان کا گنہگار اور غدار قرار ہونے والا نہیں سمجھا جاؤں گا۔ تم بھی اپنے شوہر اور دیور کے بچوں کے ساتھ حیدر آباد آ جانا۔ ہوائی جہاز کا خرچہ تم کو دے جاؤں گا۔

(حور بانو کے دیور) سید رضا علی حور بانو کے دیور بہت عرصہ سے دق میں مبتلا ہیں۔ پہلی بیوی سے ان کے ہاں تین لڑکیاں ہیں جن میں سے بڑی لڑکی نعیمہ کی شادی سید حسن عسکری سے ابھی حال میں کر دی تھی اور نئی بیوی سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا جس کا اسی مصیبت کے زمانہ میں انتقال ہو گیا۔ اب سید رضا علی کی حالت آخری نظر آتی ہے۔ اسہال شروع ہو گئے ہیں۔ حور بانو اپنے گھر کی بڑی ہیں وہ دیور کو اس حالت میں چھوڑ کر میرے ساتھ حیدر آباد نہیں جا سکتی۔ اس لئے میں نے ان کے اور ان کے شوہر کے اور تینوں لڑکیوں کے لئے جو ان کے دیور کی ہیں جہاز کا کرایہ دیدیا تاکہ وہ جب حیدر آباد آ سکیں آ جائیں۔

۱۵ ذی قعدہ یکم اکتوبر چہار شنبہ دہلی

(ہائی کمشنر پاکستان) خان بہادر میاں عبد العزیز ہائی کمشنر پاکستان ملنے آئے تھے۔ اور کہتے تھے کہ پرانے قلعہ اور مقبرے ہمایوں کے پناہ خانوں میں ہیضہ پھیل گیا ہے میں نے کہا میری بستی میں پناہ خانوں سے ہیضہ کے چند بیمار بھاگ کر آئے تھے وہ رات کو مر گئے۔ انہوں نے کہا اپنی بستی کے آدمیوں کے ٹیکے لگوایئے۔ ڈاکٹر کو بھیجوں گا چنانچہ کئی ڈاکٹر آئے اور انہوں نے سیکڑوں آدمیوں کے ٹیکے لگائے

آج مستری احمد کے بقیہ بچے بھی ہوائی جہاز میں حیدر آباد چلے گئے سید راشد حسین کی موٹر ان سب کو ہوائی اڈے تک پہونچاتی ہے اور سید راشد حسین نہایت ہمدردی سے اپنی موٹر کے ذریعہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں

سید ابن عربی اور حاجی پیر ضامن نظامی بھی بہت زیادہ خدمت خلق کر رہے ہیں ۔ میری خدمت تو محض نام کی ہے کیونکہ میں بڑھاپے اور جسمانی بیماریوں کے سبب جتنا کہتا ہوں اتنا کر نہیں سکتا تاہم میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے اپنی طاقت اور اپنی عقل اور اپنے رسوخ کو پوری استعدی کے ساتھ استعمال کیا ہے ۔ اگر میں بھی دوسروں کی طرح ڈر کر ہمت ہار دیتا تو نہ بستی رہتی نہ درگاہ رہتی ۔

مصیبت اکیلی نہیں آتی) انگریزی زبان میں کہاوت ہے کہ مصیبت اکیلی نہیں آیا کرتی یعنی جب مصیبت آیا کرتی ہے تو اپنے ساتھ بہت سی مصیبتیں لایا کرتی ہے ۔ چنانچہ آج کل ہم پر بے شمار مصیبتیں آئی ہوئی ہیں جن کا تعلق زمین سے ہے مگر اس کے ساتھ ہی آسمان کی مصیبت بھی سر پر سوار ہے کہ رات دن بارش ہوتی رہتی ہے ۔ اور لاکھوں پناہ گزین عورت مرد اور بچے بھیگتے رہتے ہیں اور ان میں ہیضہ اور طرح طرح کی بیماریاں پھیل گئی ہیں سچ کہا تھا حضرت حافظ نے

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

پیاروں کی یاد) مجھے اپنی بیوی بچے پیارے تو ہیں مگر آج کل کچھ زیادہ پیارے نہیں ہیں ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ سب حفاظت کے مقام حیدرآباد میں ہیں ۔ اس لئے مجھے وہ پیارے یاد آتے ہیں جو ڈیرہ دون میں ہیں ۔ آورہ میں ہیں ۔ بھاگل پور میں ہیں ۔ موتی پور میں ہیں ۔ دیوان میں ہیں ۔ سہارنپور میں ہیں ۔ میرٹھ میں ہیں ۔ امروہہ میں ہیں اور مشرقی پنجاب کے شہروں میں ہیں معلوم نہیں ان پر کیا گزر رہی ہے ۔ نہ وہ جانتے ہیں کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے لہذا میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم سب کے لئے یہ کربلا کا زمانہ ہے

۱۶ ذی قعدہ ۲۱ اکتوبر پنجشنبہ سفر حیدرآباد

روانگی کی تیاری) آج پچھلی رات سے حیدرآباد جانے کی تیاری شروع کی تھی اور صبح کی نماز کے بعد راشد حسین کی موٹر میں دکن ایرویز کے دفتر میں گیا وہاں مجھے اور میرے بستر کو تولا گیا ۔

دل کا دورہ) اسی جگہ مجھے دل کا دورہ شروع ہوا اور سید ابن عربی نے دوا پلائی ۔ یہاں سے ہوائی دفتر کی موٹر میں ہوائی اڈے پر آیا ۔ مسافروں کے سوا کسی اور کو ہوائی اڈے کے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی مگر سید ابن عربی نے کچھ خرچ کر کے اندر آنے کی اجازت حاصل کی اور مجھے نوکروں سمیت ہوائی جہاز میں سوار کرا دیا جہاز آٹھ بجے صبح دہلی سے اڑا میں کبھی ہوائی جہاز میں سوار نہیں ہوا تھا اور دل کی بیماری کے سبب خطرہ بھی بہت تھا تاہم خدا کا شکر ہے کہ نہ چکر آیا اور نہ کسی قسم کی تکلیف ہوئی ۔ دہلی سے اڑ کر جہاز گوالیار کے اڈے پر اترا وہاں سے اڑ کر بھوپال کے جھیال کے اڈے پر اترا یہاں ہوائی دفتر کی طرف سے ناشتہ بھی کھلایا گیا اور اس جگہ میرے پرانے دوست عبدالرحمن صاحب سندھی بھی مجھ سے ملے جو باوجود کانگریسی ہونے کے مسلمان ہونے کے سبب مصیبت میں ہیں ۔ ناگپور سے کلکتہ جائیں گے ۔

بھوپال سے اڑ کر جہاز ناگپور پہونچا ۔ اس راستہ میں جہاز نے ہچکولے زیادہ کھائے ۔ ناگپور پر بھی ناشتہ دیا گیا ۔ یہاں کے ہوائی اڈے کے افسر مسٹر بھجن سنگھ ست سنگی مجھ سے ملے جو دیال باغ آگرہ میں مجھ سے مل چکے تھے

ناگپور سے جہاز اڑا تو حیدرآباد کے حکیم پیٹھ کے اڈے پر ۲ بجے اترا جہاں حسین اور علی اور بہزاد دکن فیاض الدین نظامی اور سید سید نظامی استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ۔ حکیم پیٹھ حیدرآباد سے دس بارہ میل دور ہے میں فیاض الدین نظامی کی موٹر میں ہادی منزل میں آیا اور سب عورتوں اور بچوں کو ایک جگہ جمع دیکھا تو خوشی کی زیادتی کے سبب بے اختیار رونا آگیا ۔ خواجہ بانو نے اپنی اور حسین اور علی اور ان کی بیویوں اور روحا اور کوثر اور حسن اور زید کی پریشانیوں کے قصے سنائے اور یہ

کہا کہ حسین اور علی نے پندرہ دن سے نہ پیٹ بھر کر روٹی کھائی نہ نیند بھر کر سوئے ۔ رات دن آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دوڑے دوڑے پھرتے تھے اور تقریباً ایک سو تار مختلف مقامات خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیجے تھے ۔ جن میں سے دو چار کا جواب آیا باقی اور کسی تار کا جواب نہیں آیا

مریدوں کا ہجوم) بات چیت کے بعد سب بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ۔ اس کے بعد باہر مردانے میں آیا جہاں بہت سے مرید پھولوں کے ہار اور نذریں اور مٹھائیاں لے کر آئے تھے ۔ ناسوتی شاہ نظامی نے خیر مقدم کی نظم بھی سنائی خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے عرس کی شرکت کے لئے گلبرگہ شریف گئے ہوئے ہیں ۔ حکیم خسرو شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ریاض الدین کا کی شاہ نظامی اور عبد الغفور کامل الیقین نظامی وغیرہ بہت سے بھائی رات تک جوق جوق ملنے آتے رہے ۔ نفیس نظامی اور سید سعید نظامی کی والدہ اور سعیدہ بانو نظامی اور سپادشاہ بیگم نظامی اور موتی بیگم سرخدا نظامی اور نظام پاشا نظامی اور پاشاہ بیگم ؟ کی وغیرہ خواتین بھی ملنے آئیں

اعلیٰ حضرت کے قاصد) میں نے حیدرآباد پہونچتے ہی اعلیٰحضرت حضور نظام کی خدمت میں اپنے یہاں آنے کی اطلاع آدمی کے ہاتھ لکھ کر بھیجدی تھی ۔ جس کے جواب میں اعلیٰحضرت نے فوراً ایک قاصد بھجوایا جس نے اعلیٰحضرت کی طرف سے ہمدردی اور شاہانہ نوازش کے الفاظ پہونچائے ۔

رات کو کھانے کے بعد ریڈیو بھی سنا اور بارہ بجے تک مہینہ بھر کی مصیبتوں کی کہانیاں بھی سنائیں اور خواجہ بانو سے وہ قصے بھی سنے جو ان کو میری خیریت معلوم کرنے کے لئے حیدرآباد میں پیش آئے تھے ۔ بارہ بجے کے بعد اس شہر میں بے فکر ہو کر سویا جو موجودہ مصیبت عام کے زمانے میں مسلمانوں کا سہارا اور امن کا گھر ہے

۱۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء جمعہ حیدرآباد

اعلیٰحضرت) اس ملک کے بادشاہ اعلیٰحضرت حضور نظام پابندی کے ساتھ جمعہ کی نماز باغ میں اپنی بنائی ہوئی مسجد کے اندر ادا فرماتے ہیں انکے سب شہزادے اور وزیر اعظم اور کوتوال اور ناظم امور مذہبی بھی ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں ۔ اور دور دور کے مسلمان اسلامی بادشاہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی تمنا لیکر جمع ہوتے ہیں ۔

میں بھی آج اپنے سب چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ اور خاص خاص مریدوں کے ساتھ جمعہ کی نماز کیلئے گیا تھا ۔ اعلیٰحضرت نے نہایت ہمدردی سے میری اور دہلی کی حالت پوچھی اور جب میں نے وہاں کے مصائب کا ذکر کیا تو آبدیدہ ہوگئے اور بہت افسوس ظاہر کیا جس سے ظاہر ہوا کہ اللہ نے ان کے دل میں مسلمانوں کی اور انسانوں کی کتنی زیادہ ہمدردی پیدا کی ہے ۔

ایرانی قورمہ) آج حکیم خسرو شاہ نظامی اپنے گھر سے ایرانی قورمہ اور دوسرے کئی لذیذ کھانے پکوا کر لائے تھے ۔

گلاب جامنیں) محمد ریاض الدین کا کی شاہ نظامی مجیدی حلوائی حیدرآباد میری مرغوب مٹھائی گلاب جامنیں لائے تھے ۔

بارش) آجکل یہاں بارش کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہادی منزل میں ہجوم زیادہ ہوگیا ہے یعنی سید ابن عربی اور ان کے بچے آگئے ہیں اور مستری محمد احمد کے ساتھ بھی کئی عورتیں اور بچے ہیں اسی واسطے کسی نئے مکان کی تلاش ہو رہی ہے مگر مکانات آج کل نایاب ہیں کرائے بھی زیادہ ہیں ۔ اور مکانوں کا ملنا بھی دشوار ہے اطراف سے ہزاروں لاکھوں مسلمان پناہ لینے کے لئے حیدرآباد میں آرہے ہیں اور انجمن اتحاد المسلمین نے انکی آسائش و قیام و طعام کا بہت اچھا انتظام کیا ہے ۔

ہادی منزل) یہ مکان باغ عامہ کی سڑک پر ہے سرکاری گسٹ ہاوس کی پشت پر ہے ۔ ہادی منزل جناب سید ہادی رضا بلگرامی کا مکان ہے جو نواب سر مہدی یار جنگ بہادر کے فرزند ہیں میرے لڑکے اور ان کے بیوی بچے اسی مکان میں رہتے ہیں

۷۸۶ / ۹۲　　ھو الکلُ　　یا معین

دل کسی کا ترے ہاتھوں کبھی مغموم نہ ہو

کام اس طرح کرو شور نہ ہو دھوم نہ ہو
ڈر ہے فتنہ کا کسی اور کو معلوم نہ ہو

اپنی فطرت ہی پہ چل راہِ عمل دل سے سمجھ
وہ نہ کر جس سے کہ راضی دلِ معصوم نہ ہو

خدمت خلق جو کرتا ہے صلہ پاتا ہے
کب ہے ممکن کہ جو خادم ہو وہ مخدوم نہ ہو

سن ذرا غور سے کہتا ہے یہی تیرا ضمیر
جز خدا کے تو کسی اور کا محکوم نہ ہو

بعد ہر ایک مصیبت کے ہی راحت ہے لازم
وصل گر چاہتا ہے ہجر سے مغموم نہ ہو

رائیگاں عمر نہ کر کرنا ہو جو کچھ کر لے
وہ نشاں چھوڑ جہاں میں کہ جو معدوم نہ ہو

اور جو چاہے تو کر فخرؔ رہے اتنا خیال
دل کسی کا ترے ہاتھوں کبھی مغموم نہ ہو

فخر نظامی
منتخبہ ”تجارتی دنیا“

تجارتی اور معاشی خبریں

۱۹۴۸ء کے نصف اول میں ہندوستان کو چاول کا حصہ رسدی

واشنگٹن — بین الاقوامی ہنگامی غذائی کونسل نے ہندوستان کو ۱۹۴۸ء کے ابتدائی چھ مہینوں کے لئے تین لاکھ ۹۰ ہزار ٹن چاول کا کوٹہ دینا منظور کیا ہے۔

دو لاکھ روپئے جرمانہ ایک سال کی قید با مشقت

ایک تاجر پارچہ کو عبرت آموز سزا

بمبئی — پریزیڈنسی مجسٹریٹ مجگاؤں پولس کورٹ بمبئی مسٹر جے۔ ایم ہیرٹ نے احکام نگرانی روئی، پارچہ اور سوت کی خلاف کے جرم میں بمبئی کے ایک تاجر پارچہ موہن لال گوکل داس کو دو لاکھ روپئے جرمانہ اور ایک سال کی قید با مشقت کی سزا دی ہے۔

اگر تاجر مذکور جرمانہ ادا نہ کرے تو اس صورت میں اس کو مزید چھ ماہ کی قید با مشقت بھگتنی پڑے گی۔

گوکل داس نے گزشتہ جولائی کی ۱۹ تاریخ کو پارچہ کا ایک تھان اس کی مقررہ قیمت کی بجائے تین روپئے سات آنے چار پائی فی گز تھی پانچ روپئے چودہ آنے فی گز کے حساب سے فروخت کیا تھا۔ پرنس اسٹریٹ پولس نے اس کو گرفتار کر لیا۔

پچاس ہزار کا جرمانہ

آنرک سالومن میکیل ہائیکلہ کے پٹرول پمپ کے مالک کو حکم راتب بندی پٹرول کی خلاف ورزی کے جرم میں مذکورہ بالا عدالت ہی سے چھ ماہ کی قید با مشقت اور پچاس ہزار روپے جرمانہ یا بصورت عدم ادائی جرمانہ مزید چھ ماہ کی قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ اس پٹرول پمپ کے ایک ملازم واکر شیو رام ہاڈکر کو اسی الزام میں ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائی جرمانہ دو ماہ کی قید با مشقت کی سزا دی گئی۔

چور بازار اور رشوت ستانی کے خلاف حکومت پاکستان کی مہم

خاطی ملازمین سرکار کو برسر عام کوڑے لگانے کی تجویز

لاہور — چور بازاری اور رشوت ستانی کے انسداد کے لئے حکومت پاکستان نے سخت ترین تدابیر اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پاکستان ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر ایک آرڈیننس جاری کیا جانے والا ہے جس کے تحت خاطی سرکاری ملازمین کو برسر عام کوڑے لگانے کی سزا دی جائے گی۔ بتلایا گیا ہے کہ ہر عہدہ دار کے خلاف عوام کو واجبی شکایت کرنے کا کامل اختیار رہے گا۔ اور ان شکایات کی خصوصی عدالت تحقیقات کرے گی اور جرم ثابت ہونے کی صورت میں مجرم عہدہ دار کو برسر عام کوڑے

لگائے جائیں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ شکایت اگر غلط ثابت ہو یا اس سے یہ ظاہر ہو کہ شکایت کرنے والوں کی نیت خراب ہے تو عدالت ایسے لوگوں کو بھی سزا دیگی تاکہ اس طریقہ سے بیجا شکایت کرنے والوں اور حکومت کو بدنام کرنے والوں کا بھی قلع قمع ہو جائے۔

جب تک یہاں پیداوار کے ذرائع کو جو جنگ کی وجہ سے درہم برہم یا تباہ ہو گئے ہیں پھر ہموار نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک عالمی تجارت میں کوئی دائمی اضافہ ممکن نہیں ہے۔ منشور کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے صنعتی یا اور صنعتی ترقی کے ابتدائی مدارج میں مختلف ملکوں میں کئی غلط فہمیاں تھیں موصوف نے کہا کہ یہ غلط فہمیاں کس حد تک بے خلوص تھیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بین الاقوامی تجارتی کانفرنس
اضافہ پیداوار کی ضرورت پر زور
ہندوستانی وفد کے قائد کی تقریر

ہوانا — حکومت ہند کے رکن تجارت مسٹر سی ایچ بھابھا نے جو یہاں بین الاقوامی تجارتی کانفرنس کے اجلاس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کر رہے ہیں۔ کل تقریر کرتے ہوئے جلسہ عام کو بتایا کہ پیداوار میں اضافہ ہونے کے بعد ہی عالمی تجارت اور روزگار میں حقیقی اضافہ ہو سکتا ہے۔ منشور کے اصولوں کی عام طور پر تائید کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ صرف منشور پر عمل کرنے سے عالمی تجارت خود بخود نہیں بڑھے گی۔ اقتصادی مسائل کا بنیادی مسئلہ پیداوار ہے اور

ہندوستانی صنعتوں کی حفاظت کا وعدہ
ٹیرف بورڈ کے صدر کا اعلان

بمبئی — ٹیرف بورڈ کے صدر نے یہ یقین دلایا ہے کہ ہندوستانی صنعتوں کی حفاظت کی درخواست پر بورڈ نے ہمدردانہ غور کرے گا۔

موصوف کے اعزاز میں یہاں ایک ضیافت ترتیب دی گئی تھی جس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صنعتوں کے تحفظ کے تمام طریقوں پر غور کیا جائے گا۔ اور اس غرض سے ضروری معیار مقرر کئے جائیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ خالص فوجی دفاعی نقطہ نظر سے کوئی حکمت عملی نہیں وضع کی جائے گی بلکہ سارے

فرمان مبارک

حالات زمانہ کے مدنظر موجودہ کونسل کو برخاست کر کے ایک جدید کونسل جس کا نام ایگزیکٹیو گورنمنٹ (government) ہوگا میں قائم کرنا چاہتا ہوں جس کا پریزیڈنٹ میر لایق علی کو مقرر کرتا ہوں ایک سال کے لئے اور ان کو حکم دیتا ہوں کہ جدید کونسل تشکیل دیں جس میں چار سرکاری ممبر ہوں گے (Nominated) اور چار (Public) ہوں گے۔ مسلم طبقہ کے اور چار (Public) ہنود کے طبقہ سے بشمول موجودہ دو ممبر۔

دیگر سر مہدی یار جنگ اور آرمو دآئینگار ریٹائر ہو جائیں گے کونسل سے اور جدید ممبران کونسل کون ہوں گے ان کے نام اور پورٹ فولیو کی تقسیم کیسے ہوگی جدید پریزیڈنٹ کونسل پیش کر کے میری منظوری حاصل کریں گے۔

شرح دستخط مبارک اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی

میرا یہ حکم پبلک کی اطلاع کے لئے جریدہ غیر معمولی میں شائع کیا جائے۔

۱۴ر محرم الحرام ۱۳۶۷ھ

۲۸ر نومبر ۱۹۴۷ء

ملک کے لئے اقتصادی مفادات پیش نظر رہیں گے۔

انجمن صناعان دکن کا برقیہ

حیدرآباد ـــــ مسلم انجمن صناعان مملکت حیدرآباد نے گورنر جنرل ہندوستان کے نام حسب ذیل برقیہ اور اس کی نقلیں قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان، مسٹر گاندھی مسٹر نہرو، مولوی لیاقت علی خان صاحب اور مسٹر پٹیل کے پاس روانہ کی ہیں۔

"مناوادار بانگا سرا میں ہنفا کیتانا کے جو کاٹھیاواڑ کی ریاست جوناگڈھ کے علاقے میں مسلمانوں کے مکانات کو جن کی اکثر کے مرد تجارتی خدمات پر باہر گئے تھے، باوثوق ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ لوٹ لیا گیا اور بیرحمی کے ساتھ نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ ان مقامات پر عوام کی جان خطرے میں ہے۔ ہم ملتجی ہیں کہ بیگناہ عورتوں اور بچوں کی جان و مال کی حفاظت کی جائے اور اس بربریت کو بغیر کسی تاخیر کے روک دیا جائے۔

ایک انگریز آفیسر کمانڈنگ کا برضا و رغبت اسلام قبول کرنا

مدراس ـــــ میجر ہنری چارلس ڈاڈ ہین بون آفیسر کمانڈنگ ۶۰۷ جی۔ ٹی۔ کمپنی۔ آر۔ آئی۔ اے۔ ایس۔ سی او آر سی نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔ اب ان کا نام محمد عبداللہ بون رکھا گیا ہے قاضی محمد حبیب اللہ صاحب نے گذشتہ یکشنبہ کی شام کو مدرسہ محمدیہ میں ان کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اس رسم کا انتظام مدراس کے ایک ممتاز تاجر محمد کلیم اللہ صاحب نے بڑی خوبی کے ساتھ کیا تھا۔

پاکستانی ریلوے کے تعمیری مسائل

کراچی ـ ہندوستان کے موازنہ ریلوے کے خسارہ پر پاکستان کے حلقوں میں یہ تبصرہ کیا جا رہا ہے کہ عام طور سے یہ حکومتوں کا شیوہ ہے کہ وہ ایک بڑا خسارہ بتلاتی ہیں اور پھر باشندگان ملک سے کہتی ہیں کہ وہ اسی خسارہ کو برابر کریں۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ سال پاکستان ریلوے کی جانب سے بھی کرایہ ریل میں اضافہ کیا جائے تاکہ مملکت پاکستان کی تعمیر کے لئے روپیہ فراہم کیا جا سکے۔

معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان عنقریب ریلوے کی تعمیر کا پروگرام بھی روبہ عمل لانے والی ہے۔

جب نمائندہ یونائیٹڈ پریس آف انڈیا نے مسٹر غلام محمد وزیر مالیات پاکستان سے ہندوستان کے موازنہ ریلوے کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

نظام زمینداری کے خاتمہ سے متعلق مسودہ قانون مشرقی پاکستان کی مقننہ کے آئندہ اجلاس میں غور ہوگا

چٹاگانگ ـــــ مشرقی پاکستان کے وزیر مالیہ نے ۲ ڈھاکہ میں نامہ نگاروں سے بیان کیا کہ مقننہ کی آئندہ میقات میں زمینداری کے خاتمہ کے متعلق حکومت کی طرف سے ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ خطیب اور نائب خطیب مقننہ کے انتخاب کے لئے مقننہ مشرقی بنگال کا جلسہ آئندہ ماہ کے وسط میں ہوگا۔

پاکستان کی صنعتی جد و جہد بڑی صنعتوں کے قیام کی تجاویز

کراچی ـــــ وزرائے پاکستان کی آئندہ صنعتی کانفرنس میں پاکستان

میں پارچہ شکر اور سن کی گرنیوں اور دوسری بڑی صنعتوں کے قیام پر بحث کی جائے گی۔ اس وقت پاکستان میں پارچہ کی دس گرنیاں ہیں جن میں سات گرنیاں مشرقی بنگال میں اور تین مغربی پاکستان میں ہیں۔ پاکستان میں جو روئی پیدا ہوتی ہے اس کو اگر پوری طرح کام میں لانا مقصود ہو تو پارچہ کم از کم پچاس گرنیاں ہونی چاہئیں۔ اور اس سلسلہ میں ضروری انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔

پاکستان میں سن کی کوئی گرنی نہیں، گو دنیا بھر میں سب سے زیادہ سن پاکستان میں پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مشرقی پاکستان میں سن کی گرنیاں قائم کی جائیں گی۔

پاکستان میں شکر سازی کے نو کارخانے ہیں جن میں پانچ مشرقی بنگال میں دو مغربی پنجاب میں ایک صوبہ سرحد اور ایک سندھ میں ہے۔

وزرائے صنعت و حرفت مشرقی اور مغربی پاکستان میں برقابی اسکیموں کے نفاذ پر بھی غور کریں گے۔

تیل کے لئے ایرانی روسی معاہدہ
مبینہ معاندانہ کارروائی کے عواقب
ایران کو روس کی سخت یادداشت اور دھمکی

ماسکو — ایرانی تیل کے معاہدہ کی توثیق سے ایرانی کابینہ کے ارکان کے خلاف روس نے احتجاج کیا ہے۔ وزیر اعظم ایران قوام السلطنۃ کو روسی حکومت نے ایک یادداشت روانہ کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایرانی کابینہ کے اس فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کے ساتھ ایران امتیازی سلوک کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جنوبی ایران کے تیل کے بارے میں برطانیہ کو جو مراعات دیئے گئے ہیں وہ ہنوز برقرار ہیں۔

یادداشت میں کہا گیا ہے کہ روس کے مقابلہ میں یہ ایک معاندانہ کارروائی ہے۔ جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ دونوں ممالک کے باہمی تعلقات پر اثر پڑے۔

یادداشت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کارروائی کے نتائج و عواقب کی ذمہ داری حکومت ایران پر ہی رہے گی۔

ادارہ اقوام متحدہ کا سالانہ موازنہ
برطانوی مندوب کا سخت احتجاج

نیویارک — ادارۂ اقوام متحدہ کی مجلس عام نے ادارہ اقوام متحدہ کا سالانہ موازنہ منظور کیا ہے جس میں آئندہ میقات کے لئے ۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ مختص کئے گئے ہیں۔ برطانوی مندوب مسٹر میکسٹر مکل نے موازنہ کی وسعت کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے رائے دہی میں حصہ نہیں لیا۔ انہوں نے مجلس عام کو متنبہ کیا کہ آئندہ سال برطانیہ موازنہ میں تخفیف کی تجویز پیش کرے گا۔

یوروپی امداد کا مسئلہ
معاشی کمیشن کے صدر کی رپورٹ

واشنگٹن — یوروپی امداد کی معاشی کمیٹی کے صدر نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ کمیٹی نے یہ سفارش پیش کی ہے کہ جنرل مارشل کے منصوبے کے پہلے سال میں پیرس کانفرنس میں شرکت کرنے والی سولہ قوموں کو امریکہ چھ سو ملین ڈالر قرض دے۔ کمیٹی نے بتایا ہے کہ یورپ کو امداد دینے پر چار سال کے عرصہ

پاکستان سے سونا اور چاندی کی کثیر مقدار میں ناجائز منتقلی

اجراء کار کے راضی ناموں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش

کراچی ۔ یہاں کے بااختیار حلقوں نے بیان کیا کہ پاکستان سے ہندوستان میں خفیہ طریقہ پر قیمتی دھاتوں کی برابر منتقلی عمل میں آرہی ہے ۔ حکومت نے ابھی تک کوئی انسدادی تدابیر اختیار نہیں کی ہیں ۔ اور اندیشہ ہے کہ ناجائز طریقہ پر سونا چاندی جیسی قیمتی دھاتوں کی منتقلی کا یہ سلسلہ جاری رہے تو پاکستان اس طرح ایک بڑی مقدار سے محروم ہو جائے گا ۔

جو معلومات حاصل کی گئی ہیں ان کے تحت یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اب ہر روز سات لاکھ روپیہ کی مالیت کا سونا اور چاندی ناجائز طریقہ پر باہر بھجوایا جانے لگا ہے سونے اور چاندی کی منتقلی کی یہ رفتار کافی تیز ہو گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ گذشتہ دو ماہ کی مدت میں صرف ملتان سے بذریعہ ہوائی جہاز تقریباً ۳۰ لاکھ کی مالیت کا سونا و چاندی ہندوستان کو روانہ کر دیا گیا ہے ۔ اس کی توثیق حکومت ہندوستان کے ہی اقدام سے بھی ہوئی ہے جو اس نے بھاری قیمت پر سونے کی فروخت کے انسداد کے لئے کیا ہے ۔ دہلی سے آئی ہوئی بعض اطلاعات میں اس کا انکشاف کیا گیا ہے کہ وہاں ۶۰ و ۸۰ روپیہ فی تولہ کے حساب سے تک سونا فروخت کیا جا رہا ہے

پاکستان کے دیگر مقامات سے ناجائز طریقہ پر سونے کی جو مقدار ہندوستان میں کانگریسی کارندوں کے توسط سے منتقل کی جا چکی ہے اس بارے میں ابھی تک کوئی اعداد و صول نہیں ہوئے لیکن عام طور پر اندازہ بہت ہی اونچا ہے ۔

بیان کیا جا رہا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان اجرائے کار کے جو راضی نامے طے پائے ہیں ان راضی ناموں میں ایک ایسی فضا موجود ہے جس کے تحت سونا اور چاندی کی منتقلی پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکی ۔ ان راضی ناموں کی مدت آئندہ سال ماہ مارچ میں ختم ہوگی ۔

چٹاگانگ کو درجہ اول کی بندرگاہ بنایا جائیگا

وزیراعظم مشرقی بنگال کا بیان

کراچی ۔ مشرقی بنگال کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین صاحب نے یہاں صحافتی نمائندوں کو بتایا کہ وہ یہاں پاکستان کی معاشی کانفرنس میں شریک ہوئے اور پاکستان کی مرکزی حکومت سے اہم معاملات پر بحث کرنے آئے ہیں ۔

چٹاگانگ کو درجہ اول کی بندرگاہ بنانا جس سے مشرقی بنگال کے تیل کے ذخیروں کو منتقل کرنے میں سہولت ہو نیز بین الاقوامی معیار کے مطابق مشرقی پاکستان میں ایک طیران گاہ کو ترقی دینا یہ اہم مسائل میں سے چند ہیں ۔ جن پر خواجہ ناظم الدین صاحب حکومت پاکستان سے بات چیت کریں گے

شرق الہند اور پاکستان کے تعلقات کو استوار کرنیکی ضرورت

نائب وزیراعظم شرق الہند کا بیان

کراچی ۔ شرق الہند کے نائب وزیراعظم مسٹر غنی نے اس بات پر زور دیا کہ شرق الہند اور پاکستان کے

کے مابین ثقافتی اور معاشی تعلقات کو استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر غنی تجارت اور غذا میں روزگار کی بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ہوانا جارہے ہیں۔ انہوں نے یہاں بیان کیا کہ پاکستان اور شرق الہند دونوں ممالک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور مشترک مفاد کی خاطر دونوں آپس میں زبردست تعاون کے متوقع ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ دونوں مملکتیں سفارتی ثقافتی، معاشی اور مذہبی تعلقات اور روابط کو استوار کرلیں۔ مسٹر غنی اور ان کے دیگر رفقاء کل کراچی پہونچے ہیں۔ اور دارالحکومت پاکستان میں چند روز قیام کے بعد ہوانا روانہ ہوجائیں گے۔

فن دانوں سے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنیکی سعی
حکومت پاکستان کی جانب سے
تحقیقاتی مجلس کا قیام

لاہور —— حکومت پاکستان نے اپنی قلمرو میں قابل حصول سائنسی صلاحیتوں اور فنی قابلیتوں کا جائزہ لینے کی غرض سے ایک تحقیقاتی مجلس قائم کی ہے جو فنی صلاحیت اور قابلیت رکھنے والے اصحاب کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرکے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق سفارشات پیش کرے گی۔ یہ مجلس اس کے متعلق بھی سفارش پیش کریگی کہ قلمرو کی حقیقی ضروریات کے لحاظ سے سائینسداں افراد کی جو کمی ہے اس کو دور کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

خام جوٹ پر محصول عائد کرنیکا فیصلہ
حکومت ہندوستان حکومت پاکستان سے
سمجھوتہ پر آمادہ نہیں ہے

کراچی —— حکومت پاکستان نے قلمرو کے حدود سے باہر جانے والے خام جوٹ پر محصول برآمد عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کل رات ایک اعلامیہ جاری ہوا ہے جس میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ اس نئے حکم کے بناء پر کوئی نیا محصول عائد نہیں ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت پاکستان نے اس مسئلہ کو حکومت ہندوستان کے ساتھ طے کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی اور آمدنی کے ایک حصہ کا بھی پیش کش کیا۔ لیکن حکومت ہند کسی معاہدہ پر آمادہ نہیں ہوئی اس لئے حکومت پاکستان کو اس پر مجبور ہونا پڑا کہ حدود پاکستان سے خام جوٹ کی برآمد پر محصول عائد کردیا جائے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ اس محصول سے کاشتکار پر کوئی زائد بار نہیں پڑے گا۔

حکومت پاکستان نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ حکومت ہندوستان حکومت پاکستان کے واجبی حقوق کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اور اس پر اپنی طرف سے کوئی مزید محصول عائد نہیں کرے گی۔

حکومت پاکستان نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس حکم سے دونوں قلمروؤں کے مابین انتظامات جاریہ سے متعلق معاہدہ کی بھی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گفت وشنید کی کوششوں کی ناکامی کے باوجود حکومت پاکستان ایک دوستانہ سمجھوتہ کے لئے اپنی کارروائی پر نظر ثانی کے لئے آمادہ ہے بلکہ وہ اس پر بھی آمادہ ہے کہ محصول کروڑگیری اور محصول صنعتی کی تقسیم کے مسئلہ کو ایک ثالثی کے سپرد کردے اور اس کے فیصلے کو قبول کرے۔

ترکی کے خلاف روس کی اعصابی جنگ
موت کی شعاؤں کی
تحقیقات کا پروپگنڈہ

انقرہ —— یہاں ایک ذریعہ سے جو روس کا حامی تصور کیا جاتا ہے کہ اس اطلاع کی اشاعت عمل میں آئی ہے کہ روس موت کی شعاؤں کی تحقیقات
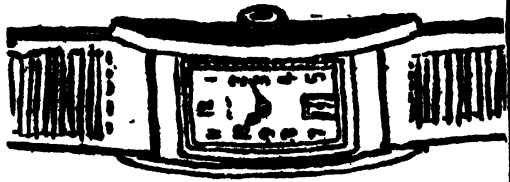
میں مصروف ہے ۔ کہا گیا ہے کہ مشرقی ترکی کی سرحد کے بالکل قریب کوہ الاگو کی ۱۳ ہزار فٹ کی بلندی پر یہ تحقیقاتی کام جاری ہے ۔ اور تا حال کوئی ایسا نتیجہ برآمد نہ ہو سکا ہے جسے فوجی نقطہ نظر سے اہمیت دی جا سکے ۔

مذکورہ اطلاع کو ترکی کے سیاسی حلقے پروپگنڈہ کی اعصابی جنگ کے اس سلسلہ کی ایک کڑی قرار دے رہے ہیں ۔ جو روس میں ترکی کے خلاف قائم کر رکھا ہے ۔

جوہری توانائی

امریکہ کی احتیاطی تدابیر

واشنگٹن ــــ ممالک متحدہ کے جوہری توانائی کے کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ ۲۰ر نومبر سے جوہری توانائی کی تحقیقات یا تیاری میں کام آنے والی تمام اشیاد کی برآمد پر اور زیادہ سخت نگرانی قائم کی جائے گی ۔

آہنی سامان کی تحقیقات

حیدرآباد ــــ سکندرآباد کے ایک بڑی فرم کے مالک کو ناقص سامان آہنی کی درآمد کے سلسلہ میں کئی ٹن آہنی سلاخ محصول بھی درآمد کرنے کے الزام میں مہتمم صاحب کروڑگیری کے اجلاس پر پیش کیا گیا ۔ تحقیقات جاری ہے

صناعوں کو امکانی امداد دیجائے

حکومت سندھ کا مطمح نظر

کراچی ——— حکومت سندھ کا مطمح نظر یہ ہے کہ نووارد صناعوں کی ممکنہ امداد کی جائے۔

دراصل فسادات کی ابتدا سے بہت عرصہ قبل سندھ نے پیداآور سرمایہ طلب کیا تھا۔ اس صوبہ میں کامیابی کے بہت سے مواقع ہیں۔ یہ خیالات پیر الٰہی بخش وزیر تعلیم حکومت سندھ نے آج سہ پہر یہاں دلی ٹریڈنگ کمپنی کے افتتاح کے موقع پر ظاہر کئے۔

مہاجرین کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ صوبہ میں امن و سکون رہنے کے باوجود تخلیہ کیوں جاری ہے۔ حکومت پاکستان اور سندھ ہر قیمت اپنی اقلیتوں کی حفاظت کریں گے۔

دہلی میں پاکستان کے معاشی مقاطعہ کی گفتگو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیر صاحب نے کہا کہ اس قسم کے اقدام سے پاکستان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ پاکستان غذائی اعتبار سے نہ صرف خود مکتفی ہے بلکہ اس کے پاس اتنا فاضل غلہ ہے کہ وہ ہندوستان کی بھی پرورش کرسکتا ہے۔ جہاں تک کپڑے کا تعلق ہے ہندوستان ہی کپڑا بنانے والا ایک ملک نہیں ہے تھوڑے عرصہ میں پاکستان بھی کپڑے کی حد تک خود مکتفی ہوجائیگا۔

مضمون نگار حضرات براہ کرم اپنے مضامین روشنائی سے صاف خط میں روانہ فرمائیں۔

عظیم تر حیدر آباد کی عظیم الشان مصنوعات

روح تازہ کمپنی نے

عطر جناح جناح سینٹ

پیکٹ کلاں
عہ ۸ ر
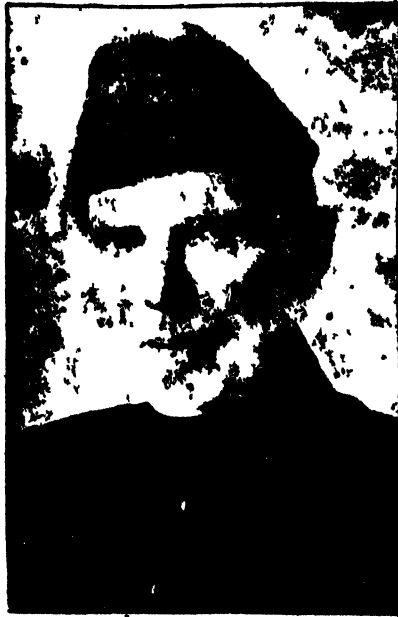
پیکٹ خورد
عہ ۶ ر

بنا کر دکن کی اعلیٰ ترین مصنوعات میں اضافہ کر دیا ہے عطر جناح و جناح سینٹ کو
نہ صرف دکن میں عام مقبولیت حاصل ہوئی ہے بلکہ بیرون ملک میں بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے

عطر جناح و جناح سینٹ

اپنی اعلیٰ ترین خوشبو کے لحاظ سے انتہائی لطیف و دیرپا ثابت ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ روح تازہ کمپنی کی بیس سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ ہزاروں گھروں میں استعمال کی جانے والی مصنوعات کا استعمال پیسے کی بچت اور صحت کی حفاظت کا بہترین ذریعہ قرار پائی ہے

ہندوستان اور پاکستان میں واحد تیار کنندہ

روح تازہ کمپنی

شاخ مچھلی کمان

چمن گولی گوڑہ
حیدرآباد دکن

(ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے)

(دہقان ایجنسی)

ترجمہ خصوصی

پاکستان کا صنعتی، زراعتی اور تجارتی موقف

از

عبد القادر

قلمرو پاکستان ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کو عالم وجود میں آئی یہ قلمرو دو مختلف منطقوں پر مشتمل ہے۔ ایک منطقہ ہندوستانی قلمرو کے شمالی مغرب میں واقع ہے تو دوسرا جو دو مشرقی صوبوں پر مشتمل ہے۔ ایک ہزار میل دور ہندوستانی یونین کے مشرق میں واقع ہے۔

مغربی پاکستان کا رقبہ جو مغربی پنجاب، صوبہ سرحد سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ہے۔ ایک لاکھ ۹۷ ہزار مربع میل ہے۔ اور مشرقی پاکستان جو مشرقی بنگال اور ضلع سلہٹ پر مشتمل ہے کا رقبہ ۵۴ ہزار ایکسو مربع میل ہے۔ اس طرح پاکستان کا مجموعی رقبہ دو لاکھ ۳۲ ہزار ایکسو مربع میل ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر پاکستان کا مجموعی رقبہ سابقہ برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے مجموعی رقبہ کا ۷ء۴۱ فیصد ہے۔ اگر دیسی ریاستوں کو الگ کر دیا جائے تو پاکستان کا رقبہ ہندوستانی قلمرو کے مجموعی رقبہ کا ۲۹ء۹ فیصد ہوتا ہے۔ مغربی پاکستان کی آبادی ۲ کروڑ ۳۸ لاکھ افراد پر مشتمل ہے جس میں ایک کروڑ ۱۸ لاکھ مسلمان ہیں اور مشرقی پاکستان کی آبادی ۴ کروڑ ۱۸ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں ۲ کروڑ ۹۶ لاکھ مسلمان ہیں پاکستان کی مجموعی آبادی ۶ کروڑ ۵۶ لاکھ ہے جس میں ۴ کروڑ ۷۸ لاکھ مسلمان ہیں۔ پاکستان میں مسلم آبادی کا فیصد تناسب مجموعی آبادی کا ۷۲ء۹ ہے۔ پاکستان میں مسلمانوں کی آبادی کا فیصد تناسب ہندوستانی قلمرو اور دیسی ریاستوں کی مجموعی آبادی کا ۱۴ء۸ ہے۔ اور صرف قلمرو ہند کی آبادی کا ۱۶ء۴ فیصد ہے۔

پاکستان کے چند اضلاع کا رقبہ اور آبادی ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے حسب ذیل ہے۔

نام	رقبہ مربع میل	آبادی
لاہور	بارہ ہزار مربع میل	۱۴ لاکھ ۸ ہزار
سیالکوٹ	۱۶ ہزار "	۱۱ لاکھ ۹ ہزار
گجرات	۲۳ ہزار "	۱۱ لاکھ
لائل پور	۳۷ ہزار "	۱۴ لاکھ
ملتان	۵۷ ہزار "	۱۴ لاکھ ۸ ہزار
شاہپور	۴۸ ہزار "	۱ لاکھ
کھلنا	۴۸ ہزار "	۱۹ لاکھ ۴ ہزار
جاسر	۲۶ ہزار "	۱۶ لاکھ ۹ ہزار
ڈھاکہ	۲۷ ہزار "	۴۲ لاکھ ۲ ہزار
راج شاہی	۲۵ ہزار "	۱۵ لاکھ ۷ ہزار
میمن شاہی	۶۲ ہزار "	۶۰ لاکھ ۲ ہزار
باسار گنج	۳۸ ہزار "	۳۵ لاکھ ۵ ہزار
پترا	۲۵ ہزار "	۳۳ لاکھ ۶ ہزار

نام	رقبہ مربع میل	آبادی
چٹاگانگ	۲۶ ہزار مربع میل	۲۱ لاکھ ہزار
فرید پور	۲۸ ہزار "	۲۸ لاکھ ہزار

پاکستان یقینی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ پاکستان میں جو مجموعی رقبہ ۱۹۴۴ء-۴۵ء میں زیر کاشت رہا وہ ۴۳ء۹ ملین ایکڑ ہے۔ اس کے برخلاف اس کے برطانوی ہند میں ۲۰۹ء۹ ملین ایکڑ رہا ہے۔ پاکستان کے زیر کاشت علاقہ کا فیصد برطانوی ہند کے مجموعی زیر کاشت علاقہ کا ۲۰ء۹ ہے۔

پاکستان کی اصل پیداوار گیہوں اور چاول ہے۔ چاول مشرقی پاکستان کی تمام پیداوار ہے تو گیہوں مغربی پاکستان کی۔ گیہوں بالعموم مغربی پاکستان ہی میں پیدا ہوتا ہے لیکن چاول پاکستان کے تمام علاقوں میں پیدا ہوتا ہے ۱۹۴۴ء میں پاکستان میں جو رقبہ زیر کاشت رہا وہ ۲۲ء۶ ملین ایکڑ زمین پر مشتمل تھا اور ہندوستان میں ۷۰ء۸ ملین ایکڑ۔ یہ رقبہ ہندوستان میں چاول کی کاشت کے مجموعی رقبہ کا ۳۲ء۵ فیصد ہے۔ جبکہ پاکستان کی مجموعی پیداوار ۹ء۰ ملین ٹن تھی تو برطانوی ہند کی مجموعی پیداوار ۲۶ء۵ ملین ٹن تھی۔ ہندوستان کی مجموعی پیداوار میں پاکستان کا حصہ ۳۳ء۷ فیصد ہے۔ لائیڈ بند کا ہمیں مشکور ہونا چاہئے کہ جس کی وجہ سے سندھ اس قابل ہو سکا کہ چاول اور دوسری قیمتی اشیاء پیدا کر سکے۔ عام حالات میں سندھ تقریباً ۵ء۰ ملین ٹن پیدا کرتا ہے۔ جس میں مزید ۲ لاکھ ٹن کے اضافہ کی گنجائش ہے۔ مغربی پنجاب عام حالات میں ۴ لاکھ ۳ ہزار ٹن چاول پیدا کرتا ہے۔ جس میں مزید ایک لاکھ ۵۰ ہزار ٹن کے اضافہ کی گنجائش ہے۔ ۱۹۴۵ء-۴۶ء میں مشرقی پاکستان میں چاول کی مجموعی پیداوار ۷ء۹ ملین ٹن رہی تقسیم کے نتیجہ کے طور پر پاکستان میں گیہوں کی پیداوار کے قابل غور حصے آگئے ہیں۔ سنین ۱۹۴۳ء-۴۴ء میں مملکت پاکستان میں گیہوں کی کاشت ۹ء۹ ملین ایکڑ زمین پر ہوئی اور برطانوی ہند میں ۲۹ء۹ ملین ایکڑ رہی۔ جو ہندوستان کے مجموعی رقبہ کا ۳۶ء۹ فیصد ہے۔ پاکستان میں انہی سنین میں ۳ء۵ ملین ٹن گیہوں پیدا ہوا۔ اور برطانوی ہند کی مجموعی پیداوار ۵ء۰ ملین ٹن تھی۔

دوسری اجناس خوردنی مثلاً بارلی، جوار اور باجرہ پاکستان میں تھوڑی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو پاکستان کے غذائی موقف کو متاثر نہیں کرتے۔ ان اجناس کو پاکستان دیگر مقامات پر نکاسی کے لئے روانہ کر دیتا ہے۔ عام طور پر ۲۰ ہزار ٹن دانہ دار اجناس دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔

سندھ کی فصلیں بارش کی محتاج نہیں رہیں گی

مشرقی پاکستان مانسون کے حدود میں واقع ہے، یہاں بکثرت بارش ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ندیاں، نالے اور تالاب کافی مقدار میں آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرتے ہیں۔ البتہ مغربی پاکستان بالخصوص سندھ جہاں بارش کی قلت ہے حصول آب کے لئے آبپاشی کے مصنوعی ذرائع استعمال کرتا ہے۔ مغربی پنجاب کے چند اضلاع میں نہریں تیار کر لی گئی ہیں۔ سندھ کی آبپاشی کی سب سے بڑی اسکیم لائیڈ بند کی تکمیل ہے اس بند کے ذریعہ دریائے سندھ کو روک کر تقریباً ۶ ملین ایکڑ ناکارہ زمین کو قابل کاشت بنا دیا گیا ہے۔ حال ہی میں وزیر اعظم سندھ نے اعلان کیا ہے کہ دو اور نئے بند ایک بالائی سندھ میں اور دوسرا نشیبی سندھ میں تیار کیا جائے گا۔ ان دو بندوں کی تکمیل کے بعد امید کی جاتی ہے کہ سندھ کی ۱۲ ملین ایکڑ زمین کی آبپاشی

سکھر دریائے سندھ کو روک کر سکھر کے مقام پر ایک عالیشان بند تعمیر کیا گیا ہے جو دنیا کے بڑے بندوں میں شمار ہوتا ہے۔

ممکن ہو سکیگی - جس کی وجہ سے سندھ کی فصلیں بارش کی محتاج نہیں رہیں گی -

غذائی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو مملکت پاکستان میں رہنے والی ۶ ء ۵ ۷ ملین آبادی کے لئے کافی مقدار میں جو اہم اجناس چاول اور گیہوں پیدا ہوتے ہیں۔ گیہوں اور چاول کی فاضل مقدار کے علاوہ پاکستان غیر اہم اجناس کی درآمد دوسرے ممالک کو کرتا ہے جب صنعتی اور زرعی اسکیموں کو ساتھ ساتھ مکمل کر لیا جائیگا اور اگر آبادی میں بھی اضافہ ہو جائے گا تو بھی پاکستان اب سے زیادہ فاضل پیداوار کا علاقہ بن جائے گا -

پاکستان روغنی اجناس کی حد تک زیادہ دولتمند نہیں - سنین ۴۴، ۱۹۴۵ء کے دوران میں جو رقبہ پاکستان میں روغنی اجناس کا زیر کاشت رہا ہے وہ ۱۷ لاکھ ۸۷ ہزار ایکڑ ہے - اور پیداوار ۲ لاکھ ۵۴ ہزار ۵ سو ٹن تھی - اور یہ برطانوی ہند کی مجموعی پیداوار کا ۹ ء ۵ فیصد ہے -

سونا بشکل جوٹ

جوٹ بنگال کی سب سے زیادہ نفع بخش پیداوار ہے - جوٹ کی پیداوار کا تقریباً سارا رقبہ مشرقی پاکستان میں آ گیا ہے - مگر جوٹ کے سارے کارخانے کلکتہ یا اس کے گرد و نواح میں واقع ہیں اس صنعت کی ضرورت کی تکمیل سالانہ ۵ تا ۶ لاکھ ملین جوٹ کے گٹھوں پر منحصر ہے -

ہندوستان کا پاکستان کی جوٹ پر انحصار ہے

حالیہ اعداد و شمار کے لحاظ سے پاکستان میں جوٹ کی پیداوار ۲۳ لاکھ ۸۰ ہزار ۸ سو ایکڑ زمین پر ہوئی اور ہندوستان میں ۲۸ لاکھ ۸۰ ہزار یعنی ۳ ء ۳ ۷ فیصد - پاکستان میں جوٹ کی پیداوار ۴۰ لاکھ ۶ ۷ ہزار گٹھوں کے ہے یہ فیصد ۲ ء ۳ ۸ ہے - اس اعداد و شمار سے مشرقی بنگال کی جوٹ کی پیداوار ۵ لاکھ گٹھوں پر مشتمل رہی - جیسا کہ نیپال، بہار، آسام اور اڑیسہ کی پیداوار تقریباً ۱۱ لاکھ گٹھے رہی - اس لئے ہندوستان میں جوٹ کی صنعت صرف مشرقی بنگال کی جوٹ پر منحصر ہے - توقع کی جاتی ہے کہ مشرقی بنگال تمام اقطاع عالم سے جوٹ کی . تر سیع تجارت کر سکے گا -

روئی

پاکستان میں روئی کی پیداوار کے سلسلے میں کافی بہتری ہوئی ہے - پاکستان کی تقریباً پوری روئی مغربی پنجاب ہی میں پیدا ہوتی ہے - صوبہ سرحد اور سندھ اور مغربی پاکستان میں جو رقبہ سنین ۴۵، ۱۹۴۶ء میں زیر کاشت رہا وہ ۲۹ لاکھ ۵۰ ہزار ایکڑ رہا - اور پیداوار ۱۲ لاکھ ۱۰ ہزار گٹھے رہے - یہ امر قابل غور ہے کہ دس سال قبل سندھ صرف ۵۰ ہزار گٹھے پیدا کر سکتا تھا - لیکن ۱۹۴۶ء میں سندھ کی پیداوار ۴ لاکھ ۶۰ ہزار گٹھے رہی - ہندوستان کی پیداوار کے لحاظ سے پاکستان کا فیصد ۲ ء ۴ ۳ ہے اور پیداوار ۵ ء ۱ ملین گٹھے ہے - سنین ۴۶، ۱۹۴۵ء میں ہندوستان کی کل روئی کی پیداوار ۴ ء ۳ ملین گٹھے تھی جس میں پاکستان کا حصہ ۷ ء ۱ ملین گٹھے تھی اسطرح ۶ ء ۱ ملین گٹھوں کا رقبہ ہندوستان کے حصے میں آتا ہے اور ۱ ء ۱ ملین گٹھے دیسی ریاستوں کے حصے میں آتے ہیں - سنین ۴۷، ۱۹۴۶ء میں کل روئی کی پیداوار پاکستان میں ۷ ء ۱ ملین گٹھے رہی - ہندوستان کی بہترین قسم کی روئی "سندھ امریکن" "پنجاب امریکن" جس کا ریشہ بہترین تسلیم کیا گیا ہے بالکلیہ طور پر سندھ اور مغربی پنجاب میں پیدا ہوتی ہے - پاکستان اور بہت

اقسام کی روئی پیدا کرتا ہے۔

روئی کی صنعت کی سالانہ ضرورت تقریباً ۴ لاکھ ملین گٹھے ہے جس میں ۱۱۵ ملین گٹھے پاکستان پیدا کرتا ہے ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ ہندوستان کو امریکی روئی کے ایک لاکھ گٹھوں کا پاکستان کا محتاج ہونا پڑے گا۔

(تقسیم ہند کی وجہ ۳۹۵ کپڑوں کے کارخانوں میں سے ۱۲ پاکستان کو ملے ہیں)

پاکستان مصر سے زیادہ روئی پیدا کرسکتا ہے

مغربی پنجاب کی روئی کی قیمت کا اندازہ ۴۷-۱۹۴۶ء میں ۳۰ کروڑ روپیہ رہا ہے یعنی ۲۲٫۵ ملین پونڈ اسٹرلنگ اور سندھ کی روئی کی قیمت کا اندازہ ۱۵ کروڑ یعنی ۱۱٫۲۵ ملین پونڈ اسٹرلنگ ہے۔ پاکستان کی مجموعی روئی کی پیداوار کی قیمت ۴۵ کروڑ روپیے یعنی ۳۳٫۷۵ ملین پونڈ اسٹرلنگ ہے۔ یاد ہوگا کہ دوران جنگ میں حکومت برطانیہ مصر کی روئی کی پوری پیداوار کو ۳۰ ملین پونڈ میں خرید لیا تھا۔ اگر پاکستان اپنے ذرائع و وسائل کو وسعت دے تو یقین ہے مصر سے زیادہ روئی پیدا کر سکے گا۔

پاکستان کی روئی ہندوستان اور دیگر ممالک کو کراچی ہی کی بندرگاہ سے برآمد کی جاتی ہے۔ پہلی دسمبر ۱۹۴۶ء سے ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء تک کراچی سے ۱۱ لاکھ ۶۰ ہزار روئی کے گٹھے دوسرے ملکوں کو برآمد کئے گئے جس میں سے ۴ لاکھ گٹھے بمبئی کو اور ۱ لاکھ ۷۷ ہزار ہند کی دوسری بندرگاہوں کو برآمد کئے گئے اور ۶ لاکھ گٹھے بیرونی ممالک برطانیہ، چین اور دوسرے یورپی ممالک کو بھیجے گئے۔

چائے چائے کی پیداوار کے چند علاقے آسام اور شمالی بنگال میں تھے۔ تقسیم کی وجہ ہندوستانی یونین کو مل گئے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان میں جو علاقہ زیر کاشت رہا وہ ۸۵ ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل تھا اور پیداوار ۴۱ لاکھ ۹۹ ہزار پونڈ چائے تھی۔ پاکستان کی پوری چائے کی کاشت پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ملین پونڈ چائے دوسرے ممالک کو برآمد کی جاسکتی ہے اور ہندوستان ۴۰۰ ملین پونڈ چائے برآمد کرتا ہے۔

تمباکو جو اعداد و شمار دستیاب ہوئے ہیں اس کی بناء پر پاکستان میں سنین ۳۹-۱۹۳۸ء میں جو رقبہ زیر کاشت رہا وہ ۳ لاکھ ۸۰ ہزار ۷ سو ایکڑ ہے اور فیصد تناسب ہندوستان کے مقابلہ میں ۳۳ ہے۔ اور پیداوار ایک لاکھ ۶۵ ہزار ۳ سو ٹن رہی۔ جو برطانوی ہند کی مجموعی پیداوار کا ۳۳٫۷ فیصدی ہے۔

معدنیات قیام "پاکستان" سے قبل پاکستانی علاقوں میں معدنیات کی شدت سے کمی محسوس کی جاتی تھی، صرف مغربی پنجاب میں لاکھوں ٹن غذائی نمک پیدا ہوتا ہے جو پاکستان کی ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ دیگر معدنیات میں لوہا۔ کوئلہ۔ پٹرول اور تیل جو کسی مملکت کی ترقی کے لئے انتہائی ضروری ہیں پاکستان کے علاقوں میں دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ مگر قیام پاکستان کا یہ ایک معجزہ ہے کہ صوبہ سرحد میں لوہے اور کوئلہ کی کانیں سندھ اور بلوچستان میں پٹرول اور تیل کی کانیں دریافت ہوئی۔ مشرقی بنگال میں بھی لوہے اور کوئلہ کی کانیں دریافت

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲)

حیدرآباد کی صنعت پر ایک نظر

از

جناب عبدالعزیز صاحب قریشی (نظامیہ)

ایک ایسا ملک جس کی آبادی ایک کروڑ ہ ۶ لاکھ کے لگ بھگ ہو اور جس کا رقبہ ایک لاکھ ۸۲ ہزار مربع میل ہو اور جہاں زرخیز مرغزاروں کی کمی نہ ہوگا، اور جہاں بڑی بڑی دریائیں زمین کو سیراب کرنے کے لئے موجود ہوں وہاں کا تجارتی بطور صنعتی موقف اگر دیکھا جائے تو ہمیں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے ملک میں اعلیٰ قسم کے تجارتی اور صنعتی دماغوں کی قلت ہے اور دوسرے یہ کہ سرمایہ کا فقدان، لیکن اگر ہم غور سے اپنے حالات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں وجہات بالکلیہ صحیح نہیں ہیں۔

جہاں تک پہلی وجہ کا سبب ہے حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں بہتر قسم کے صنعتی اور تجارتی دماغ واقعی بہت کم ہیں۔ جنگ کے پہلے تک ہمارے ملک کی یہ حالت تھی کہ ہم ہر چیز میں ہندوستان۔ برطانیہ۔ امریکہ۔ جرمن اور جاپان کے رہین منت تھے۔ اگر کسی نے ہمت کر کے کوئی صنعتی کاروبار شروع بھی کیا تو بیرونی مسابقت میں اس کو سخت نقصان ہوا اور اپنے کاروبار کا دیوالیہ نکالا۔ علاوہ اس کے اس خصوص میں ہماری حکومت نے بھی صنعتی تعلیم کا کوئی معقول بندوبست نہیں کیا۔ آج بھی حیدرآباد میں کوئی اعلیٰ پیمانہ کا صنعتی اسکول نہیں ہے۔ جہاں معقول طریقہ پر تعلیم ہو۔ اور طلباء کے رجحانات کو صنعت کی طرف پھیرا جائے۔

جنگ کی وجہ سے جب بیرونی مال کی قلت ہو گئی تو یہاں چند نئے کارخانے کھولے گئے عوام نے بھی ان کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی کی۔ ان میں سے بعض کارخانے جن کی مالی حالت اطمینان بخش تھی اور جو تجربہ کار اور دیانتدار ہاتوں میں تھے وہ اپنا مقام پیدا کر لئے ہیں مگر وہ کارخانے جو مالی حیثیت سے پیچھے اور غیر مناسب اشخاص کے نظر کرم پر بھی رہے تھے۔ ختم ہو چکے ہیں یا ختم ہونے کو ہیں۔ اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں کی وجہ عوام صنعتی کاروبار میں اپنا روپیہ لگا کر برباد کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے جب تک ملک میں صنعتی کاروبار دیانتدار، شریف اور تجربہ کار ہاتھوں میں نہ آجائے حیدرآباد میں صنعتی کاروبار کے ترقی کرنے کی ہمیں بہت کم امید نظر آتی ہے۔

آج کل حیدرآباد میں جو چند کارخانے اطمینان بخش حالت میں کام کر رہے ہیں وہ بودھن شوگر فیاکٹری۔ سرپور پیپر ملس۔ بودھن الکوہل فیاکٹری۔ آلوین میٹل ورکس چارمینار سگریٹ۔ گولکنڈہ سگریٹ اور کچھ کپڑے کے کارخانے ہیں۔

مولوی میر لائق علی صاحب جو سرپور پیپر ملز۔ بودھن شوگر

فیکٹری اور الکوہل فیکٹری کے قائم کرنے والوں میں ہیں۔ قابلِ شکر یہ ہیں کہ ان کی وجہ سے ملک کی تین بڑی ضروریات کی یہ کارخانے بہت حد تک تکمیل کر رہے ہیں۔ اگر یہ کارخانے نہ ہوتے ہم کو کھانڈ شکر اور الکوہل کے معاملہ میں جو پریشانی اٹھانی پڑتی وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

کپڑے کے کارخانوں میں حکومت کے زیر نگرانی دو تین کارخانے کام کر رہے ہیں۔ مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ سالانہ کس قدر کپڑا تیار کرتی ہیں۔ روئی کی ہمارے پاس کمی نہیں ہے۔ مگر پھر بھی حیدرآباد میں کپڑے کی قلت شدید طور پر محسوس کی جاتی ہے۔ اور آج بھی ہمیں کپڑے قطار در قطار کھڑے ہو کر کوپنوں کے ذریعہ حاصل کرنا پڑھتا ہے۔

ہمارے ملک میں سرمایہ کی بھی کمی نہیں ہے مگر یہاں کے سرمایہ دار صنعتی کارخانوں میں روپیہ لگانا مناسب تصور نہیں کرتے بلکہ اپنا روپیہ جوئے خانوں اور شراب خانوں کے نذر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ ملک میں صنعتی رجحان پیدا نہیں ہو سکا۔

ان حالات کے علاوہ چند اور بھی وجوہات ہیں ہمارا ملک چاروں طرف سے دوسرے ملکوں سے گھرا ہوا ہے۔ کوئی اچھی بندرگاہ تو کجا بندرگاہ ہی حاصل نہیں ہے جو باہر سے تجارت کے لئے سہولت کا باعث ہو۔

ہند کی اس طویل غلامی کے دور میں سارا ملک ہی معاشی اور صنعتی لحاظ سے پست رہا ہے مگر حیدرآباد کو یہ سہولت حاصل تھی کہ وہ ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا مگر یہاں صورت حال ہی دوسری تھی۔ خود ہماری حکومت نے اقتدار اعلیٰ کو اپنے سر تھوپ لیا تھا جس کی وجہ سے ملک کی ترقی میں چنداں رکاوٹ حائل ہو گئی تھی۔ مگر ہم صنعتی پستی کی ساری ذمہ داری دوسروں کے سر ڈال کر بری الذمہ نہیں رہ سکتے۔

یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم نے صرف معمولی حیثیت ہی میں رہنا قبول کر لیا۔ نہ تو بڑے بڑے کارخانے قائم کئے گئے نہ ان کے قیام کی کوشش کی گئی۔ جہاں کارخانے ہی نہ ہوں بھلا وہاں کی تجارت کیسے ترقی کر سکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدرآباد ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں زراعت کے لئے کافی گنجائش موجود ہے۔ لیکن ہم زراعت کی حد تک بھی خود مکتفی نہیں ہیں۔ جس طرح دوسرے معاملات میں اوروں کے محتاج ہیں۔ اسی طرح غذائی اجناس کے سلسلہ میں بھی محتاجی برقرار ہے۔

کسی ملک کے زراعتی ہونے کے یہ معنی قطعی نہیں ہیں کہ وہ ملک صنعت کی طرف دھیان ہی نہ دے بلکہ صنعت کے بھی ساتھ ساتھ پروان چڑھائے آج وہی ملک دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے جو زراعتی اور صنعتی دونوں لحاظ سے ترقی یافتہ ہو۔ امریکہ کی مثال سامنے ہے۔ جس طرح وہ ایک زراعتی ملک ہے اسی طرح وہ صنعتی بھی ہے۔ جرمنی نے جو غیر معمولی ترقی کی تھی اس کا بھی یہی سبب تھا کہ اس نے زراعت اور صنعت کو ساتھ ساتھ ترقی دی تھی

اگر ہم ۲۵ سال سے ملک میں صنعت اور زراعت کو ترقی دیتے تو نہ صرف ایشیا میں بلکہ پوری دنیا میں بڑی طاقت تصور کئے جاتے تھے۔

یورپ کے چھوٹے چھوٹے ممالک جن کی آبادی

رقبہ ۔ اور ذرائع آمدنی حیدر آباد سے بہت کم ہیں ۔ آج
خوش حال ۔ ترقی یافتہ اور طاقتور ہیں ۔ اور دنیا کی
بڑی طاقتوں میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ اس کی ایک
یہی وجہ ہے کہ ہماری حکومت اور عوام دونوں نے
اپنے کو آگے بڑھانے میں غفلت سے کام لیا ۔
ہر بات میں انگریزوں کا وسیلہ ڈھونڈا اور ان کے
سپرد کر دیا ۔ اس کا جو نتیجہ ہونا تھا وہ ظاہر ہے ۔

حیدر آباد کو اگر دنیا میں زندہ رہنا ہے، اور
اپنے پیروں پر کھڑے رہنا ہے تو اس کو فوراً
جدوجہد شروع کر دینی چاہئے ۔ صنعتی اور تجارتی
میدان ابھی کھلے پڑے ہیں ۔ وسیع پیمانہ پر اگر
فوراً صنعت کو شروع کر دیا جائے تو قوی امید
کی جا سکتی ہے کہ بہت جلد حیدر آباد صنعتی ممالک کی
صف اول میں جگہ پالے ۔

اگر سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے
ہماری حکومت اور عوام اس خصوص میں فوراً جدو
جہد شروع نہ کریں تو بقول حضرت علامہ اقبال

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

(بہ سلسلہ صفحہ (۵۳) پاکستان کا صنعتی، زراعتی اور تجارتی توقف)

ہوئی ہیں ۔ ان کی کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور بہت
جلد ان کانوں سے استفادہ کیا جا سکے گا

روشن مستقبل پاکستان بہ حالت موجودہ وسعت آبادی
آمدنی اور ذرائع کے اعتبار سے
دنیا کی پانچویں بڑی طاقت تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ اب تک
ہندوستان کی غلامی کی وجہ یہ ملک خاطر خواہ ترقی نہ کر سکا
اور اقوام عالم میں اپنا صحیح مقام حاصل نہ کر سکا ۔

ایک ملک کو ترقی کرنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت
ہے وہ پاکستان میں بدرجہ اتم موجود ہیں ۔ اس وقت غذائی
صورت حال کے لحاظ سے پاکستان فاضل پیداوار کا ملک
ہے ۔ امید ہے کہ بہت جلد صنعتی لحاظ سے بھی پاکستان
کسی سے پیچھے نہیں رہے گا ـــــ ایک دن آئے گا
جب پاکستان اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بناء پر دنیا کا عظیم الشان
ملک بن جائے گا اور سبز ہلال پرچم کے تلے ساری دنیا
کی قیادت کرے گا ۔

آزاد و خود مختار
حیدرآباد میں
مکانات
زمینات
باغات
کی
خرید
فروخت
رہن و
ہراج
کا خاطر خواہ انتظام کرنے والا قدیم ادارہ
محمود برادرس
لینڈ اینڈ اسٹیٹ بروکرس اینڈ آکشنرز
صدر دفتر: نزد مارکیٹ نامپلی شاخ: "بیتھل منشن"
قریب محکمہ لگزاری اسٹیشن روڈ۔ حیدرآباد دکن
خان اینڈ سنس

[illegible] علی بتمتم کے اہتمام سے صحیفہ پریس اعظم پورہ میں طبع ہو کر محبوب بلڈنگ افضل گنج حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ۔